



Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

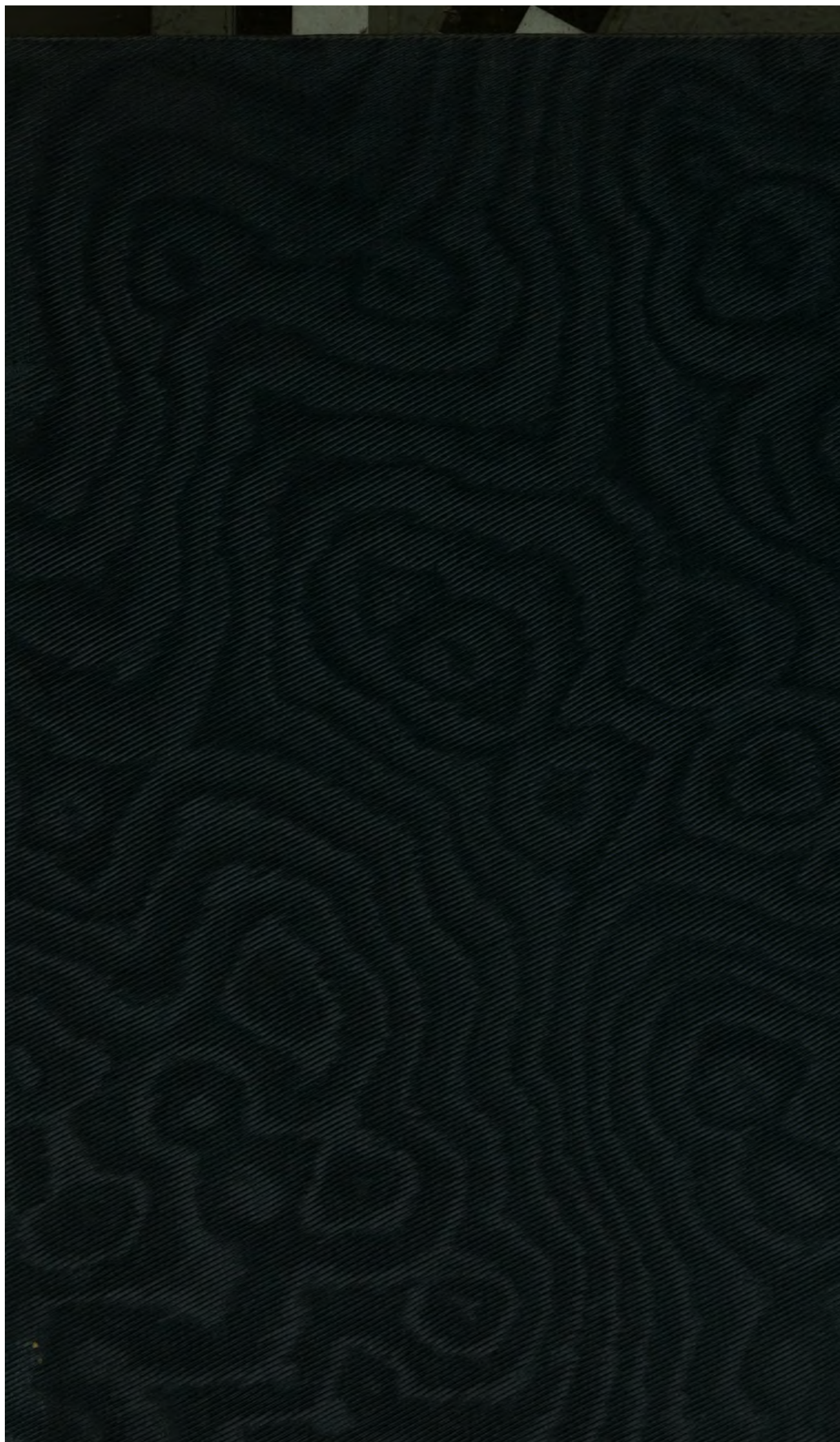
This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries
and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

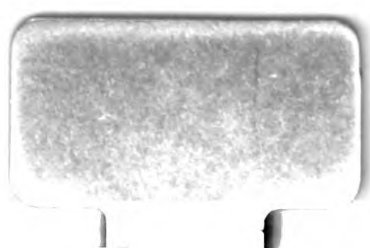
For more information see:

<http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks>



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-
ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.





16.^A_R.37.

16A 37

فہرست کتب

۹۔ بنجاری نامہ۔ ۱۰۔ جوگن نامہ

۱۱۔ روٹی نامہ۔

کلیٹ کہانی۔ تصنیف مولوی

الہی بخش بطور بارہ ماسہ۔

سرایاے تصویر غم۔ نظم و شہین

سرایا کا بیان ہے تصنیف شہین علی

تخلص مست۔

باغ عاشق۔ قصہ گل و صنوبر

مصنفہ نڈت کنیا لال۔

سکندر نامہ۔ برہی و بھری اردو

ترجمہ نظم سکندر نامہ نظامی از خوش

فکری سختر کامل مولوی غلام حیدر

گوپا مولوی ضلع ہردوئی۔

واستان عبرت افزا۔

سرایاے پیری۔

مثنویات

مثنوی زینت انجمن درج

نواب نخوت محمد خان والی جاوہر۔

مثنوی سعیدین۔ تصنیف مولوی

انوار حسین سلیم۔

مثنوی فرنگ عشق مصنفہ

منشی طوطا رام شایان۔

مثنوی دریاے حسن

مثنوی جوہر عشق۔ مصنفہ منشی

نصیر الدین نصیر۔

مثنوی معدن الفیض درج

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مثنوی سیرت افزا۔ مع غزلیات

چرکین مولفہ محمد قاسم لکھنوی۔

مثنوی دلاویز۔ تصنیف

رشید الدین احمد خان لکھنوی۔

مثنوی دریاے عشق تصنیف

جمیہ حضرت واجد علی شاہ۔

مثنوی بلبلہ چرتر۔ تقریب مکان

اجو و بیابو ری بنا کردہ مباراجہ

رام کشن سنگہ بہادر راجہ ٹیکاری

مصنفہ منشی جواہر لال۔

مثنوی مراۃ الکسوفین۔

تقریبات مین اسرار بیت جاسکے

بارہ مین تصالح تصنیف حکیم عنایت

دہلوی۔

مسدس کرمی از حضرت زبیر الہ آبادی

ایضاً مسدس اوج۔ درج

جناب امیر علی علیہ السلام

مواظفہ مرزا محمد جعفر اوج۔

مواظفہ مرزا محمد جعفر اوج۔

مواظفہ مرزا محمد جعفر اوج۔



پیراوت اردو - از جنت عشرت

مجموعہ قصہ قاضی جوئیور -

و قصہ سبزو و قصہ حفاظت شیطان

و قصہ چار لڑکوں کا دل لگی کا قصہ

عقل و عشق کا مقابلہ مولفہ مولوی لطاف

مثنوی گلزار نسیم - قصہ گل بادی

منظوم از ویاشنک نسیم لکھنوی -

فسانہ عجائب منظوم - مولفہ

منشی بھولا ناتھہ فرخ آتخلص -

تل و من - راجہ تل اور من کا

فسانہ منظوم -

ہدیہ الطائر - از مولوی مستاعلی

سندیلوی -

ایضاً

مثنوی میر حسن -

یوسف ز قینجا - اردو منظوم

تصنیف نگار -

شیرین خسرو - یا تصویر مصنفہ

منشی گوئد پر شاہ نقیہ -

بخارہ نامہ - مصنفہ میان لیلیہ

اکبر آبادی -

لیلی مجنون - تصنیف تقی پور

بہار دانش منظوم تصنیف تپیش

مجموعہ قصہ سپاہی نرودہ - با

تصویر بارہ قصہ - ۱ قصہ سپاہی نرودہ

۲ - قصہ چار باغ رنگین - ۳ - قصہ

محمود شاہ - ۴ - قصہ سوداگر چیمہ

۵ - عاشق کا جوازہ - ۶ - قاصد نامہ

۷ - مہین نامہ - ۸ - تندرستی نامہ -

۹ - دیکھ سکھ نامہ - ۱۰ - اولی نامہ

۱۱ - بھوپال نامہ - ۱۲ - رنگین نامہ

بحر دانش - یعنی قصہ سوداگر چیمہ

شام نامہ اردو منظوم تصنیف منشی

موجند -

طلسم شایان - یعنی دشتان

امیر حمزہ منظوم مصنفہ منشی

طوطا رام شایان

قصہ شاہ روم -

نالہ منظور منظوم مولفہ سید نور احمد

مثنوی ابر کرم -

مجموعہ - قاصد نامہ و قصہ شاہ روم

و غیرہ گیارہ قصہ -

۱ - قصہ شاہ روم - ۲ - قاصد نامہ

۳ - مہین نامہ - ۴ - رنگین نامہ

۵ - انا و ال نامہ - ۶ - گرہ بند

۷ - پینہ نامہ - ۸ - کوڑی نامہ

جسیر جان سخن نزار جان سے قربان ہے سحران اللہ کا نظم و لکھش
 و لطافت آمیز ہے کہ جو غنچہ نمط سراپا گوش دل سامعین کے لیے
 شوق انگیز ہے کیون نہ ہو کیسے سخن گو اور زبان آورکتہ سنج کا کلام
 کہ جسکی ذات سے سخن کو فروغ اور معنی کو وسوسہ طر حکما زہی نظم آرائی
 میں شہرہ آفاق شمع انجمن کی طرح متناہی سخن پر ای منشی بجا کونیت ای
 صاحب راحت تخلص متوطن کا کوری واقعی اس تخلص معانی کی رنگین
 بیانی نے زمین شعر میں وہ وہ گل کھلا ہے ہیں کہ نزارون کے رنگ اور
 ہیں شاہزادہ فتن کی فرط محبت کا حال مہربانوں کا حسن و جمال پھر
 رنج سفر اختیار کرنا اور جو بانی محبوب میں مصیبتیں سہنا باہمی وصل تک کا
 وقت نہ آنا اسی اصل جبکہ یہ شبنومی نوع و س جملہ سخن لباس بیانی
 نصیف سے آرایش پذیر ہوئی تب حسب خواہش مشتاقان علم و وقت
 ایسا و تحریک صاحب اغراض و اقتدار منشی شید و بال سنگ صاحب تحصیل
 نواب گنج بارہ بکی کے مطبع نامی گرامی او وہ اخبار منشی نو لکھنؤ رکھنوی
 کہ جسکے روح ریاضین اشاعت علوم رنگارنگ کے دماغ صاحبان
 شوق کو عطر آگین رکھتی ہیں وہی ماہ بہار ماہ مارچ سنہ ۱۳۷۵ء میں
 ہر رنگ ماہ ربیع الآخر سنہ ۱۳۷۵ء ہجری کے زیور طبع سے ہر ہفت ہو کر
 جلوہ آرای نظر بازان علم دولت ہوئی
 الہی جنتک سخن کو قرار و ثبات ہے تیری ہی ہاتھ اس مطبع کو غازی کی بات

کیونکر ترے نہ شان کچھ کی گزرتی قانون دان افصح دوران وہی تو حکام خوش ہیں اوج عیال ہمال میں بخل و غرور و کبر میں اس سے فخر تعریف اس کو قصر علی کیا لکھوں توصیف اس کو سپ فلک سے کریں کتنا ہر کوئی برق اس کو کوئی باد پا مرقوم کیا ہو درخت شمشیر شعلہ اک ضرب میں کریں ہو و پارہ معد کرتا و عا پختہ ہو یہ حامد حنین شادان ہو جہان میں نہ نیر کرم ہو عمر خضر و نخت سکندر ہو بہرہ ور یہ نذر عید حامد مخزون قبول ہو تو قدر دان اہل منہر ہو جہان میں	وہ حاکم غنی و سعلے و قارے ذہین و کاکلی و کی جہان میں بکار خوش خلق خوش مزاج ہو اور ہر بار وہ آفتاب جزیری انگسار ہے رفعت ہو جسکی اوج فلک شمسار ہے تفرج او سپہ جبکہ وہ ہوتا سوار ہے کتنا کوئی یہ رشک نسیم بہار ہے ہیبت ہو جسکی سیفہ عداوکار ہے بیشک یہ رشک رستم و ہندیار ہے جب تک جہان میں آید فصل بہار ہے ہر دم ہو عامری پروردگار ہے ہر دم دعا خدایہ لیل و نہار ہے لایا کلاس کھو و کر یہ بے دیار ہے تیرے سخا و جود کی ہر جائے کار ہے
---	--

خاتمة الطبع

بعد شکر گزار می باری عز اسمہ کے۔ تفرجیان چین اے سخن دانی۔
 تماشا یان گلزار معانی پر پوشیدہ نرے کے اندرون ایک تازہ فضا
 تفرز و ناز زمانہ موسوم بہ بوستان راحت قصہ شامزادہ فتن جو
 رنگ پر داز گلستان سخن جو عجیب عمدہ و عجیب دلاویز بیان ہے

نہایت مجھے شاد و مانی ہوئی	بڑھاپے میں حاصل جوانی ہوئی
مجھ کو دیکھ کر ایک فلم دروناک	ہوئی باعث طبع وہ ذات پاک
کیا جسطرح مجھ کو بے فکر و رنج	ہمیشہ سے مالک مال و گنج

قصیدہ در تعریف شریف شمع شبستان سخا و
مصباح ایوان شجاعت آفتاب سپہر حکومت
ماہیتاب فلک معدلت حاکم ذوالاقتدار
تحصیلدار ذی وقار شریف پیر و رقدروان
اہل جوہر جناب منشی شیو دیال سنگھ صاحب
تحصیلدار و ام اقبال

سرچشمہ سخا و مہ اقتدار ہے	فرمان روا کشور جو دو وقار ہے
منشی غصہ زنا طم و نثار روزگار	وہ شیو دیال سنگھ سخی نامدار ہے
ہر دلیسے محو و مائل تحصیل جو فہن	مشہور وہ زمانہ میں تحصیلدار ہے
عدل و سخا و علم و کرم میں ہر فرد	لطف و کرم کی اوسکو جہان میں بکار ہے
بیشک ہر شک سعدی سبحان فادہ	معروف ہر فنون میں بہ شہر و دیار ہے
زینت فزائی نزم حاصل ہو چو عیور	دیباچہ کتاب سخا و وقار ہے
اشراف پرور و کل پستان کرامت	اشراف ہی سخی ہو اسبہ دیار ہے
اللہ نے دیا ہر ذہن سادہ	جو دت پدوسکو عقل فلامون نشان ہے
تحصیل علم جو کار کھنہ ہر دین شو	فیاضی اوسکی مثل فلک اشکار ہے

یہ مطبوع رستے کی ہے رستی
شب تار میں بے بصری دھڑک
ٹھہرتی نہیں تن پہ گردِ ملال
جہان اونچے نیچے بھی رتھ خراب
مہ آسمان روفِ ہنگامِ شام
نکسار کسار ہیں سیکڑوں
دکاندار سب زر سے بے رنج ہیں
ہر اک جنس ہے گو وہاں خوبتر
امیرون کا مجمع ہر چار سو
یہ رہتا ہے تاشام دربار عام
زمانے کے سب محکمے ہیں وہاں
تمر منزلت صاحبانِ فرنگ
جو پتھر ہیں اکثر بے خوش مزا
سر شام مانند ماہِ شام
اس اہل کرم کو حند امی کرم
بفضلِ حند آج اُمیہ سان
ترے بختِ برگشتہ کا تھا یہ پھیر
یہ تالیف تیری جلا یا سگی
غرض جب سر و شش فلک نیک

کہ گوشت سے منہ تاکتی ہے کجی
چلو جاتے ہیں پا کے سیدھی سر
گرین ٹھوکر و تسے کہیں کیا مجال
برابر کیے مثل سیلاب آب
تاشے کو آتا ہی بالامی بام
ہر اک شے کے انبار ہیں سیکڑوں
تجارت سے خوش گنج در گنج ہیں
ٹھکانی سے لیکن ہر کان شکر
نمایان ہے آباد می لکھنؤ
بیجا ہے کہوں گراؤ سے روم و شام
سچی اہلکار و نکلی ہیں کوٹھیاں
ہر اک سمت خیموتکے ہیں آب و نگ
خوش آتی ہے ٹھنڈی ٹھک کی
نکلتے ہیں بہر تاشامی عام
رہ کئے شاد و خرم بے مرقم
ترے گھر میں موجود ہر قد و دان
ہوئی جو نظر تک گذر فرمیں
بہت جلد مطیع میں چھپ جاتی
ہوا غیب سے اس طرح فردہ گو

نہوا اختر بخت کیوں اوج پر
 قرین بارہ بنکی کے نواب گنج
 اوسے گنج زر خیر کاومی و قار
 سنا ہو جو شمیر ہبادر کا نام
 سرسہ دوران صاحبِ افسران
 گرامی در بحرِ جود و کرم
 طبیبِ مان چارہ سازِ جهان
 نکور و خوش اخلاق مسکین نواز
 خوش اقبال دُپٹی کشنہرین وہ
 خدا ایسے اہل کرم کو سدا
 صفائی سے خوش بین جو اہلِ نگر
 قہر سے مانسہ فصل بہار
 دور و یہ جو انسانِ نوحاستہ
 سدا سچ کے گلزارِ ستار کو
 طرحدار سارے دکاندارین
 گلی کو چوسب دسکے ہیں گلزارین
 صفائی سے رہتی ہی آئینہ وار
 نہ کیچڑ نہ مٹی نہ خاشاک و خاک
 و پھر کون کی سیدھی نکالی چال

کہ مریخ و زہرہ کی ہے خوش نظر
 عجائب ہر پر پر اسباب گنج
 کیا ہو اوسے حق نے تحصیلدار
 جوان بخت فی جاہ عالی مقام
 رفیق شہنشاہ گیتی ستان
 سخی ماستم دہر عالی ہمم
 علاج تب و درد پڑھ دکان
 شفا بخش آزار اہل نیاز
 مسیحا نفس روح پرور ہین وہ
 کرے دولت روز افزون عطا
 خس و خوار سے سخت ہو تو ہین تنگ
 بنایا ہر بازار کو لالہ زار
 دکانوں کو رکھتے ہین آہستہ
 بناتے ہین بلبل خس و خوار کو
 گل و لالہ سان زیب بازارین
 کہیں نام خار و خشک کا نہیں
 شب تار میں چاندنی کی بہار
 بدر و ہین گلیوں کو بدبو پاک
 دل رو نور دان ہر جن پر نہال

سدا حسرت آلودہ تھی آرزو
 نہ ہمدم نہ ہم جم نہ سخت جگر
 جو کانون تلک انکو ہونچا ٹیگا
 یہ قسمت کہاں جو بزرگ تشر
 فروغ و وعالم ہون خوشی
 و وبال آبرو شان میں
 اسی فکر و تشویش میں یک سیک
 کہ نامی بقیہ تیرا شیوہ یال
 عقل و متین شد روان سخن
 مخیر تو انگر سخن ارجست
 حلیم و سلیم و کریم و رحیم
 عجب خاتم لطف کا ہے گمین
 درجے بہا ہے وہ فرخ لقا
 بڑھیکا ابھی اوسکار عظیم
 مہینوں سے زور وں پہ ہوشی
 فلک ہرے بر سر کام ہے
 مدد مہربا انجمن خوش نگاہ
 عطار و دیر فلک خوش رقم
 زحل ہے کئی ماہ سے راہ پر

کہ موتی مرے ہوں نہ بے آبرو
 نہ فرزند و لبند نور لب
 مرزہ نعمہ سنجی کا سنوایا
 بین چشم مردم کو نور نظر
 نون صورت ذرہ بقدر و خواہ
 رہیں مثل گوہر ہر اک کان میں
 ہوا مژدہ گویوں سر و ش فلک
 ازل سے ہر خوش خلق و فرخ خصا
 فہیم و زکی انتخاب ز من
 زرافشان گہر نیز بہت بلند
 محیط سخاوت کا ورتیم
 کہ ہے نام سے جسکو روشن زمین
 کرے حق خطاب بہا و عطا
 کہ ہو مہربان اوس پر بکرم
 ثوابت سے ثابت ہو یاری گری
 سپاہی ہوا خواہ ہر دم ہے
 نکو خواہ رہتے ہیں شام و بکاہ
 مددگار ہر سون سے ہے بکلم
 ترازوی یاری میں ہے جلوہ گر

کہ یک پل میں مانند تیر تفنگ
نہیں صاف ٹھکتا ہر سرعت حال
بنائیں اسٹین ایسے صفا
کہ ہر جیسے موتی محل کی بہار
فرح بخش ہر مسافر میں سب
عجائب ہیں شک پری گاؤں
مہیا سے عالم کا سامان عیش
سرشام رشک قمر بانڈیان
ہر اک چو کیوں پر چرخ غونکا نور
غضب گرم ہوتا برقی کی چال
کہ سرعت سی دیتی ہوا ٹھون پر
لکھے صنعتیں انکی کوئی اگر

پہنختی سے کوسوں تلک بزرگ
یہ جو خیال ہوا ہے پیک خیال
پری ولکشا اندر اسن نما
خجالت سے آئینہ پر عیار
سرور جگہ عیش خاطر میں سب
سریر سلیمان سرور زمان
سرپا میں سپا قالب جان پیش
دکھاتی ہیں انداز نور جہان
دکھاتا ہے شمع فلک کا طور
خجل جس سرے ابر و باد و خیال
مہینو کرستے کی پل میں خبر
نہیں لکھ سکے گا کبھی عمر بھر

بیان اوصاف ویشی کشن شہر صاحب بہادر و زکریا
لاد شہود یال شاہ تحصیلدار کے جسکے صرف مہمت سے
یہ داستان و لاویز طبع ہو کر مشہور خاص و عام ہوئی

ایرہر سے میں اب پھیرا ہوں قلم
کہ دو دو پہر بہر دور سخن
ہوا و امن دل جب شکوے سے پر
ہو میں تھی کہ ہر صورت ملکہ

لچھہ احوال کرتا ہوں اپنا قلم
رہا بھر معنی میں میں غوطہ زن
مے ہفت قلم کے دو چار دور
بنے طبع سے یاد گار ز من

ستاروں میں گنتی ہو اُنکی مگر
 بنایا تھا جس شخص نے جامِ جم
 زمانہ میں سنتے ہیں نجش کا نام
 زمین پر بھی مثلِ مہ آسمان
 جو ہوتا تو مثلِ سراغ ہوا
 جہاں فراست کے دریا میں
 گرامی گھر درجِ فطرت کے ہیں
 بہا لاؤ کو سون سے دریا کی گنگ
 جدھر دیکھو اوسجا میں چشمِ بھر
 طراوت سے انہار کو سب کہیں
 بڑھی ہے یہ پانی سے تو قریب
 تعجب نہیں کچھ دنوں میں ہاں
 جو تھم کھیت محتاجِ تالاب چاہ
 زمین شور تھی جس جگہ پر نمک
 جو ملتا ہے بے جستجو آبِ جھو
 سکلین انکی جتنی ہیں ناو میں سب
 کہ کرتے ہیں بے آدمی انتظام
 حقیقت میں عقل رسا و نک ہو
 ہوا کا نہیں جس میں کچھ میل مثل

کہ یہ اوج تدبیر کے ہیں تھر
 وہ تھا انکو نزدیک جگنو سے کم
 کہ تھا اوجِ حکمت کا ماہِ تمام
 بنایا تھا اک چاند نورِ جہاں
 نہ پاتا فروغ انکو آگے ذرا
 ٹوٹے زر کے روزِ جویا ہیں سب
 کہیں آشنا بحرِ بہت کے ہیں
 زمین جسکے پانی سے ہر سبز رنگ
 ہوئی نخل بو سیدہ لاکھوں ہر
 ہوئی رشکِ پنجاب سارنجی میں
 زمین واپہ سے کشمیر آب
 طراوت سے پیدا کر پتیِ عطران
 وہ کرتے نہیں آبِ باران کی چاہ
 ہوئی آبِ شیریں پر کشتِ فلک
 بنائی ہے دہقان کی ہر چار سو
 بڑی فہم سے گرچہ ظاہر میں سب
 فقط آگ پانی سے تیرے میں کام
 خجالت سے پنہان تیرے سنگِ ہر
 نکالی ہر کس نے درِ صنعت سے ریل

بتان جفا پیشہ و بے وفا	کرین تہمت خون سے ترکِ جنا
لگائیں اگر شو قسے ناگزیر	بنیں باحد ازاد گوشہ گیر

در بیان انتظامِ سلطنتِ اجرائی چشمہ فیض از عرقِ ریزی
اے مالِ بستانِ فرنگ

بہت شاہ گذر میں عالی ہمم	کسی نے نہ کی بند راہِ شتم
نہ دریا پہ باندھے پل آہنی	نہ کھودی جہان سے حدِ ہزنی
نہ رستے کیے خار و خس سے صفا	نہ شکر کین نکالیں صفا جابجا
نہ نہروں سے سیراب جنگل کیے	نہ مینڈ و نکو پانی سے بادل کیے
نہ دریا پہاڑوں سے لاکے لکھیں	نہ خشکی میں چشمے بسا لکھیں
نہ کثرت سے بنوائے تالاب چاہ	نہ ہمواری کی کو ہمسار و کی راہ
نہ روشن کیے برق سے ڈاک گھر	نہ دی بر محل منزلوں کی خبر
نہ یکسر مٹائے ٹھکانے نشان	نہ پتھر سے پیسے سر ظالمان
نہ صحرا کیے منزلوں سبزہ زار	نہ کوسوں لگائے شجر سایہ دار
نہ معدوم شیر نیستان کیے	نہ خالی پلنگوں سے میدان کیے
نہ یوز ستگر کی توڑی میان	نہ گرگ کہن کے مٹائے نشان
نہ پیل و مانکو دکھائی گزند	نہ کاٹی گوزنوں کی شاخ بلند
کسی سے بجز ملکہ نیک نام	نہیں ایسے اچھو بن افریقہ کام
زمانے کے دانا ہیں اہل فرنگ	حکیمان یونان کو ہیں مویشِ فرنگ
ارسطو فلاطون تھو ماس دار	گروہ حکیمان میں تھے نامدار

نہ ڈالے نظر مرغ پر صید باز
 نہ چیتے کرین آہو و فسے خطا
 نہ پہونچے کسی کو کسی سے زیان
 نہ مچھلی اوٹھا کر مگر کے ستم
 نہ سیلاب کاٹے سر راہ کو
 کف پای مردم کو خار و خشک
 ہمیشہ چراگاہ میں گو سپند
 بڑھی طاقت شیر و باہ میں
 بز و میش چاہیں لب جو اگر
 شتا و رگزر بحر میں جب کرے
 گھٹے ناتوان سے دلاور کار و
 ملے سب کو ہر شب مزہ خواب کا
 نقب زن در انداز غماز چور
 سر شام منزل میں کھٹکانہ ہو
 اگر ہاتھ لگ جائے دزد و حسا
 سدا قوت عدل سے ناتوان
 رہی گرگ خونین پہ رو بہ دلیر
 ہنر و تکرار کو شلاح سپر آہوان
 یہ یوز شکر کا ہو حال تنگ

رہی باز خون کبوتر سے باز
 نہ بکری کو دے گرگ خونین غا
 رہی بحر و بر میں برابر امان
 رہی ناک میں ڈر سونا کر کا دم
 نہ گرمی کرے خشک لب چاہ کو
 نہ چھترے سر کو ہر یک بیک
 رہی ناخن گرگ سے بزرگ زند
 او چھلتی پھرے شو قسے راہ میں
 قدم چوم لیں سر سے ناکر مگر
 محبت سے گھر یال یانی بہر
 بنے سانپ کو ڈر سے طاؤس مور
 نگہبان رہی چور اسباب کا
 رہیں خوف سے ساکن جوف گور
 دم صبح تک بند رہتا نہ ہو
 حنا کی طرح پاؤں سنگین سزا
 جھکا یا کرے گردن سپر کشا
 ملے آنکھ پائے غزالان شیر
 بنے نوک سے خنجر اصفہان
 کہ در و در سے نہ چھوڑے لپنگ

مگر سوس دریا میں ہیں سب کہیں پلنگت یاں نے غزالوں کو ساتھ ندی نالے تالاب کھو ہے تمام مسافر کو سنتے ہیں ہنگام شام سواب پاؤں پھیلا کر سو تو ہیں روز رہا عدل کا گریو ہیں زور شور کر چاک کیو جو چوری سوتنگ زمین تھی جہان میں جہان خار و آ پہاڑوں سے لالا کے آب و ان جو کرتے تھے ہر شب بڑی کام روز برابر و نہیں مل گئیں بھانسیاں	کسی سے مگر گھاٹ کرتے نہیں لیا ظلم سے کھینچ اک مشت ہاتھ چلوں سے بنے چشمہ فیض عام سدا خوف زر سے تھا سونا حرام سر دست آسودہ ہوتے ہیں رخص عجب کیا جو خون و دہر ہندی کا چور اوٹھا زکام ایک مشت قید فرنگ نہ اوگتا تھا سبز نہ نخل بہار بنایا او سے غیرت گلستان گلے کاٹتے تھے ہر شام روز نہ سر کا تیا ہے نہ تن کا نشان
---	---

در بیان توصیف عدالت

جہان میں عدالت اسی کا ہر نام نہ ہاتھی تلے پاؤں سے مور کو نہ حیوان کو کھٹکا ہو انسان سے نہ آہو سے جھلا ئیں شیر و پلنگ نہ رہزن مسافر کا کاٹے گلا نہ بوقت چلائی مرغ سحر نہ وکھلا سکے آنکھ نہ ہو کو پاہ	جو باہم گم ہو دو دو ام رام نہ ضیغم و باہی سر گور کو نہ انسان کو دہشت ہو حیوان سے نہ ماری کیو تر پہ شہ باز چک نہ لوٹے کسی کو کوئی بر ملا نہ صیا و پھیرے چھری مرغ پر نہ بھری کرے فاختہ پر نگاہ
--	---

زمانے کے محتاج اندھو غریب
 دم صبح خیرات خانے سرور
 عدالت سر ہے بسکہ فخر جہان
 کیا ہیبت عدل و جب سوزیر
 و باتا ہر دم بھیڑ سے بھیڑ یا
 و بکتا نہیں شیر ز سر شغال
 لب گور گویا ہیں سب گور خر
 یہ بزم بیعت سگنیز و نکاحاں
 کھٹکتا ہے شیر زیاں گور سے
 زبردست کم زور سے زیر ہر
 سیہ گوش چھپتا ہر زیر خشک
 ہر اک جانور سے شریر و دلیر
 مگر اوسکا بھی ڈر ہے نہ ہر آب
 جہان وشت میں آہ تھی پر خطر
 کہ خر گوش ڈر و دو دام سے
 سمندر میں غواص اور ناخدا
 ستا تہ نہیں اونکو نا کے مگر
 جہان ونگو بچتا نہ تھا کاروان
 مثالیں وہ سب مشکلیں آہنی

تہدست پالنگ خالی نصیب
 تن آسودہ ہو تو ہیں کھانے روز
 کہن ہو گیا نام نوشیروان
 چور اتے ہیں جی بھیڑ بکری شیر
 چھپاتا ہے آہو سے متہندوا
 و کھاتے ہیں چتے کو آنکھیں غزال
 اوٹھاتے نہیں صورت مردہ سر
 کہ بہر امان پاس کھتر ہیں چال
 لرزتا ہے پیل دمان مور سے
 دل کو سپندان دل شیر ہے
 بلاتا نہیں خوف سرکان تک
 ننگ شکر ہے دریا کا شیر
 یم نیستے کا ہے گویا حباب
 ہوئی ظلم سے صاف تر ہندو
 سر راہ سوتا ہے آرام سے
 شب و روز رہتی ہیں گواشنہ
 کہ وشت سر ہے سب کا پانی طبر
 مسافر کو سونے سے تھا غویا
 نہ اندھیر وہ ہو نہ وہ رہی

حقیقت میں کتنا مرارست ہے
میں اون میں نہیں جو کہوں بڑا
زمین کو کہوں آسمان برین

بہم صدق سے بے کم و کاست
گدا کو شہنشاہ شہ کو گدا
فلک کو کہوں تخت روزین

در بیان اوصاف عدالت ملکہ و کٹوریہ و ام ملکہا

خوشا قیصر ہند عالی خطاب
سہر تاجداران عالی گھر
نکو نام و کٹوریہ بے نظیر
فلک مرتبت شاہ انجم سپاہ
سیحانفس چارہ ساز زمان
جہان پر چو بانشد خورشید و ماہ
مقرر کے سیکڑوں مدرسے
جہالت گئی بکلم سبکو بھول
شکر سے ہیں گویا بہم لام و بے
جو مجھول معروف ترسب ہو تھر
ہوئی جو ہر علم سے کان زر
شفا خانہ مہمان سراستہاں
فلاطون صفت ڈاکٹر نیک خو
جو بیچارہ تھے بیک و درمند
و و او غذا مفت پاتی ہیں روز

مہ اوج اقبال گرد و نجات
شہ مجبور و بر مالک کان زر
سپہر خلافت کی بدر منیہ
در شندہ خورشید گیتی پناہ
جہان پرور و تاج بخش شہان
شب روز ہے پرورش کی نگاہ
ہزاروں ہیں او جڑے ہوئے گھر بے
ہر اک و یہ میں ہے فوٹو بھول
کہ کتنے نہیں خواب میں بھی بے
بری مصدر حال غائب ہو تھر
جو اہر پہ کرتی نہیں اب نظر
مٹاتے ہیں غربت و نوکالال
مقرر ہیں بہر و و چار سو
او ٹھٹھاتے تھے بیمار یونسے گرنہ
خوشی سے دعائیں مٹاؤ ہیں روز

قد سر و شمشاد سے برق دم
لب فرش گل چاندنی موتیا
تہ تاک تھی دختہ رزم
عجب قصہ ستانہ کرتے تھے مور
تھرکتے تھے جس وقت تھرا کے پر
ورختان سر سبز با برگ و بار
تلاش سخن بین پر انگندہ سخت
جو تھا مثل برگ خزان مضحل
کہ ہے قیصر ہند جس کا خطاب
لکھے شان میں اوسکے دو چاند
زمین سخن میں او گین نستان
کھلین پھول صد برگ کو لا جواب
دل و جان سے لکھنے پہ آمادہ ہو
عجب کیا تجھے وہ شہ بحر و بر
منگا کر اسیدم دوات و تسلیم
سلف سے یہ کہتے ہیں اہل زبان
جو سچ پوچھیے اب ہو دونی بہار
یہ سنتے ہی مثل گل نارون
کیے ورمی و صف میں فریاد

کھڑے تھے دورویہ نشان و علم
صف آرا تھے مثل صبا جاسبا
کہ مستی کا عالم تھا طاس پر
درختوں سے منہ نکاتے تھے چکور
جھاتی تھی نرگس پروں پر نظر
قدم پر جھکاتے تھے سر بار بار
اکیلا میں بیٹھا تھا زیر درخت
یہ تر غیب می بہر آرام دل
زمین و زمان اوس ہی فیضیاب
کہ لاکھوں سی ہو جاوی تو سر بلند
بنے تختہ سادہ رنگین چین
قلم سے نمایاں ہو شاخ گلاب
گل اشرفی کا غد سادہ ہو
دروزر سے دی آبرو سے گھر
کچھ اوصاف انصاف کو کر رقم
کہ رشک گلستان ہو ہندوستان
کہ تھے بیشتر جاسبا خارزار
بدن میں بڑھاپہ میں پیر میں
جو ہیں مثل غورثید سب پر عبان

در بیان اوصاف شاہ گل

شہ گل تھا اور نگ پر جلوہ گر سہی سر و شمشاد گردن دراز خیابان گلشن میں آب روان گل نخل و نرگس و یا سمین غزل خوان تھے مرغ چمن چارو نکلکتی تھی شب بو سے آواز نے جلال لہو برگ سے سب شجر خوش آہنگ تھی کوکلی خوش مثال کبوتر خوش آواز شیراز کے شکر بار سبزی پہ تھیں طوطیاں سرخور صفت سوسن زبان سر عام پیڑ و نگو شیریں شر جو پیوند باغ شمر قند تھے یہ دل بند خوشے تھے انگور کے حلاوت سیب کوزہ قند تھے سیہ رو و لکین تھے سب خوش مزہ در باغ پر فوج گل صفت صفت صفت لالہ سرخ سے بڑ شمار	چنور کردہ ہی تھی لہو سحر غلامانہ حاضر تھے مثل ایاز سرو تن سے زیر قدم تھا روان کھڑے تھے لیے چتر و تاج نگین نوا سنچ تھیں طوطیاں و بدو لب گلچکان سے نیکتی تھی سے بجاتے تھے نوبت بہ نوبت کجر مزا دے رہی تھی چکورو کی حال لو بجاتے تھے دل نغمہ پرواز کے نوا سنچ تھیں سر و پر قمریان سراپا تھے توصیف سرخ خوان دکھاتے تھے لطف نبات و شکر رگ و ریشہ رشک شکر قند تھے کہ منہ بند کرتے تھے ناسور کے کلی کی طرح سب کو منہ بند تھے حبش بیپو نہیں تھا سارا بسا قواعد سے تھی جلوہ گر ہر طرف جمی تھی رسالوں کی زلیقین قضا
---	---

خوشی فی الحقیقت ہر جانِ جهان خدا نے جو دی اس ہو تو غیر اور سخن سے جو نا آشنا تھی بیان وہ صبح یکدن نسیم شمال پیالوں میں ہر پھول کو بحساب گزرتی تھی دم بھر روش پر حجب ہنسائی تھی کلیوں کو ہر چار سو بساتی تھی خوشبو سے صحنِ حین اور اُڑتی تھی شبنم کو سوئی فلک بوجھاتی تھی بلبل کا سوز الم ہلاتی تھی نیکھی ہر اک نگ کو بجاتی تھی صد برگ ہر ساز ویش دکھاتی تھی نرگس کو بے انتظار جماتی تھی سنبری پہ سنبری و چنپ درختوں کو ہر جھاڑ پر بر محل عروسان گلشن کو رنگین و دا تن نیمجان میں بڑھاتی تھی جان خسک چل ہی تھی جو باد شمال زرگل سے دامن گلچین تھا پر	وہ تھا قالبِ عنصری یہ روان بڑھی آبر و صورت میر اور بہت دن سے تھا تنگ ترغیب سان نہال گل و لالہ پر تھی نہال گلابی سے بھرتی تھی رنگین شہر آ زرگل سے دھیر وں کو ماتی تھی اور اُڑتی تھی گلشن سے شیو کی بو کھلاتی تھی ہر شاخ پر نار وں ہسائی تھی گلشن سے خار و خشک بھولاتی تھی قمری کو کو کو کا غم کھلاتی تھی منہ غنچہ تنگ کے سناتی تھی ہر گل کو آواز عیش گل و لالہ وار غوان کی بہار صنوبر کو دیتی تھی شانِ بلند جلاتی تھی پھولوں کی رنگین کیول اوڑھاتی تھی ہنس مہنس کر تپا پیا کھنکھاتی تھی تکلیف نزع روان دل باغبان بھی تھا اوس دم نہال نہ محتاج زر تھا نہ جو یاسی دگر
---	--

چو پرورش دین نامہ پروا گنج مفضل کیا اس سوہن زبان نہ ماہ رجب تھانہ سوال تھا کریکا جو شفقت سراسر نظر رہیگا ہم آغوش راحت مدام	رشتش صد فزون بوجہ بجاہ و بچ رہو بخشش باوگار جهان مہینا محرم کا اوس سال تھا ملیکی اوسے آپرے گھر کہ ہے راحت آمیز میرا کلام
--	--

در بیان خاتمہ کتاب حسب فرمایش معالی قدر
عزیز بجان سعادت و اقبال نشان لالہ شیوہ دیال سنگ
تخصیلا رنواب کنج زادہ ششم

عزیز گلستان ہویہ داستان لطافت سے توام ہو گلزار وار حقیقت میں ہے بوستان کی زمین گل اسکے ہیں سب بخشش بضرر ہزاروں اگر بچھول گلچین چنے نہ پونچے گا ہر گرجی سے گزند ہر اک بیت اسکی ہو بیت السور کہ ہو بیکلی دلکی ساری ہوا زمانہ کا سب نج و غم جا بھول یہ بقیل و بیداش و سست خی جو تھی لفظ ہندی سے تو قہر کم	بہار عجم گلشن چینان نمایان ہے طغرا پہ طغرا بہار بنام جاندار جان آفرین نہ کائنات کا کھٹکانہ صرصر کاؤر قلم کے لیے باغبان سر دھنے بڑھیکلی دوجیت راوشان بلند نہ دیکھا ہو جس نے وہ دیکھ ضرور رہے شاو و خرم برنگ صبا چنوباغ معنی کے آنکھوں سے بھول ازل سے ہے مشہور بھگونت کیا اس لیے ہیں نراحت سر ضم
--	--

پیلے میں ہو کیفیت شیر کی
 اور می خاک صحر سے ہو جگر عجم
 ہو اسے خنک ہو نہ ہو آب جو
 ہر اک شے پہ قادر ہے ربِ قدیر
 گدا کو بنا کر شہِ روم و شام
 یہ ناپ چیز تک جہانِ بجز و
 نہ سعدی نہ قدسی نہ تھا انوری
 ہلا لی کا لاتا کہانے کمال
 میں پارس کی لٹا کہانے زبان
 نہ اردو زبان سے تھا اتنا خبر
 اوسکی عنایت کا ہے یہ ظہور
 عطا کر محیط سخن سے گھر
 تلاش گھر میں کئی ماہ و سال
 بہت غوطے کھا کر جب اٹھو پھر
 اوٹھتا نہ تھا بوسبیل پہنچ
 نہ کرتا سخنِ عکسار ہی اگر
 کہ دل درد غم سے تھا برہم مرا
 ملے جب تھے یہ گوہر شاہوار
 زبان بہر تاریخ کی میں نے بند

کھٹے جس سے تو قیر انجیر کی
 بنے دشت بے زعفران کا میسر
 عیان لطف پنجاب ہو چارو
 جسے چاہے یکدم میں کر دیر
 زمین چرخ ماہی ہو ماہِ تمام
 ہمیشہ سے تھا پیڑ و اہل در
 بڑھاتا جو شانِ سخن پروری
 کہ وہ تھا مہ چار وہ میں ہلال
 وطن ہے مرا خاص ہندوستان
 بیان جتنا کرتے ہیں اہل ہنر
 ہوا جس سے مشہور تر ویکٹور
 عجم سے عرب تک کیا نامور
 رہا غم و حق جبر معافی کمال
 ملے تب صدق میں یہ تھوڑا گھر
 کہ اس رنج میں مجھ کو مل تھا گنج
 تو مشکل سے اوقات ہوتی بسر
 نہ تھا جز الم کوئی ہمد مہم
 ہزار و دو صد پر کھمبشتا و چار
 کہ گفتار سعدی تھی مجھ کو پسند

بجھوم گنبہ کا شے ڈر مجھے
نہو تنگ میدان محشر مجھے
مرے لوح عصیان پر ای خوشتر
عطا سے قلم پچھروے یک قلم

بیان انکسار و لطف

بجز ذات پروردگار جہان
یہ قدرت کسی میں بھلا کر کہاں
کہ قطرے کو دریا کی دے آبرو
بہائے کف دست میدان میں
بنا فرمایا بان کو صحن حسن
کھلا کر سر خار پر نار و ن
سحاب کرم سے جو برسا تو آب
لکین پھول پھل سرو آزاوین
درخت بھی بید مجنون بنے
جو نوشہ ہو پیدا یہ ہو واندہ وار
درختوں کے پتے ہوں شبنم
مزه گل کا خار مغیلان میں ہو
کف دست میدان میں نہ ہو
بنو نخل خسرو ہر نخل سمن
درختوں پہ بے فصل پھولی بہا
ہوا عیشی شامی سے نخل گرج
پستان میں انگور کا ہو مراد
کہ نجون میں پیدا ہو لطف بقدر
یہ ہو ترشی آنو کہ خوش گوار
یہ قدرت کسی میں بھلا کر کہاں
بہائے کف دست میدان میں
کھلا کر سر خار پر نار و ن
عجب کیا جو کانٹوں میں پھول گلاب
او گین سوری ولالہ شمشادین
چمن بچ امن کوہ و ہامون بنے
بنے خنظل تلخ شیرین انار
رہیں ناشپاتی پہ سب طعنہ
انتاس پیدا نیستان میں ہو
سمر گل پہ شبنم گبر بار ہو
کھلیں جھاڑیوں میں گل نشین
مزا ماہتابی کا ہو آشکار
غزالوں کو دکھلاو لطف تیج
صداوت سے ہو بچش الیوا
نہ ڈالے کوئی آنکھ باور میں
کہ عناب خرامون بقدر و خوار

مناجات حضرت پاپ پورگار کہ جس کو فضل و عظمت سے انعام سے شادمان و شادمان ہو

بس ابے وک فرحت اپنی بان
بیان کرتا ہر خدا و رسول
اوسے کی رہی لو لگی ہر نفس
خدا سے مخاطب کھاپنا ضمیر
عدم کی غضب پر خطر راہ ہو
جسے ہو گی یاد حسد ار تہر
وہ مرگ سا تھی نہوگا کوئی
اگر چشم گوشت است گردست پا
نہ ہمدرد ہوگا نہ ہمد و بان
کسی سے نہوگا کوئی وان پام
جہاں سے بجا ہے مثال حباب
شعمر نے کے آثار اوس میں بیان
حقیقت میں نیا ہے جامع ہر باب
الہی میں ہوں غرق بحر گناہ
وہ دم آشنائی کا دم ایک بار
برائے محمد مجھے بھی سنبھال
جہاں پرور اتو تو غفاری ہو
کہ یہی سیمون تیرے یہ خواہگار

زمانے کی موقوف کردستان
نکال اب نہ منہ سر کلام فضول
عبث اب ہر دنیاوی و دنیوی ہوس
یہی کام آئیگا وقت اخیر
کڑی سب سے اسکی گذر گاہ ہو
چلا جائیگا شو قے بے خطر
نہ پوچھیکا پانی کو اصد کوئی
ہمہ باز مانند یک یک بجای
مکان بھی نہ ہوگا بجز لامکان
خدا سے پڑے کا حقیقت میں کام
کہ او پر زمین اسکے نیچی ہے آب
بنا ہو جو پانی کے اوپر مکان
بجا ہے جو کہتے ہیں سب لوگ خدا
مری ناؤ بے نا خدا ہو تباہ
کہ ہو جاؤں اسکو تلام سے پا
تہ قمر عصیان سے باہر نکال
رہیم و خطا پوشش ستار ہو
کہ محبوب و محنون نہ روز شمار

کہ تھا جن سے اندر بجا صحن باغ
لگا تو تھو کھو کر جہان پاؤں کی
وہ تھی باتکپین کی غضب چال حال
ستارے تھے افشاں کو وہ جلوہ گر
جو تھیں بجلیاں برق زلفین گھٹا
ادائیں پر آفت قیامت تھی چال
سر بزم تھا چار سو قتل عام
گر سر جہان چھوڑ دیتو تھو بال
غضب بیٹھنے سے تھا اوٹھنا بلا
اوٹھاتی تھو چہرے سوراخ جہان
پڑی گوش گل میں جو آواز جنگ
روش پر تھے سب ساز و سامان
یہ پھیلا تھا سرو چرخان کا نور
عجائب تھا اوس وزو ریا عام
عرب ارمن ایران خطا و ختن
عجم روم شیراز تار زنگ
اوس بزم میں مثل مغفور چین
پلا سا قیام عرفان مجھے
ہم آغوش تقویٰ رہوں ہر قدر

دم رقص کھاتے تھے طاووس
سر بزم بیٹھے تھے لاکھون کرجی
کہ ہو ہو گئے بے چہری سب حلال
ستاروں کی پڑتی تھی جن پر نظر
نمایان تھا ساون کا ہر سوز
کہ ہوتی تھو کبک دری پایاں
نگاہوں سے لیتی تھے خیر کا کام
یرا گندہ کرتی تھو محفل کا حال
کہ آفت پہ کرتی تھو آفت بسا
تبسم سے کرتی تھو قتل جہان
جمارنگ پر شاہد مانی کا رنگ
خرامان تھے سرو خرامان نے
کہ پھولوں پہ تھا چاندنی کا طہور
فراہم تھے رنگی فرنگی تمام
حلب انگلستان بدخشان ہین
چکل سیستان وس بارہنگ
بنار و نق آرای تاج و نگین
کہ ہو باعث دفع عصیان مجھے
نہوں خواب میں نخت ز سر خیر

زینجا جو یوسف کے ہمراہ تھی
 و وچند اوسکی کرتی نہ کیوں بڑ
 شب بہ تھی اوس روز تا صبح گاہ
 ہوئی جب بیاض سحر آشکار
 لب جو ویا حکم بزم طرب
 کھڑے تھے جوار کا ان دولت نام
 بڑھی الغرض آب جو بے یز آب
 یہ کثرت ہوئی بادہ تاب کمی
 پیالے حبابوں کے پڑ ہو گئے
 تھی بادہ اشیں کی جوتا ب
 بنائی تھی البتہ سرخاب کی
 جو تھی اوس پہ رنگت ہو دھنی ہا
 منے پر مراد و سرا یہ بسا
 اود ہر نرگس و نستر ناز بو
 اود ہر تھا گلاب اس طرف تھی ہر
 اود ہر اشرفی چاندنی نارون
 اود ہر مالتی کیت کی موتیا
 اود ہر باغبان رونق آرا ہی گل
 کروں کیا سدا اوس گھڑی کا بیان

نیا پیا ر سکتا اور نہی چاہ تھی
 کہ ہم عقد پروین تھا وہ خوش گلو
 رہا برج ایوان شاہی کا ماہ
 برآمد ہوا گھر سے خورشید وار
 کہ ہوں جمع ارباب شاد و طلب
 لگے کرنے ہر چیز کا انتظام
 ہوئی موج زن کشتیوں میں ہر
 کہ چکر گئی آنکھ گڑاب کی
 مے لعل سے لعل دُور ہو گئے
 مگر مچھلیاں ہو گئیں سب کباب
 کہ پانی پہ سرخی تھی عناب کی
 بطمی نہ کرتی تھی آنکھیں دوجاہ
 کہ پھولے ہوئے تھے چمن جا بجا
 اید ہر نقل و ماوا م و جام و سبو
 اود ہر بخت انگور اید ہر تھی ہر
 اید ہر جھاڑ فافوس شمع لگن
 اید ہر خوشل جبین نازنین ملقا
 اید ہر ساقی لالہ رو آب مل
 ہزاروں پری رو تھی ایسے وہاں

ملک پر جوشاؤ کو فانی کا
میرا سر ہوئی دشمنوں کی ہتک
پھرے شہسوار اس طرح شہسار
فلک سے تھی زور آزمائی عبث
گر اسنگ حسرت بداندیش پر
مقدر کا تھا جسکے گنج جمال
پلا آج ساتھی سے سرخ رنگ
کہ ہوں بلبلیں سب ترنم سدا

ستارہ چمکتا تھا اقبال کا
گئیں عین میدان میں آنچیں چمک
کہ گویا تھے ناکر وہ کارزار
ہوا سے تھی راحت فرائی عبث
درخت بدی کا بھی تھا شمر
اوسے کو ملا پھر وہ مالِ حلال
بجین باغ میں بر لٹا و رو و چنگ
پڑی گوش گل میں خوشی کی صدا

پہونچنا شائزادہ سے کا ملک فتن میں ساتھ مہربانوں کو اور ترتیب
دینا جشنِ جمشیدی کو اسکنِ رنج میں

ہوا جب عدو پر ظفرِ یاب شاہ
سر پر سلیمان صفا تحتِ روان
تھا اوسکو اندیشہِ مجرور
ملک کوہِ دھڑائی و زور میں
ہوا پر سر شام سے تابکا ہ
او دھر چل رہی تھی نسیمِ حسہ
خوشی سے گئے بھول اہلِ وطن
مہ و خور یکایک جو آئے نظر
پٹ کر ملی ماورِ مہربان

چلا او پر او پر سوئی تخت گاہ
مہ و روان سیر گاہِ جان
بھٹکتے ہیں سیارہ کب چرخ پر
ہوا کو کوئی روک سکتا نہیں
ہوئی بچیش طو مہینوں کی راہ
ایدھر سے جو پہونچا یہ فنکِ قمر
کہ وہ رشک گل تھا جوابِ چمن
دو بالا بڑھا نور چشمِ پدر
ہوئی دونوں ہاتھوں سے گوہرِ نشان

گرے جامی شبنم گل ترچون
 اگر ہاتھ آجائیں وہ میچیا
 کہ پامال زندان رہیں کچھ نو
 مصیبت سیکڑیوں کو نالان رہیں
 سرشام سے صبح تک نگیان
 غرض کوشش پہلوانی کرو
 جو حکم قضا تو ام او سنی دیا
 گئی تھی جدھر سب گروہوں
 غضب بر سر شمشیر آگے
 سمندر فکرم میں گھس گھس گئے
 چڑھا اس قدر آسمان تک غبار
 یہ باروت کا اوٹھ رہا تھا دھوا
 صدای فنگ آسمان پر گئی
 دلیرانہ شوکت سے سب بار بار
 کہ تیر و نسے جان بر نہ جاؤ کوئی
 سوئی چرخ تیرونی یہ مار تھی
 برستی تھی گونی جواو نو کو رنگ
 بہا مفت چشم غزالان سیخون
 عبث دشت میں ڈھیر پیکار ہوئی

بنے رنگ فرش زمین لالہ کون
 کروقتہ مانند زو حنا
 ستم متوجہ کڑی کر سہیں کچھ نو
 دم گل تک پابجولان رہیں
 دکھا یا کریں قید کی لنگیان
 جہان تک بنے جانفشانی کرو
 ہوا فوج میں شور محشر پیا
 ہوئی مثل تیر ہوائی روان
 کہ گھوڑے سواروں کی تنگ
 جو زیر قدم پڑ گئے پس گئے
 زمین تھی بجای فلک آشکار
 کہ نظروں سے گروہ ہوا تھانہا
 حرارت ہوا میں اثر کر گئی
 یہی ہر طرف کر سے تھے پکار
 خبردار جانے نہ پائے کوئی
 کہ بے ابر پانی کی بوجھا تھی
 چورائے تھے جی جھاڑ تو نہیں
 ہرن کر گدن ہو گئے سب بون
 خدنگو نسے میدان نیستان ہوئی

کہ میں آبِ سم میں بجھاؤں ہوئی
 یکا یک حریف آگے کس طرح
 کسی سے نتھامی کھٹکا مجھے
 مقدر کی سیر کج ادا ہوئی
 پھر اتھا خرابی میں جستہ حال
 مہینوں پھر اوشٹ پر خار میں
 نہ گرمی نہ جاڑے کا لایا خیال
 کیسکی شکایت کروں کیا ضرور
 قریب پری میں میں خود آگیا
 چڑھایا اس فسونے دم پر مجھے
 گئی ہادی یا تھون سے وہ لالہ
 نمک و رچھ کینگے ہنس کر قریب
 او نہیں دیکھ نہ جب تک کھاؤنگا
 بیاض سحر چاندنی رات ہے
 گپڑا آئینگی وہ شمع گارجب
 دھوان و ہار بنکر سو آسمان
 سمجھ کر غرض پختہ مضمون خام
 کہ نعل سمند اسے گرد زین
 کمان سے کرو ایسی تیر و نکی مار

صف جنگ کے آزمائی ہوئی
 محل میں گذر پاگئے کس طرح
 ویا صید آہونے وھو کھا مجھے
 گئی ہاتھ سے دولت آئی ہوئی
 ملی تھی وہ تب گنج حسن و جمال
 رہا سالہا سال کسار میں
 نہ اندیشہ بارش بر سکا
 حریفوں کا اس میں نہیں کچھ تصور
 چھلاوے سوا اسکے خطا کھا گیا
 کہ وھو کھا ویا ہر قدم پر مجھے
 رولائیگا پھر زخم خندان ہو
 خراش جگر ہو گا ناحق نصیب
 خاش ہونہ آرام پاؤنگا میں
 جو پیچھا کریں لوگ تو گمات
 شیکا کلیجے کا ناسور تب
 نفلکونے ہوں برق آتش نشان
 سواروں کو بھیجا پی انتقام
 اوڑھو سو آسمان برین
 کہ تر کش بنین سینہ لایو فگار

صدائے سنگے پر وہی پھینک دوش کے
کہان در دوسرے تھا شفقہ حال
لگا کئے نخوت سیون بر ملا
عطارد زحل سب میرا مہین
مہ و ہر تھے بر سر یاور کی
یہ اندھیر کیا ہو گیا یک بیک
گئے اوج کے کیا ستارہ بدل
مقرر تھے ہرے پہ ہرے تمام
قرلباشن زنگی یلان تبار
عجب ہی کہ کس طرح اگر ایدھر
یہودی مجوسی یہودی تمام
یہمان کافور والے کب آگے
اونہین مین یہ ہی قدرت و سنگا
مکان تھا مرا ہمہ آسمان
سموم خزان کیا کہ با و ہمار
مین سمجھا تھا اس قصر مین بدھ
ورختوں سے اونچے مین یوار و در
نہارون شتم زید و یوار مین
کہین سولیو سے مین وہ تیز تر

وہوان شکے طوطا و زین ہوش کے
یہ سنگر ہوا اور مضطر کمال
گری کس طرح آسمانی بلا
مددگار مرینخ و بہرام مین
نکو خواہ تھے زہرہ و شتری
خرابی سے مجھیر ہو ٹا فلک
جو پستی سے حاصل ہوا یہ خلل
سوار و نکاہر و رہ تھا انتظام
کھڑے تھے برابر مین و یسار
حرم مین کیا کافرون و گذر
درم نا خریدہ تھے میر غلام
جو نیزنگ جادو کا دکھلا گئے
ورختوں پہ چڑھ چڑھ کر چلے گئے
گر انبار ہم سنگ کوہ گران
ترستی تھی آنے کو زیر حصار
نہیں آ سکیگا کوئی یک بیک
لکے پھل مین بر بھی کر آثار پر
گذر گاہ مین آہنی خار مین
قدم کیا کہ لیتے مین سر کی خبر

گر آتھا جو سر بر سر پیر زن	ہشنگ دور تھا و سوختہ تن
پلا آج ساتی مجھے و شراب	کہ دشمن پہ ہو جاؤں میں فتیاب
عداوت یہ بایل ستمگار سے	ہوا سے او سے غم پیکار سے
بھیجنا ہشنگ کا سوار و نکو و اسطر	انتقام شانہ زوہن کے
اور پھر جانا اونکا تھک کر میدان	کارزار سے
خبر اگر بولے خبردار جب	کہ مہمان سر امین ہوا غضب
سہ شام مانند بوی چمن	پیری کو اوڑا لیکے نچستن
مہین کیا خبہ تھی کہ رہن بہن	نہان در کمان ناوک فلکین بہن
بنیکے شہارت سے برق طاق	اوڑا لیکے مہمان سر امین تھوٹ
پیری سو بھی تھو و کہیں تیز بال	ہوا کو پکڑنا تھا امر محال
کہ ہم دیری تو تھی بے اختیار	سہیر سلیمان پہ تھو وہ سوار
بجا ہے اگر شہسواران رنگ	کرین گرو فلک سمندان ہونگ
سہ شام چھا کر تھے سویر تار	ابھی ہونگے رستے میں وہ ناپکار
خندگو نئے میدان نیستان کین	سہ دشمنان وقف پیکان کرین
پہان کار برجھی نہ جمدھر کا ہے	نہ تیغ ہمازی نہ خیمہ کا ہے
گمندور سن میں سیانی کمان	جو بام فلک سے بہنیں نروبان
پر تیر سے ناوک فلکین تمام	فلک پر کرین ابر کا انتظام
بنے بوند بانی کی سکان وین	لہو سے ملے لطف باران وین
آفتگوئی دشمن نشانے بہنیں	بدن گولیوں کے خزانے بہنیں

خواصین کٹری تھیں جو گر و صنم
 گئی ایک بیکہ کڑی سبکی بھول
 یہ چھپر کھٹ سے اوکھہ کر وہ چہرین
 وہ مکارہ برہمن حسانان
 جماتھا جہان رنگت مہشنگ
 قلم کر کے تیغ جہازی سے سر
 ہوئی خون سے آلودہ رین کلہ
 بہا فرس پر سیل دریای خون
 تھی مثل شیر نیستان جو شیر
 گرا چرخ سے جب سر پیر زن
 ہوا رنگارباب محفل کافق
 گری جب لب فرش نقش لعین
 ہوا شور و غل ہر طرف سے بلند
 گئی سوکھہ دہشت سوساتی کی جان
 صراحی سبوشیشہ جام بلور
 خرابی سے مل چل پڑی ہر طرف
 جو تھے شیر افکن دلاور جوان
 ہوئی اس طرح رزم سے آشفتنہ حال
 جو بچھڑ رہی دھڑ سے بجان رہی

بنیں رزم سے سبک ہوان حرم
 کیا دہشت جان سے مرنا قبول
 ہوئی رونق آرائی تخت برین
 جو موجود تھی لے اور ہی ہو کشتا
 گئی مثل باد خزان بید رنگ
 ہوئی لنگر افکن ستیگار پر
 نہا مقتل دشمنان تخت گاہ
 لہو سے بنی چاندنی لالہ گون
 ہوئی خون سے آلودہ قالین کشیر
 بنا گوی چوگان سر خمین
 کہ بھولا تھا فرشتہ میں پر شوق
 زیادہ ہوئی اور بھی سہمکین
 ہوئی چنگ بر لب کی آواز بند
 ہوئی گشتہ سے لہو میں روان
 ہوئے سنگ حسرت ہر سب چوچ
 خوشی ہو گئی بزم سے ہر طرف
 سیدہ شہم ترک خطا پہلوان
 پلنگو سے جیون بھاگتہ ہیں شغال
 انگڑ سے سر در گریبان رہی

اوڑھائی میں پھولوں کی نگینوں
 بچھائی میں گدڑی بچھو نو لینگ
 بلائی میں شربت کھلاتی میں پان
 سجائی میں روزنک گاتی میں آگ
 لوجھائی میں لہر لہو چنگ سر
 جلانی میں کافور کی بٹیان
 محل میں نہریں سجاتھایہ آگ رنگ
 زن فتنہ گر یعنی وہ سپر زن
 زمین پر نہ لیتی تھی یکدم قرار
 کہ دن کیا حقیقت صنم کی بیان
 نہ بھائی تھی نہ خوش آہا تھارنگ
 جو تھا اور ہی سمت اوسکا خیال
 ہوا سرخی رنگ پان ہو گئی
 لگا کائنات لالہ گون سپرین
 مخاطب تھی وہ بت جو ایمان سر
 سحر سے لبون پر تھی جان جڑین
 یہی چاہتی تھی گل کاکٹ کر
 سراپا صفت اوسمین مریم کی تھی
 یکایک جو تخت روان بیدھر کر

سرو قد پہ پاتی میں عطر حشا
 بلانی میں بکھر چنور لالہ رنگ
 مرصع لیو ہاتھ میں خاصہ ان
 لبت سدھ سارنگ سوسا
 ترنم سر میں خوش آہنگ سر
 بسائی میں خوشبو صحن مکان
 کہ وہ دن تھا شاوی کا بہرنگ
 خوشی سر تھی ہر چار سو گام زن
 اوچھلتی تھی میمون صفت باریا
 اوٹھائی تھی جو غم کرمی نہان
 لگاتا تھا دیپاک کلچر میں آگ
 اوٹھائی تھی بیٹھو سے دونا مال
 مسی لعل لب کی حوان ہو گئی
 بنا جیتی جی سرج جوڑا کفن
 خنر نیا اوسکو تھی آبرو جان سے
 برابر تھا وقت دم واپسین
 لہو سے کروں سرج جوڑی کو تر
 چھری پاس تھی ہر کچھ دم کی تھی
 محل میں گر اشک برق فلک

مگر اوس پہ تھا ماہِ جبرِ عجیب
 بن نخلِ سوا ایسا لپٹا تھا سخت
 نگہبان تھا اوس پر کا اثر و با
 کسی دُشمنِ نفعی صورتِ جانِ باری
 دہشتی نہ کیوں اوس سوا سانلی جان
 بڑی دیر تک سہ جھکاؤ ہو کر
 جو تھا شاہِ پر فضل پروردگار
 سہ شامِ آخرہ دو درسیا ہ
 ہوا دہشتِ جانِ سوجبِ بیخطر
 قلمِ کر کے دو چار شاخِ درخت
 فلکِ سیرِ نہ بیچھ کر یک بیک
 جہانِ تھی وہ رشکِ مہِ سمان
 تماشا یہ دیکھا عجب اوس گھڑی
 پری چہرہ بیٹھی سے غمِ سوا داس
 پہناتی ہیں پوشاکِ گلِ پیرین
 جماتی ہیں پاؤں پہ رنگِ چنا
 چڑھاتی ہیں سینہ و بھرتی ہیں
 بڑھاتی ہیں غارے سیرِ مکی آب
 جماتی ہیں ہاتھ پہ افشانِ کانور

کہ بیٹھا تھا ایک اثر و ہامِ مہیب
 کہ تو ام تھے گویا ہم دو درخت
 گذرتی تھی وان پہ بادِ صبا
 کھٹکتی تھی سایہ سوا سکی پیر
 پری دیو سب کا پستے تھے ہان
 خدا پر ریا لولگا کر ہوئے
 سحر سے تھا رحمت کا امیدار
 چھپا آنکھ سے مثلِ تارنگا ہ
 گیا صورتِ بادِ زیرِ شجر
 بنا لایا دمِ مین ہوا دارِ تخت
 اوڑے صورتِ بادِ سونو فلک
 فرو و آؤ مانند برقِ طیان
 کہ بین صفت بہ صفتِ نوحِ صدیق
 کھڑی ہیں وہ گھیرے ہوئے اس
 بنی کو بناتی ہیں رنگین دواہن
 کف دست کو دیر ہی ہیں جلا
 شفق کی طرح لال کرتی ہیں لک
 بناتی ہیں مہتاب کو آفتاب
 ستاروں کا دکھلا رہی ہیں جلوہ

نہ ہوتی وہ رہن جو ہمد تری
 صفِ اشتہار خیل فیضانِ نیک
 سمندان چاک قدمِ اموار
 کنیزان خوش رنگِ بخت پوش
 سہراہ افسوس سب چھٹ گھر
 زروسیم واسبابِ مالِ منہاں
 ترے حال پر مہربان سے خدا
 چلے گی دم صبح با و شمال
 سریر سلیمان بناتے ہیں ہم
 خدا پر نطفہ رکھہ ہر اسان نہو
 آٹھی رہے جب ملک آسمان
 نہ پہونچ کر بھی تجھ پہ رخسہ نگاہ
 او دھرم نامہ خوشن رقم بھیج کر
 کہا یعنی نجار سے کہ امی جوان
 بنالائی تختِ روان شام تک
 دم صبح ہوگا ہجومِ جنت
 خدا جانے کس کس پہ خنجر چلے
 اشار می سے سلطان کو وقت پکا
 بڑی مشکون سے ملا وہ دخت

نہ لٹتی سہراہ دولت مری
 ہر بران جنگی قومی پا دوست
 علم زن سپہدار جنگی سوار
 غلامان گلچہرہ حلقہ بگوش
 چلے تھے کمان اور کمان لہر
 ہو می دست بہن سوسپاں
 جو پہونچے ہم اس جا بزرگ صبا
 کرے گی تجھے پھر مہنسا کرمال
 پری کی طرح اوڑھ کر تو ہیں ہم
 یہ کیا دخل ہو مشکل آسان نہو
 مہ و خور سے رونق فرامی جان
 چمکتا رہے برج عصمت کا ماہ
 جھکا خامہ سان لوح تدبیر پر
 مہ دست سے اپنا بھی امتحان
 کہ پہونچوں میں جاؤں ملار تک
 شب بھر کی ہوگی آفت بپا
 کٹین گے برابر گلے پر گلے
 گیا جانب باغ وہ خیر خواہ
 بنا ماتھا جس سے ہوا دار تخت

کوئی دم کی مہمانِ حقیقت میں ہو	مصیبت میں بن مصیبت میں ہو
تہ دل سے جواب مری یہ دعا	رہے شاہِ عالم پہ نسلِ خدا
سدا خلق میں خادمانِ حضور	رہیں رونقِ افشاں ہی بزمِ سرور

نامہ تسلی اکبرین شام مہر بانوارِ طرف سلطان

پڑھا شہ نے جب نامہ پرالم	جواب اوسکارہ ورو کیا یونِ رقم
کہ اسی ماہ پر نور اوجِ صفا	چراغِ شبستان مہر و وف
کروں کیا میں اپنی مصیبت رقم	بناموں ترے غم سے بالِ قلم
بہی اس قدر مجھ کو مشقِ محن	مشابہ ہوا تارِ مسطر سے تن
سفر میں رمارات دن میں تباہ	مہ و مہر اس بات کی ہیں گواہ
نہ ٹھہرا کہیں ایک دم راہ میں	گیا تا پہ کنگان تری چاہ میں
میں کہتا تھا پیٹھ اس کی حمد آ	پورانی یہانی کی تلوار ہے
کمانِ کیا فی سے کتر نہیں	خندنگ کمان ہو یہ بے نہیں
کسی دن یہ رویاہ بن کر ہرن	خطا سے دکھائیگی دشتِ سخت
سر ہو تھی اوس میں جو راستی	کچی سے نہ کی آخر اوس کی
وہ دم دے کے چرکا چھری کا دیا	کہ سرتا بیا خون میں نہلا دیا
چلے جب سفر میں رہے ہوشیار	نہو آشتنا غیر سے زینہ سار
کہ رستے میں ٹھک چو منزلِ مقام	مسافر کے ہوتے ہیں دشمنِ تمام
بچھا ہو جانِ جال ہرگز نہ خیر	شکاری کے پھندے سدا ہو کھیر
کہ ہے صد گنہ جاسے وہم و خطر	طمع سے نہ دانے پہ ڈالے نظر

وگرنہ میں کچھ کھا کر مر جاؤنگی
 کرے وصل کی کوئی لاکھ آرزو
 صد افسوس اک دن یہ مہمانِ سرا
 اگر بھولے بھٹکے کوئی آئیگا
 مجھے سخت ہے غیرت نام و ننگ
 فقط غم ہی ہے کہ وہ نا صبور
 خدا جانے کیا قہر دکھلائیگا
 قدمِ شاہ کے چوم لیتی اگر
 پتھیلی یہ دو دن سے رکھتی ہوں جان
 جو تدبیر کرنا ہو اب کیجیے
 صدائے قہر آکر سناؤ مجھے
 یہاں سے رقیبوں کا دار و مدار
 غلامِ حبش ترکِ روم و خطا
 زمانے کے بدرد و زبانِ سپ
 ستمگار سہرنگ جنگی سوار
 جھڑو کئے بھی ہیں بند دیوار کر
 وہ ہلتی ہے ہر وقت ہیبت میں جان
 کہ ہم شکل ہے ہر ستونِ دارِ سر
 مسہری مجھے نگہی ہے پلنگ

بداندیش کو منہ نہ دکھلاؤنگی
 نہ دو تکی کبھی جیتی جی آبرو
 بیشکی لہو سے مرے کر بلا
 غذا کیا کہ پانی نہیں پائیگا
 یہ کیا دخل جیتا جو پاؤں شگ
 پس مرگ دشمن نبیگا ضرور
 کہاں لعش جنگل میں چکوا پئیگا
 تو اس ظلم کا بھی نہ رکھتی ہیں
 فقط کل کا دن ایک ہی درمیان
 دوبارہ مجھے زندگی دیجیے
 مسیحا صفت پھر جلاؤ مجھے
 نہیں صرف اس کوئی اپنا پار
 مقرر ہیں گردِ مکانِ جا بجا
 قضا کی طرح دشمن جان سپ
 شب و روز پھرتے ہیں گردِ صدار
 ہر اک طرح لالے ہیں دیدار کر
 مجھے پھاڑے کھاتا ہوا یہ مکان
 مشابہ ہے محرابِ تلوار سے
 پلنگوں پر رہتا ہے خونِ ننگ

ہوئی دیکھ کر بار کو بیتدر	کہ آتی تھی پھولوں سے خوشبو کی بار
منگا کر اوسیدم دوات و قلم	کیا نامہ عندرا گین بہ قلم
نامہ مہر بانو بنام سلطان مضمون پنج و سہرمان	
کہ اسے عالم افسردہ مہر منیر	فریدون نسب شاہ کروں ہر
علاج غنیم دورافتادگان	تسلی دے یوسف کارروان
کروں کیا میں اپنی مصیبت قلم	چھٹے جب سے شاہ جہان کو قدم
سراپا ہم آغوش حرمان ہوین	ستمدیدہ در دہجران ہون میں
نصیحت پہ شبہ کے جلتی جو رنگ	او کھڑتا نہ دھوکے سے میرا پتنگ
کبھی بیچ و منہم سے بگڑتا نہ تار	اور اتنی منز سے شبہ سے لیل و نہار
پنہسی پنک دشمن میں جیسو بیان	ہوا غم سے ڈور اتن ناتوان
مجھے کیا خبر تھی کہ یہ پیر زن	وہی ہو جو تھی دشمن کو کہن
تصور نہ دھو گھا او ٹھانیکا تھا	کہ قصہ یہ لگے زما نیگا تھا
عجب ہے کہ یہ فتنہ گرا آج تک	رہی کس طرح زندہ زیر فلک
ابھی تک ہے قایم مرا نام و رنگ	مگر آنے والا ہے اب وقت تنگ
کہ دو دن کی مہلت ہو وعدہ میں اب	ستم مجھ پہ ہے آج ہی غنیم
قرار آئے تسکین سے کیونکر مجھ	کہ پر سون ہے فروای محشر مجھ
تن مروہ ہے لاغری سے بدن	کفن ہو گیا ہے مجھے پیرہن
بھروسا میں حضرت کا پاؤں اگر	کروں اور مر مر کے دو دن بسر
اگر کل تک آئینے کے شاہ جہان	مجھے پائینے کے خیریت سہریان

نہ ہر جد زمر و عقیق میں
 ہوئی موتی کی دو چند آبرو
 خواصوں کو دے کر وہ دھڑلہ
 بنو اب ہمارے طرف سے فقیر
 گدا کو ہے نسبت کہاں شاہ
 تبرک سمجھ کر اسے لیجیے
 فقیر دن کا تحفہ ہے برگِ گیہا
 سوا اسکے کیا دین کہ بزرگ ہیں ہم
 جو مقبول ہو گا نہ یہ ماحضہ
 کسی اور در کے بنیت کے فقیر
 بہت دن سے کرتی ہیں سیر میں
 تعلق کیے ہم نے سب دور اب
 ہر اک اہل اسلام کو یا خدا
 کہ جائیں پھر آئیں بعیش و سرور
 نہیں جانتی تمہیں کہ مثلِ مراب
 حرم سے نکل جائیگی وہ صنم
 غرض لیکے او سکوں بعد احترام
 جو پائی سلیمان کی انگشتی
 نگین سے نشان ملکب نام کا

جڑے تھی نگین میں چور شک چن
 بنی رشک پر دین گل ناز بو
 یہ بولا کہ اے خادمانِ مہم
 کہ حضرت محل آپ ہیں ہم فقیر
 سمندر کو کیا فیض ہو چاہے
 سزاوار لطف و کرم کیجیے
 کرین اسکی توقیر یا نومی شاہ
 تہید ست مغلس قلندر ہیں ہم
 وعساوی کے چل دیگی وقتِ سحر
 جہان میں ہیں لاکھوں امیر و وزیر
 زیادہ ٹھہرتے نہیں ہم کہیں
 زیارت سے کعبہ کی منظور اب
 یہ بہت یہ تو فیق گر تو عطا
 عذاب گنہ سے رہیں پاک و نور
 کر یگا تبرک یہ سب کو خراب
 او جڑ جائیگا یہ مکانِ صبح دم
 ہوئیں پاس بانو کو حاضر تمام
 ہری ہو گئی وہ زمر و پری
 کہ مگر اتھا جمشید کے جام کا

بیاض سحر چار سو چھا گئی
 ہوئی صاف گرم کھٹائی کی چمک
 بجا صبح دم کا جو ہر سو گیسر
 جھوٹا کر صفوں پر حبسین نیا
 آئی جہان میں وہ رنگین نہال
 بہت ہنسے جا با کہ ٹھہرے یہاں
 مگر اوسکو جانے کا اصرار ہے
 خدا جانے وہ سرو باغ جہان
 جو فرما ئیں اپنی زبان سے حضور
 کیا سب نے جب یوں غفلت کیا
 کہ بیشک ہوا فصل پرور گھا
 مدد پہنچتن کی بلا شک ہوئی
 اوسی وقت یک خوان علوانی
 جو سر پوش پر چادر گلزار
 وہ دیکھی ہوئی تھی شمنشاہ کی
 چمکتی ہوئی یک بیک دیکھ کر
 بالید از عیش بر خوشتن
 بنا کر اوس وقت پھونکا ہار
 وہ تھی خاص سلطان کی انگشتی

رخ بہ پہ بے رونقی آ گئی
 کیا شمع کو سب نے گل یک نیک
 مچانے لگا شور مرغ سحر
 لگے پڑنے ہم بھی سحر کی نماز
 گزندے خزان سے رہی نوال
 رہے مثل گل رونق گلستان
 سکونت یہاں کی گراں بار
 کہ حیر جا کر ماند آب روان
 تو شاید ٹھہر جا کر وہ رشک حور
 ہوئی خوش نہایت وہاں جہاں
 مرے شہ کو بھیجا معیار یار
 رسائی خوشی کی یہاں تک ہوئی
 دیا بھیج ہر شہ بھر و بحر
 پڑی تھی طر حصار زرین نگار
 خجالت وہ اختہ و ماہ کی
 ہوا مثل گل اور بھی تازہ تر
 ز شادی نگہبید و پرہیز
 انگوٹھی سے دی اور دہنی بہا
 فروزندہ مثل مد و شتری

جواب ایسے دو چار عالی وقار
 پر غور و نق اس سرزمین کی چند
 جمائیں جو خوبی سے اس جا قدم
 رہی سوری و یاسمین کی بہار
 نہیں جانتے تھے کہ یہ پنج تن
 یہ شوکت یہ شہمت سب اوجھائیگی
 سرشام ہو گا ہجوم جفت
 پلاساقیا بادہ خوش گوار
 کوئی دم میں ملت ہے دلہرا

رہیں جلوہ افروز خوشیدوار
 فلک سے کہیں پاؤں تہہ بلند
 بنے یہ مکان بوستان ارم
 دو بالابر حیرت و نق لالہ زار
 او جاڑیں گے وقت سے چہ چین
 صبا اور ہی رنگ کھلائیگی
 ہنسی یہ مہمان سرا کر بلا
 کہ نزدیک ہے وعدہ وصل
 مبارک ہوئی مجھ کو مہمان سرا

کمال لیجانا شانہ اوے کا مہربانو کو مہمان سرا سے
 اور پہونچنا وہاں سے بارگاہ ہشتنگ میں اور کاٹنا سر
 پیرزن مکارہ کا عین محفل شادی میں

سرشام جب آفتاب منیر
 بدستور ہر شب نگہبان در
 کہ پانچ آدمی خوش گلو خوش
 مگر شب میں ہو ایک رشید جاہ
 پرستار ہو یہ روی تابان سونور
 جبین شک ہر ہر سنہ آفتاب
 سرزمین سرشام وہ سیم بر

ہوا برج مغرب میں مسکن پیر
 در مہربانو پہ بوئے خوب
 سرشام سے ہر فرکش میں
 فلک مرتبت غیرت روی ماہ
 کہ محفل میں ہو چاندنی کا طور
 بدن ہر مہر و مستری کا جواب
 ہوا پر تو اس گن جو مانند خور

جو یہ کاٹ کر چھینک یتیم سر
 نشیمن سے ہو ہو کے آوارہ
 رہیں کس لیے زندگانی سے تنگ
 وہ لائیں بہانہ کہ اغیار سب
 رخ شاہ پر ملے عطر و گلاب
 کہ ہیں شاہ صاحب یہ پور فقیر
 فرشتہ صفت ماہ روشن جلال
 گرامی و درجہ صدق و صفیا
 بہین بھی ہے بیعت سے حاصل نیا
 انہیں نے دلائی ہے ہمت بہین
 نہ چھوڑا تھا جو گنج خلوت کبھی
 کالے جو باہر یکا یک قدم
 صعوبت سے رستے کے ہر اختیار
 بنے شمع سان یک بیک و سخن
 مٹے گی یہ گرمی نہ اب ہر قیام
 دم صبح یان سے چلے جائینگے
 محبت زمانے سے رکھتے ہیں کم
 جو تھے متمم دان کے مرد شریف
 ہوئے سب عناوہ صفت کلفشان

تو وہ قید کرتا ہے پر نوح کر
 ترستے ہیں لڑنے کو پیار سب
 اوٹھائے بلا اپنی قید فرنگ
 رہیں فہم معنی سے بیکار سب
 ہو کر بدگمانی کے یون سد باب
 جمید زمان پر روشن ضمیر
 درخشندہ خورشید چرخ کمال
 مسیح زمان خضر راہ خدا
 مرید می سے خدمت میں ہیں فرما
 طواف حرم کی ہے نیت بہین
 اوٹھائی نکتہ گنج و غربت کبھی
 سفر میں اوٹھائے الم پر الم
 ہو فرسخت و بیمار و زار و نزار
 حرارت سے سوکھی کلی ہر دہن
 رہینگے لب آب تا وقت شام
 ہوا اور ہی دیں کی کھائینگے
 ازل سے جہان میں بدیسی ہیں ہم
 وفادار و مختار و جان نجیف
 سمجھیے اسے خاص اپنا مکان

مصفا گہر بار زیرِ حصار
 کہی ایک تالاب سے ہیں قریب
 مزہ ہے جو گلشن کا حاصل ہیں
 گل و لالہ آتے ہیں ہر دم سے
 خدا نے عجب سکونت دیا
 بجائے کہیں گرم اسکو ہم
 بچھین ہیں صفیں صاف بہار
 ہر اک خادم اسکا ہے شبلی مثال
 دلاویز ہے الغرض یہ مقام
 یہ تقریر سنکر شہ در و خاک
 رفیقوں کا دل پس گیا در سے
 عجب مثل سنبل پریشان ہوئی
 کہ جسدِ خیر پاؤں لگا یہ ہنشنک
 عجب کیا کہ جو رستم گار سے
 کریگا اگر خون سے در گذر
 گلے کو ستائے گا طوقِ گران
 ستائیں گے جب پیشہ ہاؤنڈوں
 ستم نیش کے ایسے دکھلا دینگے
 کھٹکتا ہے روزِ صیاد سے

بھریں آبِ زمزم سے نہرین ہیں
 لبالب پر از آب شیرین عجیب
 بہار چمن سیر آب روان
 دیکھاتے ہیں جوین سے عالم
 کہ آتے ہیں سب اولیا انبیا
 کہ عظمت سے بھرتا ہے کعبی کا دم
 جھکاتے ہیں عابد حبیبین نیاز
 نمازی جنید زمان نیک فال
 خدا اسکو آباد رکھے مدام
 گرا ہو کے بیوش مال و خاک
 ہو کر با چہرہ ہزار سے
 کہاں سر و تھے بید لرزان ہوئی
 کریگا ہمیں بدگمانی سے تنگ
 ملے سر بلند می ہمیں دار سے
 دکھائیگا زندان کا کنج ہر
 مچائیں گے غسل پاؤں میں ہریا
 نکل آئیگا ہر بن موسیٰ خون
 کہ داغون سے طاؤس بن جائیں گے
 ستم میں نہیں کم ہے جلاد سے

تقریبو کسکی طرف سے بیان
 کہ ہر در سے آتی ہے آوازِ قم
 عیان چو کھٹو نئے سے شانِ خلیل
 نمایان حرم کے سب کثامین
 مدینے کے بھی لطف ہیں آشکار
 ثنا خوان رہے دہترک جب تمام
 کہ ہے اوس سخی کی یہ مہمان ہر
 جمیل و حسین رشک ماہ تمام
 دیا و سکو خالق نے ایسا جمال
 اگر اندر اس کہین یا جان
 مکان سارے خوبی سے معمورین
 یہ خوبی سے آراستہ ہیں تمام
 زمانے میں بڑھتا ہے نام اوسکا
 نہ گروید محروم زمین بارگاہ
 جو آیا بیانِ شاد و خندان
 طراوت سے شاداب ہی زمین
 عیان ہر طرف لطف کشمیر ہے
 حرارت کا مارا جو آیا بیان
 امیر و گدا جو بیان آگے

یہ ہے کس مسیحا نفس کا مکان
 نشانِ لحد ہے نگاہوں سے کم
 بنا ہے یہیں کیا مکانِ جلیل
 کھڑے چار سو مرد زوار ہیں
 یہیں میر ہمزہ کا ہے کیا مزار
 کیا یوں بہ لطف سخن شاد کام
 نہیں جسکا بہتاکوئی دوسرا
 فروغِ جہان مہربانو ہے نام
 کہ عالم میں ہر مثلِ خورِ ہمیشا
 بجا ہے کہ ہر شے ہے ناور یہاں
 خواصین پر ہی لونڈیاں جو ہیں
 کہ خلد برین کے ہیں غلمان غلام
 مسافر نوازی ہے کام اوسکا
 چہرے سپید و چہ بختِ سیاہ
 دل و جان سے مرہون احسان
 ہر ملک پنجاب ہے یہ زمین
 کسیکو نہ سودا نہ بخیر ہے
 ہر اہو گیا مثلِ سبزہ بیان
 پاٹو کی گویا ہوا کھانگے

وہ شربت پلا کر خوش ہو گئے
چنے کھانے اقسام اقسام کو
مزے دار خوش رنگ شیریں پلاؤ
صفا خوش مزہ آبی و شیر مال
کباب و جگر پھلایاں خوش نمک
بھی سیب باوام و کشمش امار
شکر قند معجون و صلوای تر
کھلائیں عجب قلیان برف کی
غرض ترش و شیریں تھیں خوشگوار
ایدھر غم سے شکل گدایا نہ تھی
تکلف کے دیکھے جو کھانے تمام
کہ ہے کس سخی کی یہ مہمان سرا
مہینوں سے ہم ناپتے ہیں نہیں
سفر میں ملے سیکڑوں یار لوگ
ہم آئے تھے منزل کی مار ہوئی
تمھاری عنایت دوا ہو گئی
سگ و پاسبان سب ہیں شیریں
سہ شام تک مثل گرد و روان
کسی جاگدا و شبہ سز میں

ترو تازہ سب لالہ و شش ہو گئے
جو مطبوع ہیں طبع اسلام کو
پراٹھے حزعفر سبک نان پاؤ
دل خستہ ہوتا تھا جس سے بجال
جو بی باوہ دیتی تھیں لطفت کو
رطب آبجوش انگبین خوشگوار
غذا کر دل و جان و قوت جگر
مرا جسم گیا خوش ہوا اور جی
شکر شیر و صلوامر بہ اچار
او دھر دعوتِ بزم شادمانہ تھی
ہوئے مینہ بانوں سے یوں بہلاؤ
جو تفریح خاطر سے سے جان فزا
یہ دولت یہ نعمت نہ پائی کہیں
نہیں ایسے دیکھے طرح دار لوگ
مہینوں سے رستے کے مارے ہوئے
حرارت سفر کی ہوا ہو گئی
تکو خلق طوطی زبان با و فنا
مہینوں پھرے ہمرہ کاروان
اس اخلاق سے پیش آ رہیں

تو رو رو کے کرتی بسر آج اور
جو ملاح دریا سے تھا بچہ
مگر سوس گھڑیاں مچھلی ننگ
وہ شہباز کی طرح تھا تیز پر
کئی کاٹ کر شاخاے دخت
سب کا راس یار نے باوہان
چھٹے جب سمندر کی خجالت سے
ٹھہر کر فقط دو گھڑی گھاٹ پر
کئی دن ملک صبح سے شام تک
دیارِ عجم سے عرب تک گئے
نہ چھوٹا کوئی ملک تا اصفہان
رہی بسکہ سرگرم صبح و مسا
گھر جب ہرن کی طرح بیٹھ کر
ملی شام غربت سے فرصت ذرا
صبا کی طرح یعنی پہچر وہاں
زبیر تپکلت تھی مہمان سرا
جہان اور اوترے ہوئے تھے تمام
جو تھے مہتمم اسکے مہمان نواز
بٹھا کر سر بزمِ توقیر سے

خدا ہی پر رکھیے نظر آج اور
تھا او سکھو پانی مین ناکی کا ڈر
سبا و سکے عداوت سے رہتے تھے
کبوتر کو ہوتا تھا بھری کا ڈر
نبالایا کشتی نما ایک تخت
اور ابکیا سب کو ناز جان
ہوئے فارغ البال گھڑیاں سے
چل سائل جسے سرگرم تر
برا بر پھرے روم سے شام تک
بدخشان مین ہو کر جلت تک گئے
نہ جرمین ارمن نہ ہندوستان
ہوئے شام و آشام سب یریا
خطا و ختن چین تا تار تک
ہوئی صبح امید چہرہ کشا
جہان تھی وہ گل و نق گلستان
مسافر کو ہر شے کا تھا آسرا
فروش ہوئی جا کے ہنگام شام
ہوئے آکے موجود با جملہ ساز
کیا تازہ دم شکر و شیر سے

تلاطم سے بیڈھب تھا موجوں کا
خم موج سے دم بدم وار پار
مگر ایک آفت تھی اوسمین بڑی
فرقون تر سمندر سے تھا شور مین
تردو سے سبکو ہوا انتشار
کھین مہراوٹھاتی ہی موج بلند
کرین پار جانیکی کیا ہم سبیل
کھٹکتی ہے جان اپنی طوفان سے
کہاں کشتے نوح ہم پائینگے
نیچوں نہ سیموں ہے سار جو
غضب تندوز خار دریا ہریہ
کہ گھاٹ اسکا ہو گھاٹ تلوار کا
جدھر دیکھتے ہیں غضب کاٹ
جو طیرینگے بڑبشہ تھک جائینگے
نمایان نہیں اس سے شکل گذر
بڑی دیر تک غرق حیرت رہی
یہ سوچے پھر آخر حکم خدا
شناور سبک چاکے ہو شیار
کسی آشنا سے جو ملتی خبہ

اوچھلتے تھے مینڈھ برنگ ننگ
نمایان تھی تیغ جہازی کی خار
کہ تھا خوف گھریاں کا ہر گھری
نہیں کم تھا سلج سے وہ زور مین
کہ کسطرح جائینگے دریا کے پار
کھین قعر گرداب سے پر گزند
کہ سوتے ہیں سبائے دریائیں
یہ دریای عمان ہے ہر آن سے
سلامت جو اوس پار تک جائینگے
سمندر ہے گھیرے ہو چار سو
لو کار نیر دست پیا سا ہریہ
سہ آب پر شور ہے دھار کا
ملا دامن قاف سے پاٹ سے
بھونر مین بھنسی تو اک جائینگے
تلاطم سے ہوتا ہر پانی جگر
گر قنار و ام مصیبت رہی
کہ ساتھ اپنے موجود ہی ناخدا
یقین ہے کہ بڑا لگا ئیگا پار
و خانی جہاز آئیں گاکل ایہر

نواثر می ہزار اکیسول ارغوان	رتن منجری چاندنی گل فشان
صنوبر سرافراز گلشن نسیم	دلارام گلستانم ریحان شمیم
گہ نورتن گلبدن جعفر می	دلایز سبزہ زرد و پیری
تباہی سے بوئی چین بن گئیں	مسیبت زدہ بے وطن بن گئیں
جو تھوڑے ستم زال رنگی غلام	خدا داد شمشاد فولاد نام
پری چہرہ پروردہ عنہ و ناز	دل جان محمود رشک یاز
فریدون دلاور کندوزیر	بہان گیر شمشیر شیدی بشیر
خوش اقبال نوروز شیدی بہار	دل افروز خورشید روشن جمال
سیاوش جمشید افراسیاب	سپہر آسمان جاہ گردون جناب
ظفر صفت شکن بہمن اسفندیار	سرافسر از شمشیر زن فوایقار
دلارام بہرام شیدی ظفر	زہر جد زمر و حسین خوش نظر
جوان بخت الماس نیل نظیر	مشرقت بہادر جواہر امیر
گل اندام باقوت فیروزہ نور	گہر غیرت عورِ علماں ظہور
خرابی سے بے سرو سامان ہو	خران دیدہ ٹخنہ گلستان ہو
اودھ و ستھدیدہ روزگار	ہوادشت پیامع چار یار
نیچوٹا تجسس سواو سکے کمین	کوئی کوہ و صحرائی روئے زمین
شب روزمانند خورشید و ماہ	شتابی سے رہتا تھا گرم راہ
سر شام کرتا تھا اندک قیام	کہ ہے سد باب سفر وقت شام
کئی دن ہو کر جب سفر میں بسر	سر راہ دریا اک آیا نظر

جو چلتی مرے راہ پر وہ پری
وہ دھوکہ میں صیاد کو آگئی
نکلتی اگر ہمسرہ کاروان
خدا جانے وہ رو بہ حیلہ گر
چھپا یا ہو کس دشتِ یزید میں
ملیکی جسے وہ پری بے خلل
کنیں برو میں نہ آجای فرق
جس آبرو کی ہے دنیا میں چاہ
لٹا کر اوس وقت مال منال
جو تھو روز اول کی ہمدرد چاہ
اونہیں کو کیا پھر شرمیک الم
دم سر و ہمارہ بھرتی ہوئی
نہو بینوائی سے مسکین گدا
چلے جیسے تھی گھر سے زار و نزار
ستم ہے ستم ہو کہ پانچون امیر
نہ رحم آیا کروون دون کو ذرا
جو تھیں سنبھل و سوسن و نستن
سو در سن صبا ناز بوسیوتی
خوش اندام گلزنگ چنپا گلاب

تو رہتا میں سب افتون سے پری
غزال ختن تھی خطا کھا گئی
تو اوس شک یوسف کا لٹا نشان
اوڑا لیگئی اوس پری کو کدھر
ترائی میں ہو یا چین زار میں
بنائیکا بیشک سلیمان محل
کہ زیور سے ہے سر بزرق برق
وہ کترانہیں مال و زر پرنگا ہ
بنایا پھر اپنا گدایا نہ سال
شہ نو پہ سو جان دل سے نثار
چلے ساتھ آہون کے لیکر علم
سر شکون سے چھڑکاؤ کرتی ہوئی
ہوئی رنج غربت میں پھر مبتلا
زیادہ ہوئی اوس سے برباد و خوا
بنے اوس پری کو لیے پھر فقیر
کیا دم میں برباد گلشن ہرا
گل اندام خوش رنگ نازک بن
چمن کامنی مالتی کیٹکی
مدن بان سورج مکھی ماہتاب

تھی پر تو اس گن جو وہ شمع ہو
تپ غم سے کھانے لگا دل پداغ
ورین بزم رہ نیست بیگانہ را
کیا غیر نے گھر میں گھر کس طرح
سوار وں کا پہرہ تھا ہر چار سو
علم سب کو ہاتھوں میں تلووار تھی
وہ نکھا کون وئیں بدن کوہ تن
جو اگر بیان مثل برق طیان
کوئی اس جگہ خار و امن نہ تھا
قومی وطن تھا اوس پیرزن پر را
کسی روز دڑا کے مخفی سرنگ
گر ہی یک بیک بیان جو برق بلا
وہ ظالم تھی ہر چند ٹوٹی کمان
مجھے تو چھری یک قلم ہو گئی
ویا سے نہانی وہ زخم سنان
کروں کیا میں جراح سحر التجا
ٹھہرتا ہے پھوڑے یہ بھابھو پا
نبد جیگی نہ اب نہ کل انگور کی
شب نہ کے کب تک سہو گاستم

اندھیرا نظر آیا ہر چار سو
کہ کیونکر ہوا گھر مرا بنے چراغ
کہ پروانگی داد پروانہ را
ہو فریاسبان پنجب کس طرح
کھڑی تھی پیادوں کی صف و ہوا
کھڑی و رہے کی دیوار تھی
قوی دست شمشیر نہ صفت شکن
ہوا خرمن مہ میں التش نشان
عدو سے در انداز گلشن نہ تھا
کہ اک دن او جاڑی گی یہ کھر مرا
اوڑا و گی باروت سان بیدر
شرارت وہی کی ہی سرتا بیا
نہ تھا اوس سے ناو کی گمان
قدیم سے تیغ دو دم ہو گئی
کہ خون رو رہا ہے دل ناتوان
نہ مرہم کا موقع نہ ٹانگی جا
جو ہوتا ہے باہر بدن پر عیان
سیر دست و مہشت ہوا سور کی
کہ ہے چاندنی بہر بحر و سم

تن و رخ پہ کیا نقص ہو یا کمال
سید فام زنگی ہے یا پرتگال
توانا ہو یا خستہ و زار ہے
صفائی سے ہمدرد ہو آئندہ وار
گھنگھڑالے یا پرشکن بال ہین
سید چشم یا موی میگون ہئے
سپاہی پیادہ ہے یا شہسوار
جدانوک ابرو کی ہے یا ہم
خط سبز کاٹنہ پہ آغاز ہے
محو سی ہے یا شیخ یا برہمن
یہودی سید دل ہو یا رمنی
شہ عالم آرا ہو یا بے نوا
غرض اس سو یہ تھی کہ شاہ وزیر
خبر اندر اک دن کہیں بائینگے
مجھے ساقیا غم میں اگر نہ بھال
ابھی سو ہی میخانہ لے چل مجھے

مہ آسمان سید ہر یا ہلال
فرنگی ہے یا گریبے خوش حال
تہید ست یا مرد زوروار ہے
غبار الم سے ہے یا زہر بار
کمان داغ منہ پر کمان خال ہین
وفا پیشہ یا تشنہ خون ہئے
جوان صف آرا ہے یا شہر یار
کمان دو تار یا ہے تیغ دو دم
صفائی سے یا جلوہ پروانہ ہے
مسلمان ہے یا کافر ہزن
خطائی ہے خونریز یا جرمی
امیر جہان یا ہے مسکین گدا
بنین گے مری چاہ میں پھر فقیر
پہنچتے پہنچتے پہنچ جائینگے
ہوئی بنے صنم زندگانی و بال
کہ بے دخت نہ ہو بنین کل مجھے

بیقرار ہونا شامزادے کا فراق مہربانوں میں اور پہنچنا بعد
مدت دراز کے مہمان سہرا میں

سہ شام جب شاہ خورشید جاو
پھر اصید کہ سے سوئی خیمہ گاہ

بنا کر سرورہ سرانے عجیب
 برابر جو دربان سلیمان سر
 ہر اک در پہ سوسو مقرر کیے
 یہ ڈالی طرح ظلم و بیداد کی
 نہ جاتا تھا کوئی او دھر بہر صید
 شکاری سے ہر وقت بطن بھر
 نہ اوڑتا تھا دھوکھ سے جزا و دم
 ہرن کا گذراوس طرف تھا محل
 عدویٰ حریفان تھو وہ سر بسر
 یہ سب اوس پر ہی کو اشارہ تھا
 جو آرام ہر شے کی پانے لگے
 بچھا کر مصل کو وہ نازنین
 دیا حکم جو آکے ٹھہرے یہاں
 خبر اوسکی ہر روز ہنگام شام
 نہ چھوٹے سر مو بیان سو ذرا
 یہ صورت یہ رنگت یہ انداز ہو
 بہم دوشیں سو دلوق ہو یا قبا
 کدھر غزم و ریش کیا کام ہے
 ہوا رنج غریب سو کیوں خستہ

اوتارا پر می کو وطن کو قریب
 پر می کے نگہبان مل جان ہو
 نظر بند سب روزن در کیے
 کہ تھی ضیق میں جان صیاد کی
 جو جاتا تھا ہوتا تھا پہر و عین
 نظر باز کے سخت دشمن تھو سب
 کہ سی لین نہ آنکھیں کہیں دیکھ کر
 اگر دیکھتے آنکھ لیتے نکال
 مسافر کی کرتے تھے خاطر مگر
 کہ دل شاوا و سکا سہا ریسو تھا
 مسافر زمانے کے آنے لگے
 ہوئی مثل مراض خلوت گزین
 گدا بادشاہ پیر یا نو جوان
 مرے پاس پہونچے برابر دم
 کرو یوں مفصل زبان فی ادا
 چلن اس طرح حکا پہ یواز ہو
 حریر اس کے بر میں ہو یا بوریا
 ہواے غنن یا سر شام ہے
 بنا کسکے خاطر غریب الوطن

کبھی خواب میں پان کھاتی نہ تھی
بسی کا نہ سہرے کا تھا اشتیاق
نہیں نسل سے تلخ بیہوش تھی میں
رہی اپنے خسرو پہ ہر دم نثار
و عا مانگتی تھی کہ یا زو ا بجلال
اوسیدن سے مانند چلہ نشین
نہ دیکھوں گی تا شام روع طعام
بچسپرائیگا بعد اسکے وقت عید
مہینا بھی سوال کا ہے قریب
و فور کرم سے غلامان شاہ
نہوں خواہش وصل سے بقرار
جو قابو میں تھی وہ غزال فتن
رم پا سے معذور تر ہر طرح
چھلاوے میں اوسکے وہیں گیا
یہ سمجھا کہ ہر اور کے اب جائیگی
مرے شہر کو گرد وریا میں چار
حریف آسکیگا نہ ہر گز یہاں
سنگ اسکے پیچے جو دوا لگا
کہ ہے عافیت تنگ خدا کی

کب پامین مہندی لگاتی نہ تھی
سیاہی سے تھی گرد و شام فراق
شکر کی طرح صاف شیریں تھی
عبث عمر کھو دی نہ فسار دوار
ملے گا مجھے جب شہ نیک فال
رہوں گی میں کماہ خلوت گزین
کہ روز سے میں ہوں کا کھانا حرام
خوشی سے مناؤں گی ہر عید
بہر شکل یاور میں میرے نصیب
کرین قول کا میرے کچھ دن بیا
کہ دکھلائے گا لطف سے انتظار
گر قمار مگرہ کست و رسن
اسیری سے بے بال ہر طرح
فریب پری سے خطا کھا گیا
پری کے کمان بال و پیرائیگی
غضب تند و زخار و مشکل گزار
کہ میں شکلیں آنہی در میان
بہت زک اوٹھا لگا چھٹا لگا
نہ ٹوٹے گی دیوار فولاد کی

مچاتی تھی جو شور و وقت خرم
کیا پاؤں سے آخر او سکو جدا
مرے کان تھے کان یا قوت مرز
زمرہ کی سندری بھی وہ آبدار
چمک میں قمر سے دو چند آج ہیں
جواہر تھے موجود ہر کان کے
نظر میں مرے ریزہ سنگ تھے
کھٹکتی تھی میرے سے آٹھویں
غم شاہ میں بار خاطر تھی سب
کسی شے سے میں دل لگاتی تھی
نہ شربت نہ پانی کی کھتی تھی چاہ
نہ کھاتی تھی کشمش نہ باوام تر
نہ انجیر و خرمانہ سیب و انار
ہمیشہ یہی خون دل کر کو نوش
فلک پایہ سوز کے زکین پلنگ
نہ سوئی گہمی اون پہ میں ہو کسیر
پلنگوں پہ گھتی تھی ہیبت جان
نہ تھا ذوق کر ہی نہ شوق مریر
بزنگ عروسان محسن چسمن

کھٹکتی تھی غلام سے میں مدام
کہ ہر وقت رہتی تھی آفت بپا
دور بیش قیمت سے درج گہر
کہ تھی سبزی نخل گل ثمر مسار
کہیں ایسے نیل نہ پکھراج ہیں
منور سکھت تھی شان کے
زبونی سے انکشت بد رنگ تھے
کہ دیتا تھا وہ جان کنی کا ضرر
حقیقت میں پتھر جواہر تھی سب
کوئی چیز عالم کی بھاتی تھی
نہ کرتی تھی شیر و شکہ پر نگاہ
نہ پستہ نہ اخروٹ قوت جگر
نہ انگور پروردہ شاخسار
نہ آئی گہمی نوبت آب جوشن
سکھاتے تھے سونے کا ہر م جوڑ
یہی شیر قالدین نیستان کی شیر
پلنگوں سے گویا بھر تھا مکت
مسہری سے نوشتہ تھی مجھ کو صیر
پہنتی نہ تھی لالہ گون پسین

شب غم میں ہنسی تھی بستر تنگ
 گئے یا سب ان شیر مجھ پر تھوڑے
 مرے جیکو آفت تھی ہر آن سے
 محل میں تھا تنگی سے رہنا اگر ان
 نہ ہوتا تھا چوکھٹ جی کوئی م
 پری کی طرح کاشش تو جو پر
 ہوئی تھی تب غم سے یہ ناتوان
 درگوش شمع غرا خانہ تھا
 پہنتی تھی کانوں میں جب جلیا
 رولاتے تھے خون مکے جھاڑی
 نہ کرنی تھی جھوٹے ہرگز نطس
 شب بھر میں پا کے تنہا مجھے
 بنے تھے مرے تھکے کے درعدن
 سدا و ہلکد کی میں تھا وشت نہ
 سراپا تھی مجھ پر مصیبت گری
 جو تھا لالہ سان دلچ انخ سیاہ
 نہ آتی تھی سونے میں جگنو کی تپا
 کچھ ایسی تھی اوس سو مجھے علسی
 ستانی تھی ہر دم چھری پاؤں کی

مرے حق میں تھی چار پائی پانک
 نگہبان در محکواثر ورتے سب
 بکھلنے نہ پائی تھی والان سے
 مجھے کنج زندان تھا صحن مکان
 کہ آئے ہوں حضرت کو شاید قدم
 پہونچتی میں اور گرد شاہ پر
 کہ زیور تھے سونے کے محلو کران
 چراغ سر گنج ویرانہ صحتا
 جلاتی تھیں باند برق طیان
 دو بالاستانی تھے بالے مجھ
 کہ تھا ضعف سے باعث ہر
 جلاتا تھا سونے کا ٹیکا مجھے
 لہور و تے روتے عقیق میں
 گلا گھوٹ ڈالے نہ چنپا کلی
 جہان گیر یان تھیں مجھے تھکی
 نہ کرتی تھی ہتھ پھول پر مننگاہ
 جلاتا تھا گویا مجھے آفتاب
 کہ رکھتی نہ تھی ہاتھ میں اسی
 کڑی ہو گئی تھی کڑی پاؤں کی

کروں ایسی دم دے کر یہ کلام
 جو دے دستگردان پر می ہاں پر
 کروں کیا کہ بے دست پا ہو گئی
 خدا اپنا دھملائی وہ انتظام
 تو ریح سے مشہور عالم رہوں
 غرض اس سے ہوا بے سخن سازین
 لبِ مرخ سے گفتشانی کروں
 بہت کر کے یوں گفتگو نہ مان
 کہ اے عالم افروز انجم خدم
 جوانی پہ کیا بالے پن سے مجھے
 نہوتی مجھے چاہ کیوں شاہ کی
 نہ روشن ہوا آتش سے جیتا کینچ
 بڑھی تاج شاہان سے آب گہر
 گل سرخ سے آبِ رنگ چمن
 مجھے تھی زینبا سے بھی بڑھ کر چاہ
 غلط ہو کہ تھی دشمن کو کہن
 کہ بیونجا دیا مجھ کو خیر کو پاس
 مرقع سے منگو اس کے تصویر شاہ
 فقط دیکھو میں تھی آنکھوں سے دور

کہ سمجھو یہ کافر مجھ اپنا رام
 ابھی میرا سایہ نہ آگئے نظر
 کہ فتنہ دام بلا ہو گئی
 کہ عسرت سے ہو ہر تلم و دین نام
 نہ لڑ میں ہم ام مریم رہوں
 بنوں بلبل باغ شیراز میں
 ادا لطف رنگین بیانی کروں
 کیا جذب الفت پھر اپنا عیان
 شہِ آسمان جاہ دار احشام
 محبت ہے شاہِ زمین سے مجھے
 کہ تو قیر ہے مہر سے ماہ کی
 سیاہی سے ہو سینہ نہ کاواغ
 وگر نہ تھا ایک قطرہ آب تر
 بنیں گل تو بے شمع سے نہیں
 کہ ہیں رشک یوسف غلامان شاہ
 مرے حق میں شیرین نبی پیرن
 کہاں تک جدائی میں بتی او دین
 میں گھٹی تھی ہر وقت پیش نگاہ
 رہی مثل آئینہ پیش حضور

کیا تو نے مجھ کو نہ کیونکر پسند
 زلیخا کو صد آفرین واہ واہ
 رہی مجھ سے نا آشنا فی تجھے
 تری غم میں شب رہا میں تباہ
 نہ لیتا تھا بتر یہ سو فی کا نام
 مرے زخم خندان کا دستور تھا
 رولا کر جو کرتا تھا راتوں کو ننگ
 مہینوں یہی ظلم ہوتا رہا
 کیے جب بہت چربے شیریں کلام
 کہ پیدا کھٹائی میٹھائی میں تھی
 کرے اوس ملاوت کی کیون آرزو
 خجالت سے کی پہلے کھل کر نہ بات
 یہ سوچی پھر آخر وہ خورشید و
 ہوئی قید دست و نعل باز میں
 نہ بازو میں شہیر نہ پاسے فرار
 گلستان کی فقرے سناؤں سو
 بنام جہان وار جان آفرین
 چلوں شیخ سعدی کو اب تک
 ظرافت برستی ہے ہر بات سے

کہ یوسف سے رتبہ تھا میرا بلند
 کیا چاہ کا مول لیکر نباہ
 ذرا بھی مروت نہ آئی مجھے
 کسی دن نہ کی دھت زر کی چاہ
 حقیقت میں تھا مجھ کو سوا صدم
 کہ ہر دم طلب گارنا سور تھا
 بچھاتا تھا چاند فی میں پلنگ
 کہ ہنستار با وہ میں روتار با
 گئی سو کھڑے وہ ماہ تمام
 عداوت کھلی آشنا فی میں تھی
 جلے جسکے کھانے سے کام و گلو
 وہاں و زبان میں تھی گویا نہایت
 پچھگی نہ بے مکر اب آبر و
 پری پھنس گئی پنجبہ باز میں
 سروست جاتا رہا اختیار
 سہو بوستان کا پیرھاؤں سو
 حکیم سخن بر زبان آفرین
 کہ ہے نظم و نثر اوسکی لعل و گہر
 خبر ہوں میں اوسکی حکایات سے

کہ بیشک کوئی جیکا دشمن ہو یہ
پری بنکے آیا ہے یاد یوں زانو
سے قید شیشے میں مثل شراب
نشے سے جوانی کے مخمور ہے
ہوا د لکے خطرے سے جب یگان
خدا کے لیے دے جواب سخن
اگر نام اپنا نہ بتلائے گا
جو دیکھا کہ گھبراہی ہو کمال
رعونت سے بولا کہ ای بے نظیر
زمین پر میں ہوں شاہِ انجم سپا
ستاروں میں ہی مہرب ہو پڑا
کرے تو کسی پر بدی کی نظر
عطارد و زحل بہرہ و مشتری
مہ آسمان کی حقیقت سے کیا
جسی چاہوں کر دون میں نہ پڑو
پہاڑوں سے اونچا ہو چرخِ برین
ہالیوں سے اکبر ہے رتبہ مرا
میں ہر چند ہوں مالک بحر و بر
مگر ہوں ترا اے مہ نیک نام

سید کار عیار رہن ہے یہ
آہی بر آئے نہ اسکی مراد
کہ مستی سے ہو چال اسکی خراب
سے شوق کا جام معمور ہے
تو پوچھا ترا نام کیا ہے جون
ترے خوف سے کانپتا ہو بدن
مراد مہ اسیدم نکل جائے گا
قمر سے بنا چاہتی ہے ہلال
فروغِ جہان رشک بدرِ منیر
مراتاجِ زرین ہے رخسندہ ماہ
مرے در پہ رہتا ہے پروں کھڑا
مرا رب چھایا ہے مریخ پر
یہ میں میرے ہاتھوں کی بخشی تری
کرے تو لکین کا مرے سامنا
سمجھتا ہوں بہرام کو گور خضر
مگر بیت ہی میری در سے کہیں
جہان گیر کا کب تھا یہ مرتب
نہ پروای گوہر نہ پروای زر
ازل سے ورم نا خریدہ غلام

بنا سے گی بیمار سے غم سے زار
 ہوئی ایسی فطرت سے نیرنگ ساز
 منگا کر سر راہ سے بار گئی
 ٹھہر کر نہ لیتی تھی یکدم تیار
 سب کام تھا آگے آگے عدو
 چھپایا و وپٹے سے منہ اس قدر
 سر راہ دریا ملا اک کہیں
 کسی جانتھا گھاٹ بہر عبور
 بہا ز اوس طرف سے گذر نہ تھی
 دیا ڈال گھوڑے کو بیباک جلد
 او چھلتے تھے گھڑیاں ناکے مگر
 پری بھی او سے جان کر شہر یار
 نہ سمجھی کہ یہ غول گمراہ ہے
 وہاں سے بھی آگے بڑھا وہ شہر پر
 پوکار لکھی بار کہ اے بادشا
 نہایت ہوں در ماندگی سے بد تنگ
 نہ پایا جب اوس گبر سے کچھ جواب
 اوٹھا کر رخ ماہ و شمس سے نقاب
 نظر آئی جب شکل نا آشنا

سما جائیگا ہڈیوں میں بنجار
 کہ گھبرا گئی وہ بت دل نواز
 ہوئی لبس سوار اوس پہ یکبارگی
 سمند ہوا پر تھی گویا سوار
 دوان پیچھو جاتی تھی یہ ماہر و
 کہ دیکھا رخ منہ نہ منہ پھیر کر
 بلایا جہان موج زن سہلکین
 کنارہ تھا پانی کا نظرون سے دور
 گرا نبار لنگر ٹھہرتے نہ تھے
 گیا طیر بحر خطرناک جلد
 نہ کھٹکا وہ خود کام مطلق مگر
 ہوئی غوطے کھا کھا کے دریا کی پار
 سید کار عیار بد خواہ سے
 کہ خشکی میں تھی دہشت دار و گیر
 ٹھہر جالب آب دم بھر ذرا
 سنا تو ولسیکن نہ بولا ہشنگ
 ہوئی تب وہ بت مائل اضطراب
 ہوئی گرم بین صورت آفتاب
 وری سخت دل میں وہ نازک و

صدائے سمندان تھی وہ تر گزند
 کھڑے تھے جو پہرے پہ پہرے تمام
 گذرتا تھا بے اذن جو سویا
 اگر پاس خمی کے پاتے اوسے
 کہ یہ مردیکتا وہ تھو دس ہزار
 سر رہ اوسے الغرض چھوڑ کر
 کہا اس گھڑی شاہ عالی تھا
 خوشی سے سب سودہ و سیرین
 چنی ہے گزک بھن رہی ہیں کیا
 چھلکتے ہیں ساتی پیالوں میں
 فرح بخش ہے گرجہ نرم سرور
 حقیقت میں عاشق کو بروی
 اگر مفت پائے لگائے نہ ہاتھ
 کھڑی تھیں بہت اوجھلہ لونڈیاں
 کہا تو ابھی مثل باد صبا
 تامل کا مجھ کو تمہل نہیں
 سیک گام تو سن یہ ہو کر سوار
 نہ محمل نشین ہو نہ ڈالے نقاب
 وہ کیا جانتی تھی کہ نہ خود عرض

ہز برون کا ہوتا تھا پیشاب بند
 گذرے سے تھا پیک صبا ست گام
 وہ رہتا تھا پہرے پہ ہز برون حرا
 طنا بون کی بندش کھاتا اوسے
 جہان سوہون دو چار کا کیا شمار
 گئی پاس بانو کے وہ میلہ گر
 لب آب جو کھیلے ہیں شکار
 ہر اک قسم کی مچھلیاں ڈھیر میں
 بھری کنڈروں میں ہی رنگین شراب
 بجاتے ہیں مطرب خوش آواز نے
 مگر غمکہ شہ کو ہے بے حضور
 خوش آتی نہیں چاندنی کی بہار
 مزہ مے کا ہوتا ہے دلبر کے ساتھ
 سمجھ کر وندا رہا مجھ کو وہاں
 اور اتنی ہوئی اوس حمیرا کو لا
 میں مشتاق سادہ جمل نہیں
 جمال اپنا دکھلائے خوشی دار
 فقط منہ پہ برقع ہو بہر حجاب
 تہق کا پیدا کرے گی مرصن

کہ خوش صید سے اپنا جی کیجیے
 نہ سوچا سر دست یہ زینہ
 کھڑا ہی عدو بر سر رہزنی
 لگا کر گاؤں کو سینہ دوز
 جو صیاد ہوتے ہیں شاق کار
 جہاں تھا وہ صیاد یعنی ہنگ
 خزان کا دن آتا ہے اب دیکھیے
 خوشی سے کہا جا کے امیو جوان
 بل گی نہ ایسی کسی وز گھات
 نشانے پہ ہے وہ غزال خطا
 مرے پاس سب ساز طیار
 سر شام قابو میں جیب پاؤں گی
 او سے تھی بھلا کب تھل کی تاب
 منگا کر وہیں تو سن باد پا
 جہاں تھا پیا خیمہ سیم تن
 ہوا جاگزین گوشہ تنگ کا
 بنا اپنے مطلب کو زن راہن
 کہ خوفِ بزن تھا گزر گاہ میں
 پہاڑوں میں تھی جاگنے کی پکار

سے لاکھ گون باگزک پیچھے
 کہ بن ہی میں بن جاو یگانہ شکار
 بھولاوے گاسب میری صیدی
 کہ کھٹکے کا ہر دم کیجیے یہ روز
 نہیں اون سے بچتا ہی گز شکار
 گئی مثل بیک صبا بید رنگ
 بگڑتا ہے رنگ طرب دیکھیے
 سر سرورانِ فخر شاہنشاہ
 مری بات کا جانیے اب ثبات
 کرے گا نہ اب تیر میرا خطا
 فقط ایک گھوڑے کی درکار
 ضرور اس پر ہی کو اور لاؤں گی
 کئی دن سے بیٹھا تھا پا در کا
 اوڑا لیکے ساتھ اپنے مثل ہوا
 پہونچ ہی گیا صورتِ اہن
 کہ نامرد تھا عرصہ جنگ کا
 چھپا پاؤں پٹے سے سارا بدن
 کھڑے تھے بکٹ جا بجا راہ میں
 غضب دونوں دیک کر ہی تھو سوار

دیا اس طرح عین خدمت پہ دل
 جو تعلیم پائی تھی جلاو سے
 سدا گھات میں فتنہ پرداز تھی
 کئی ماہ تک بسکہ اہل سپاہ
 بلند ایک یکسا کہیں ٹیکہ
 روان ہر طرف چشمہ آب تھے
 لب جو ہزاروں تھے زیب جہن
 درختوں کے میوے تھے سب خوشگوار
 قطار غزالان حسین برق دم
 خوش انداز طاؤس شک پری
 بھرا تھا جو نہروں میں آب صفا
 حرارت سے تھوڑنگ ویتا سب
 کسی نے نہ پھیری ومان سولگام
 نہ اس تہ کو پہونچا کوئی تکتہ دن
 زحل ہے کئی ماہ سے ہرکاب
 دم صبح ہونگے پریشان تمام
 گل و لالہ پراستری آئے گی
 جو تھی لالین صید وہ سرزمین
 دم صبح او سٹھ کرشتہ نامدار

بنی سبک آنکھوں میں تلی کاتل
 خبردار تھی مکر صبا سے
 نظر صید پر مثل شہباز تھی
 رہی مثل خورشید سرگرم راہ
 سپاٹو کی جسمیں تھی آب و ہوا
 بھرے آب شیریں سوتا لالہ تھے
 نقشہ سمن سیوئی تشرن
 ہی سیب انگور و خندمانار
 شلنگوں سے ہر دم تھوڑ سرگرم
 خرمان تھے طاؤس و کبک دری
 موافق تھی ہر طرح آب و ہوا
 سمندوں سے اوترے لب آب
 پسند آیا ہر شخص کو وہ مقام
 کہ شکی نہراخی سے توام ہریان
 بنائے گا سب کو گل آفتاب
 نہ لشکر رہیگانہ دربار عمام
 سموم خزان باغ میں چھائیگی
 سرور و شفا بخش جان خیرین
 جلا جانب ہر ہر شکار

یہ شیر ہی کمان سے نہایت شرم
 نصیحت سے میری نہ کردر گذر
 کہ تلخی ہے اسکی بہت سو مند
 خدا کے لیے مان لے میری بات
 گرا دے اسیدم نظر سے اسے
 جہان صورت برف جم جائیگی
 مقدر میں تھی جو تباہی نصیب
 نصیحت نہ اوسکو ہوئی کارگر
 کر لگی خط کیا یہ زال کہن
 نہ بازو میں طاقت نہ ہاتھ نہیں دور
 گیا سو کھ گرمی سے خون بدن
 خمیدہ ہے جو پشت خمدار سے
 نہیں اس کمان سے ہے خوف جنگ
 لڑے گی یہ رو باہ کس نہ در سے
 کرے گی خطا سے یہ کیا مجکو زیر
 یہ ہے مرغ بیچارہ بے بال پر
 جو ظاہر میں وہ خار کلشن بنے
 اوجاڑا نہ اوس نراغ کا آشیان
 ہوئی فارغ البال جب وہ لعین

بنے گی کسیدن کیجے کا تیر
 ترے حق میں ہے سد باب ضرر
 مزے میں ہے شیر و شکر سو جوید
 کھٹائی ہے اسکی جواب نبات
 در اشک سان چشم تر سے اسے
 یہ ابر سیہ آگ برسا سگی
 بگڑنے کے دن آگئے تھے قریب
 لگی کہنے ہنسکر کہ اسے تاجور
 تن افسردہ خستہ و پر شکن
 ضعیفی سے ہے سر بر پائے مور
 رگون سے نمایاں ہے تار کفن
 مثال اوسکی بیجا ہے قلو اسے
 کہ مارے گا کیا باز پر رانغ چنگ
 گرے گانہ پیل و مان مور سے
 ہرن سے کہیں زیر ہوتا ہی شیر
 ستم سے جو اس سے کروں در گذر
 کسی رنگ سے گل کی دشمن بنے
 بنایا اوسے بلبل بوستان
 نگاپو سے سر پر اوٹھالی زمین

خیم تیغ بران پر پشت و دوتا
قیانے سے معلوم ہوتا ہوتا
کوئی گھر میں دیتا ہے رہن کو جا
سراہ غافل جھسان پائیگی
میں اس زن سو بد ظن ہوں بیشک لال
یہ مشہور ساری خدائی میں ہے
محبت سے کالے کے پیچھا لگی
خدا کے لیے زہر میٹھا نہ کھا
غضب تر ہے افعی سے بچھو کی مار
کسی روز پسند اگر لگی خلل
یہ بوم سیہ تو مبارک ہوا
نہ کر خاکساری پہ اسکے خیال
برائے خدا کھینچ لے اس سے ہاتھ
کہیں خاک میں آگ پندان ہوں
بچھو لگی نہ پھر چشمہ آب سے
سب جھٹتا ہے جو قول سعدی سچا
سر چشمہ شاید گرفتن بہ میل
نہ کرنا تو انی پہ اسکے لظنہ
ہرن کا ہو دشمن پلنگ زیاں

قصا کی نشانی سے سرتا بسا
یہ ہے خیر اصفہان خوش غلا
خوش آمد سماجت پہ اسکر نہ جا
چھری کی طرح کا شکر جاگی
کسی وز پسند اگر لگی سلال
ضرر سانپ کی آشنائی میں ہے
شکر چھوڑ کر نہ ہر کیوں کھائیگی
نہ کر تلخے غم سے جی بے مزا
سولاتا ہے وہ یہ رولاتا ہے راز
کہ ہوتا ہے بد دشمن در بعل
نہ جا اسکے سایہ میں بہر خدا
خوشا بد ہے دشمن کی گردن لال
کہ باروت و آتش کا بیجا ہے ساتھ
دیک کر تپ برق سوزان نہ ہو
کوئین سے نہ دریا نہ تالاب سے
وہ کھاتا ہنیں و شمنون سے غا
چو پر شد شاید گد شمن پیل
یہ رو باہ سے مادہ شیر نر
خطا کھائیگی ایک دن بیگان

زمین پر نہیں پاؤں ہرتی تھیں
ضعیفی نے معذور تر کر دیا
جو کی چالو سی بہت بار بار
سمجھ کر اسے آسانی ہلال
وہ کیا جانتی تھی کہ یہ وسیا
شب روز مانند شمس و قمر
نہ کھٹکی ذرا وہ غزال ختن
خیمہ دار ہے مکر و باہ سے
نتھی اس پہ شاہین کی جو نگاہ
ہو اسکن بوم صحن پسمن
وہ ظالم تھی پوشیدہ تیغ نیام
صحنی ہو ظالم پرین تھی ناتوان
سہرا تھی بر جھمی کی گویا فی
غضب کاٹ نٹھا اسکی تلواریں
ہوئی شانزدہ سے سوجب ہم گاہ
یہ ہر کون بیگانہ زال کہن
کوئی اس میں خوبی کی خصلت نہ
نہیں کیجھ پرتی ہی خیر اب بیان
کہ رنگت عجز و اور سیگون ہیں

بسر اپنی چل پھر کے کرتی تھی مین
بوڑھا ہے مین بے بال و پر کر دیا
رہی ویر تکا برسان اشکبار
ہوئی مہربان مہربانوں کمال
زحل نیکے جب کو کر گئی تباہ
پھر ایکلی ہر چار سو ویر بدر
کہ یہ فتنہ پرور ہے گرگ کہن
کر گئی جدا خرمین ماہ سے
لگی رہنے بیڈر وہ زانچ سیاہ
بنی ہمد سید طوطی ز غن
نہان دم سولیتی تھی خنجر کا کام
ولیکن تھی در پردہ لوک سنان
رگ جان پہ کرتی تھی نشتر زنی
اوڑتی تھی سریک ہی ارین
کہا مہربانوں سے کا عرشک ماہ
عدوے جوان مادر رازن
ٹھگہ نکی ہو بوڑھیا عورت نہیں
شرارت کی آثار مین سب بیان
جو آنکھوں کو دیکھو تو اوزق ملک

جو بے دست و پائی ہو تھی و بخت
 لگی تھی جوشہ چال کی گھات میں
 سر شام اک دن و دو دسیاہ
 نہ تلواری ماری نہ پھینکی کمند
 کیسکو نہ سو جھی بچانے کی چال
 حرارت سے منزل کر گردِ حصار
 کہ لیتو نہ تھی منہ سے کھانڈ کا نام
 غضب تیرہ تر تھی وہ شامِ فراق
 کھلا تھا برابر دربارِ گارہ
 بچھا تھا جہان اوس پریشانی کا
 گھٹا کی طرح روئی یہ پھوٹ کر
 کہا بے پر می سے ہوں انجمن
 سیر نہ تھا گوشہ عافیت بہ
 غمِ رزق نے مجھ کو پیسا سا
 مقدر تھا جو آب و دانہ یہاں
 یہی آرزو ہے کہ اب عسر بھر
 سہ افزا خدمت میں ہر دم رہوں
 درماہ پر جبہ سائی کروں
 رہی جب تلک طاقت و شوہ

کئی روز خالی گئی دانو گھسات
 تہ دل ہو مصروف تھی بات میں
 ہوئی ایک بیک داخل خمیہ گاہ
 گیا ٹوٹ شطرنج کا پیل بند
 ہوئی ایک ہی کشت سو پامیل
 پڑھو تھو یہ بیدم پیادو سوار
 ترستے تھے دانے کو گھوڑی تمام
 کہ اوس شب ہوا جاگنا سب کو شام
 نتھا شیر اقلن کوئی سداہ
 گئی گریہ روسیہ بید رنگ
 ہوئی چادر ماہ پانی میں تر
 ترستی ہوں بڑا آب و دانہ میان
 رہی عافیت کی سدا خیریت
 کہ گھر گھر پھری صورت آسیا
 ہوا مہربان مجھ پہ روزی رسیا
 نہ جاؤں کہیں میں قدم چھو کر
 حضور می سے یکم کو منعم ہوں
 تماشا می شانِ حسد کی کروں
 ہوئی میں نہ منت کش آسیا

ملا کر لبون سے لب شکر میں
 جو دیکھا کہ جاتی ہے وہ رشکِ ہاہ
 شبِ غم کی شامتِ ستائگی روز
 ہوں کیونکر دستِ اختیار
 اس اندازِ وفطرت سے چینکو گند
 وہ چھندا لگاؤں گزر گاہ میں
 لڑائی میں ہے احوالِ مسلسل
 بڑی ویر تک اس طرح سوچ
 فقط ایک ساتھ اپنے اک پر زدن
 وہ بیٹھی چھری سخت جلاؤ تھی
 شبِ دروہ پھرتی تھی اس اک میں
 ہر دستِ پاؤں جہان اختیار
 خطا سے جو تو ام تھی وہ جلین
 او تر تاتھا منزل میں لشکرِ جہان
 تماشائی تھی ہر وقت اس باب کی
 دلِ جان سے کرتی تھی کوششِ مدام
 کہ تھے سد باب و سکور بان
 جہانِ قصد کرتی تھی جان و کاوہ
 بھڑکتی تھی سب کو تھی اوسے

اوٹھایا کروں لذتِ انگبین
 دکھا کر مجھے غم سے روزِ سیاہ
 غمِ تیرہ بجتی دکھائیگی روز
 کروں فکرِ صیدِ غزالِ تار
 کہ تسخیرِ قراک ہو سبے گزند
 بھینسے حسین ہوو چینِ امین
 کروں سحر سے اوس پرری عمل
 سراپا عداوت پہ باندھی کمر
 بنا اوسن برسی کے لیو راہ زن
 خدنگ کمان تیغ فولاد تھی
 کروں قید آہو کو فتراک میں
 بنوں پنجبہ باز بہر شکار
 دمِ رم تھی یا میرِ غزالِ ختن
 پہونچتی تھی مانتہ گردوان
 نکل اوصورت کوئی گھات کی
 نہ جیتی تھی موقع پہ تدبیرِ شام
 نہ پانی تھی خیمے کے اندر گزر
 سناپی تھی فقرہ سہانے کاوہ
 بڑھا کرت دم روکتو تھی اوسے

جہان اسکا محکم پڑا پہل بند
 یہ کینخت بے رخ جو وہ بد مزاج
 کہاں اسنے کی فتنہ سازی نہیں
 کسے نہ اسنے ستم سے کیا
 اولٹ کر بسا طسہ ورو نسیم
 پیادے نہ گھوڑے نہ ہاتھی مگر
 وہ صدمہ دیا شاہ کو راہ میں
 کیا دم میں لشکر کو سب گرد و برد
 جو رہزن کہیں گاہ میں ہونہا
 کہ یک شہر میں بادشاہ جوان
 مگر بندہ ناز میں ان تھا وہ
 لب شکرین کی تھی لذت پسند
 سدا اچھی صورت کو کرتا تھا پیام
 زمانے سے اسکا نرالا تھا جھنگ
 سنا تھا کہیں مہربانو کا حال
 ثریا لقب مہربانو ہے نام
 لب بام ہوتی ہے جب جلوہ گر
 قمر داغ کھاتا ہے رخسار سے
 جو تھا دانت مدت سے او پہ لگا

پیادوں سے دیتا ہر شے کو گزند
 ہوا جس سے قائم ستم کار و راج
 کہاں برد کی اسنے باز ہی نہیں
 کسے رہزنی سے نہ دھوکھا دیا
 گلوں پر چھری پھیب دی کیتلم
 نہ ہدم نہ ہم جسم نہ ساتھی بچے
 کہ یوسف پہ گذرا نہ تھا چاہ میں
 نہ باقی رہا کوئی اہل نسب و
 مسافر کی کیونکر بچے اوس ہوجا
 لو کہیں سے تھا نخر شاہنشاہان
 تدر و رخ مہ جبین ان تھا وہ
 نہ رکھتا تھا پروا می عناب قند
 غلام حسیناں محمود وار
 جہان میں تھا نامی بنام شنگ
 کہ ہے مثل خورشید روشن جمال
 شب چار وہ کی ہے ماہ تمام
 ستاروں کی پڑتی ہے اوسیر نظر
 جھکاتا ہے سر کبک فتار سے
 کہ ہاتھ آئے جسدن وہ شیریں لقا

پھنسا اسکے پنجے کا چھٹتا نہیں
 قیامت ہے کیا کیا حسین زمین
 نہیں غم سے ہے جبکہ اپنا فراغ
 ہوئے اس ہلاکو سے سخت جان
 تہ خاک ہیں سیکڑوں بادشاہ
 نہ موت آئی اس پیر بے پیر کو
 خدا کی پڑے ایسے کافر یہ مار
 شام ہے کچھ دن میں یہ جانتا
 حسین جو پلے ناز و نفعت ہو تھر
 ہو رہے نشان زیر چرخ کہن
 سر و پا سے وقف زمین ہو گئی
 کوئی سر زمین اس سو خالی نہیں
 کسیکو نہ چھوڑے گایہ بد چلن
 نہ گورے نہ کالے کا ہر تشنا
 یہاں دیکھیے کیا بگاڑا ہے رنگ
 سموم خزان کا یہ جھونکا دیا
 جو تھا لطف گلشن سو خوش مانغا
 یہ پر فن پرانا ہے شطرنج باز
 پسند اسکو رہتی ہے قرین کی چال

دیا اسکے بازو پہ صدمہ نہیں
 گئے ظلم گروں سے زیر زمین
 کلیجوں پہ ہے ماہ کنعان کا داغ
 پشن گئیو سلجوق چنگیز خان
 جو مشہور ہیں جنت آرام گاہ
 کیا مفت بدنام قہر کو
 کہ مردوں کو دیتا ہے تربت میخ
 کفن کا بدن کا لحد کا نشان
 ہم آغوش خوبی کی دولت ہو کر
 تہ خاک تن ہے نہ تار کفن
 ہزاروں مکان بے مکین ہو کر
 گئے جس جگہ ہنسنے پایا وہیں
 وزیر جہان یا ہوشاہ زمین
 سیہ رو کرے اور اسکو خدا
 کیا کس طرح شہزادے کو تنگ
 کہ کھلا گیا پھول ہنستا ہوا
 ہوا لالہ سان پھر ہم آغوش داغ
 نہیں چال سے اپنے آتا ہو باز
 کجی سے نہ کسکو کیا پایا مال

کمان سے لہ لاتی نیا اور دم
فراق میں تھو سب ہر نفس
کیا دختر نے محفل سے رم
سور نظر سا غریب شراب
یہاں غم زدوں کا بڑا حال تھا
جو تھی منزلوں رنج و غم سے بعید
مٹاتے تھے دنگو جان و پیر
سر شام کرتے تھے جس کا مقام
ازل سے جو بے مہر ہے آسمان
جہاں دیکھتا ہے نیارنگ ساز
بدلتا ہے ہر وقت رنگ جہاں
کیا ہر شدہ نامور کو ہلاک
پلایا سکندر کو نہ ہر سات
ہزاروں شہنشاہ دارا حشم
فریدون فرامرز و کاؤس و جم
نہ مارا قدم راستی سے کہیں
نہ و خور کو رکھتا ہے چکر میں ہند
وہ ہر کون سیارہ ثابت قدم
یہ شہباز ظالم وہ ہے صید باز

کہ مثل ذیل خود مچاتے تھے ہم
ہم آواز ناگوسوں باگ جس
ہوئی دور آنکھوں سے شغل نغم
بنا سزگون ہو کے جام حباب
سفر میں وہاں ماہ شوال تھا
سمجھے تھے ذی قعد کو ماہ عید
قد مبوس ہوتی تھی بادِ سحر
دکھاتے تھے آبادی روم و شام
پسند اسکو ہے انقلاب جہاں
عداوت سے ہوتا ہو نیزنگ ساز
کبھی موسم گل کبھی ہے خزان
اوڑاتا ہے تخت کیانی چاک
نہ پینے دیا او سکوا آب حیات
ہوے جاوہ پیا ہے ملک عدم
مٹے لوح ہستی سے سب یقلم
نہ چو کا یہ کالا کجی سے کہیں
نہین رہے و تباہ ہے اک گھر میں وز
جو رہتا ہے سکین پذیر یکدم
کہ آتا نہیں صید عالم سے باز

عماری ہوا دار تخت روان
کنیزان چینی عنبران زنگ
سپتر شمشیر ترکش کمان
سپید و سیہ فیل گردن بلند
طرح دار طاؤس نہین زگار
نذر و خوش اندام نازک خرام
دھنور لعل دراج ہند لوا
مکر تیز پیاہ شاہین و باز
ہوا بے پریر و جو سونا محل
جھڑو کھونکے آنکھوں تیرا نسوہر
مصیبت سے گریاں تھی خاموش
وہ دن تھانہ روز قیامت سو گم
الہی کوئی غم سے حیران نہو
بہر شربت وصل ممکن سے کیا
یہ وہ غم سے جس غم کا یاقوت
زمین سے نہ اٹھا کوئی بیٹھ کر
درون پر یہ نوبت تھی کہرام کی
جو گھڑیاں کی طرح نالان بھر
دف و ہنگ کی نوبت آئی نہیں

قطار سمندان صفت اشتیران
پری چہرہ خوبان ملک فربگ
وہل کوس گھڑیاں نوبت نشان
سبک گام شہید پیر ناز ہی سہند
سرور دل و دیدہ انتظار
کبوتر ہما طوطی خوش کلام
شکر خور و بلبس و فاختہ
چرخ مور جہرا جھگڑا صید باز
گئی یک بیک جان گھر کی نکل
لب بام سے چشمہ جو بہر
ہنسی تھی لبوں پرین بہر نام
ہر اک در پہ تھی شامت شام غم
کسی کو تپ در و ہجران نہو
جو عیسو سے ہوا اس مرض کی دوا
یہ وہ دروہے جسکا در مان نہیں
کھڑا تھا جو در پر پشکتا تھا سر
کہ اوس دن نہ نوبت ہی شام کی
گجر سے لکڑ کو ب ہجران بھر
کسی نے بھی نہ تک بجائی نہیں

اسی کیفیت سے وہ خورشید جاہ
 زحل نے کیا آخر اپنا عمل
 جفا سے بنا عقرب میشن
 کمان عیش و عشرت سوتھان بکھا
 کہ اب چلکے دیکھیں سواد وین
 نئے سر سے مانند شمس و قمر
 نسیم سحر خوشن کیون گل کو تو
 شہ مطہر تھا یوسف ارجمند
 ہوا جب خسرو سے اجازت طلب
 عجب تر شہر ہے جدائی کا داغ
 ہوئی بہتلائے الم خاص و عام
 غم بھرنے کے کو مار نہیں
 رہی پہلے انکار کی التجا
 شہ حب و بر نے برسہا جان
 دیے گنج در گنج زیور نئے
 زروسیم مرجان عقیق ہمیں
 تباہی زراکین کلاہ برین
 سمور و کتان قاقم و برنیاں
 اگر غنیم و عود و مشک خشن

ربار و نق آرا کئی سال و ماہ
 خرابی سے میزان میں ڈالا خلل
 کیا تیغ مریخ لیکر بزن
 یہ سو جھی یکا یک بگڑنے کے چال
 جواب چمن تخت گاہ فتن
 بنوں رات و دن نور چشم پدر
 ہوا چمن کیون نہ بیل کو ہو
 گداہی تھی کنعان کی لیکن پسند
 بنے غم سے شمع غراخانہ سب
 جلاتا ہے دلو بزرگ چراغ
 پیام اجل ہے جدائی کا نام
 شتم یہ کیسکو گوارا نہیں
 جزا قبال آخر نہ کچھ سکا
 و فور کرم سے برنگ شہان
 و رولعل و یاقوت و گوہر نئے
 گران قیمت الماس فرعون
 عبا کی بہین جامہ پوشین
 حریر و پری شبنم آب روان
 عجیب و لاویز و عطر مسن

مصفایہ تھا چاند چرخ کا نور کردار تھیں چرخیان وہ عجیب شہ نو کو با صد شجمل تمام بٹھا کر سر انجمن شمع وار اوٹھا غافل تہنیت چار سو بنی ب عروس مہ آسمان ہوا پھر ستاروں کا ثابت ظہور جہی چرخ پر کمکشان کی بہا نثر لایا آخر کو نخل مراد بہم مل گئے زہرہ و مشتری پلاساقیادہ سے پر سرور بہت تنگ ہوں چرخ دوار گر	زمین پر تھا ماہ فلک کا ظہور کہ تھیں مطلع شرق سے مقرب پھر کے لیکے تا درگہ بار عام کیا عہد عفت صنم استوار برائی دل شاہ کی آرزو رخ برق دم سے فروغ جہان چمکنے لگا سک پر وین کا نور چراغون سے عالم ہوا لالہ زار ہوا لالہ وصل صنوبر سے شاد تنگین سے ہوئی زیب نگشتی خاموشی شب غم کی ہو جس نور دیار پنج پھر فرقت یار سے
---	--

روانہ ہونا شانہ زادی کا ساتھ مہربانوں کے حسن آباد سو
اور لٹ جانا متاع تنگ ناموس کا اتنا ہی راہ میں دست بڑی
پیر زال فرستادہ ہر شنگ بادشاہ سے

ہو مری جب نگاہوں سے اختر زمان گھر بختے ہی چھوڑ کر لطف خواب جو رکھتے تھے خدمت میں حال کیا سہر شام تک بزم میں بیٹھ کر	بنامہ گردون فروغ جہان برآمد ہوا برج سے آفتاب زیارت سے اونکو کیا سہ فراز ہوا منزل مہ میں پھر جلوہ گر
--	--

ہوئی خوب جب گرم بزمِ سرور
 کہ سلطانِ عالم کو لاکھا بھی
 جے رنگِ شادوی سرانجام
 موافقِ ستارِ زمین سب کج
 اثرِ نیک مریخ و زہرہ میں ہے
 بساطِ تلک پرین سب کامیاب
 بحکمِ شہنشاہِ عالی مقام
 شدہ جو جوان تھا جہانِ جلوہ گر
 ہزاروں زرہ پوشی کا یک سو
 نقیبِ خوش الحان تیرن نوا
 سپہدارِ پارس صفیرِ فرنگ
 گروہِ عجمِ ہیلوانِ جہان
 دلاویزِ قاصدِ طوطی و ہن
 زرافشانِ چتر لالہ گون باؤن
 بہارِ چین تختِ گلہاوی زر
 بنفشہ مدن بانِ نسیمِ بہمن
 سودر سن صنوبرِ کنولِ نگار
 چمکنے لگے چاندنی کے جو پھول
 ہوائی جو لاکھوں چھین گنج دار

ہوا چو ہزاروں سے حکمِ حضور
 سرِ بزمِ دولہ سن کا ابھی
 مقابلِ قمر سے ہو شمعِ لگن
 تر از زمین ہے یادِ می پڑل
 نیا لطفِ عفتِ ثریا میں ہے
 عطارِ رومہ و مشتریِ آفتاب
 اوسے وقتِ ارکانِ دولت تمام
 چلے جانبِ باغِ باکروفر
 نشانِ و علمِ سیکڑوں چو ہار
 جلاجلِ دہلِ طبلِ و کوسِ ورا
 امیرِ عربِ سرورِ رومِ رنگ
 صفِ روسیانِ مرگینیِ ستان
 منغی خوش آوازِ شکرِ شکن
 سرِ یرمِ صبحِ سرورِ زمین
 شمر دارِ مرجان کے رنگینِ شجر
 کرندارِ سورجِ مکھیِ نستر
 گلِ و لالہ وارِ غوانِ خوش بیا
 گئی کبکِ مہتاب کی سیرِ بھول
 دو بالا ہوئی کماشان کی بہار

رفیق و انیس او سکے میں چار یا
عقیل و متین یہ سہرا پہن سب
خواصون نے ڈالا تھا رغبت کا
ہوئی اس طرح خواہش وصل شاہ
یہ ہر حضرت عشق کا انتظام
ہوا گل کو سودا ہی مرغ چمن
او وہ عالم افز و دار احشام
ہوا مستعد ہر عقد پر ہی
و یا حکم لوگوں سے سب یک قلم
فقط تھی اشاری سے کہنے کی ہر
چمکنے لگا شمع روشن کا نور
جو روشن فلک پر تھی مندیلاہ
ہوئی جیسے چھاؤں روشن تمام
چلے وہ کریدار رنگین کنول
زمین پر تے خیمہ و سائبان
بجائے لگے کوس نفیبت نواز
جما دختر ز کا محفل میں رنگ
دوا مردل مردگان میں ہوئی
ہر اک جا تھا سامان عیش و طرب

کہ کہیں کے کھیل ہوئے یا رخسار
ستون قصر شاہی کا گویا سب
جما او سکے کہنے سے اور اس یونگ
کہ ہو جیسے پیاسہ کو پانی کی چاہ
بنا عاشق کبک ماہ تمام
بنی مجبور و نہ شمع لگن
سکندر لب یعنی پدر حسن
مرہ جم گیا اٹھ گئی ابتری
کہر و جلد آتش جشن جسم
ہوا ساز عشرت مکانوں میں
ہوا فرش پر چاندنی کا طور
ٹھہرتی نہ تھی و فتنی پر نگاہ
بنا مطلع خاوری ہر مقام
کہ خورشید منزل نور سب محل
بیا ہو گئی صورت آسمان
دف و بر لب و نے ہوئی نغمہ ساز
لگے بجنے و لکش خوش آہنگ
صدای مرقم آواز قلعہ تسل ہوئی
صریحی سب و جام بہت اعناب

جہاں چپکی بیٹھی تھی وہ غلیب
 موڈ ب برابر پہنچ کر وہاں
 کہ آئے ہیں وہ لوگ جس کے خبر
 شہنشاہ کو دے کے خلخال پا
 اوسمی مل میں اک ہر نگین جو ان
 فرنگی سے گورا و بالا ہو رنگ
 عیان رخ سے ہر صنعت کو کا
 یہ تشبیہ سے زلف کی کان پر
 بزرگ پری شمع و طناز سے
 چمن میں ہے ریحان کا ہونا بجا
 سر لوح عارض پہ خط غبار
 بجای ہے جو تو ام ہو گلزار سے
 لکھم تبسم ہیں دو نو عجیب
 پہنچ کر اسی ذکر میں پیر زن
 کہ نے جو فلان باغ جنت نشان
 سہی قد گل اندام غنچہ وہن
 جمائو گلستان میں جب مرقوم
 گلانی نما ایسے رنگین ہیں گال
 کہین گل سے بہتر ہو وہ لالہ رو

اوو اسی سے ہمدوش سچ و سچ
 ہوئیں خوشن باز سے یوں گلستان
 اوڑانی تھی اس پر پتھر
 سدھارے سویر باغ مثل صبا
 جمیل و حسین سرور گل خان
 فقط مار کیسو کا کالا سے رنگ
 کہ قرآن کی ہیں صورتیں شکار
 رکالا سے بانہی سے کار نے
 ابھی رخ پہ سبز کا آغاز ہے
 کہ سبز سے ہوتی ہو و فیضا
 جائیگا طغرا پہ طغرا بہار
 ضرر گل کو ہوتا نہیں خار سے
 کہ منہ دیکھتے ہیں گل عندلیب
 ہوئی اور بھی جلوہ سار سخن
 وہاں ایک و تر ہے سرور و
 سیہ چشم خوش رنگ نازک بن
 جھکے نو سنالوں کے سر بکشم
 کہ بزرگ ہو سار ہو گلشن کا حال
 پسینے میں آتی ہے بیلے کی بو

کوئی ذکر کرتا ہے گر روبرو
 لرزتا ہر بازی سر جو سر کے یوں
 دلاویز کھیل اسکا ہر چیز
 جہاں صفت چوسہ کامرتا ہر رنگ
 جو عاشق میں پاس اسکو جاؤں
 یہ ظالم وہ ہے بے خبر زہنگاہ
 دیا اسکو پالنے کی ایسا جواب
 جو میں میں پھنسا جو ہوا یا یا
 کرے عورتوں سے وہ کب خنڈا
 ادا کر کے اس رنگ سے گفتگو
 کیا اپنے شہ کو خوشی ہی بجا
 اٹک چرخ زن کامرانی سے ہو
 وف و چنگ کی نوبت کیگی جلد
 مہیا ہو سامان عیش و سرور
 خوش آمدنگ ہو دہن و دھنیک
 ایدھر ہو گیا خوش شہ نوجوان
 کھلاؤ گھر شادی جو دربار میں
 خواہ میں جو تشویش غمخال سے
 خوشی سے ہو میں ہم دم و دھنیک

تو رخ پھیر لیتا ہے وہ نیک خو
 تھی پاکھٹتا ہر کانٹے سے جیون
 مگر اسکی بھی اوسکو سو گندہ
 تو بد رنگ چہرے کا کھوتا ہر رنگ
 ملاست جو میں کی اوسٹانی نہیں
 ہوئی سلطنت نل کی جس ہوتا ہا
 پھر صورت نر و گھر گھر خراب
 کہ بار اسکی ہوتی ہو میٹھی کمال
 جو پہنے ہو پیرا میں احتیاط
 گیا پھر سو سر بلخ وہ لالہ رو
 کہ آتا ہر نزدیک روز وصال
 جہاں نعمہ خوان شادمانی سے ہو
 نواؤ خوشی کی ستائیگی جلد
 رہیں شاداب خادمان حضور
 بجا چاہتے ہیں نہیں کچھ رنگ
 لگا ہونے سامان شادی ہا
 ہوا شہر سارے بازار میں
 دما دم تمجید ہم نالہ گھڑیاں سے
 جہاں گلین شادمانی کا رنگ

جو آئے ہیں ساتھ اونکو لوگوں کی
 کئی اور ہیں کوٹھیاں جانفزا
 اوسنی جالبیل میں رشکِ مین
 سچی کوٹھیوں کے ہیں کمر تمام
 وزیرِ خسرو مندوانا سے دہر
 ہوا یوں لب لعل سے دوش
 مراشتہ ازل سے ہو پیرِ ہیرگار
 اگر آئینِ نزویک حور و پری
 عجب پارِ سائی سے ہو نیکنام
 کہ انگور ہوتے ہیں اکثر وہاں
 یہ وہ بیسوا آفت ہوش ہے
 جہان لگ گئی منہ میں جسکدرا
 ولائے میں غبتِ عناول ہزار
 کہ شبنم سے میل اوسکا ہو سب
 تماشے سے ہوا سقدِ عازنیک
 کسی چیز سے دل لگاتا نہیں
 یہاں تنگ کہ شطرنجِ سحر عار ہے
 جو کھیلین گے دو ایک پر ہو گا
 ہوئی ہر دبازی تو ملتا ہو گیا

فرح بخش میں جا کے بھلائیے
 دلارام موتی محلِ دل کشا
 مبارک محل اور مجھی بھون
 جہان چاہو او سجا کر و تم مقام
 جو تھا عقل و دانش میں کیا ہو
 کہ امی آبر و بخش تاج شہان
 طریقِ زمان ہے اوسو ناگوار
 ہے اونکی صحبت سو بیشک
 سمجھتا ہے سید گلستانِ حرام
 نہو دختِ زرِ ثنیو نہیں نہان
 کہن ہو گئی ویسہی جوش ہے
 شرارت سے کرتی ہر آفت پیا
 سو گل نہیں دیکھتا رینہار
 کروں کس لہو دامنِ پنا میں تر
 نہیں دیکھتا خواب میں ناخنک
 کوئی کھیل دنیا کا بھاتا نہیں
 پیاد و منکی صحبت سو انکار ہے
 سمجھتا ہے اس کھیل کو واپس
 جو زچ ہو کر قائم رہی کیا مزا

صدادی ملک نے ملک سوہن
 کہ ہر جو فلان شاہ عالی طور
 اوسیکا یہ مال دل انفرور
 رکھو اس سوہن ہر خاص و عام
 اوسی مال کو اپنے سمجھے حلال
 نہ رکھ اپنے گھر یہ گرانمایہ گنج
 خدا کے لیے اسکی گرمی سے ڈر
 نہ کر ایسے گنج گران پر نگاہ
 بحکم خدا اسکو لاسے ہین ہم
 اگر حکم ہو دھر کے چل دین ابھی
 رہائی گرانبار سے پائین ہم
 جو تھی مصلحت یہ بہت دل پسند
 ہوا دان یہ رونق وہ بارعام
 بزرگ و زیران عالی نسب
 لبنا نام خلیفہ کا جس گھڑی
 کہا آگے آیا تھا اک مرد پیر
 خبر دی گیا تھا یہی پیشتر
 بہت ذوق خاطر سے لینا پوسے
 یہاں شاہ و سب اہل مر بار

خیانت امانت میں واجب نہیں
 مہ آسمان پایہ یعنی حضور
 ترے واسطے برق جان سوز
 کہ پا مال کرتا ہے مال حرام
 جو پیدا کرے زور بانو سی مال
 برا ہے مال اسکا پائیگا رنج
 کہ ہر رنگ ہوتا ہے آتش سوز
 نگہبان ہے اسکا مار سیاہ
 کلیجہ سے اٹیک لگے ہین ہم
 ٹھہر کر گھین اور دم لین ابھی
 سیکدوش گھر کو چل جائیں ہم
 اوسیدم وہ ذمی جاہ بہت بلند
 جہان پیش سلطان تھو حاضر تمام
 اواکی وہ تقریر سب باادب
 ہوئی باوشہ کو مسرت بڑی
 فرستادہ خضر روشن ضمیر
 کہ آگے گا اک شاہ فرخ سیر
 جلا عقد گوہر سے دینا اوسے
 کہی دن سے مشتاق دیدار تھے

جلا بخش ہر کار خانے کا ہے
دم صبح کل جا کے دربار میں
کہ اکے ن تھا دریا پہ شاہ فتن
تھا مچھلیوں کا اسے کچھ خیال
مگر تھی یوہین خواہش کردگار
تو سیدھا جھکا مچھلیوں کی طرف
نہ ہو سچا کسی جانور کو ضرر
موتھائی میں تھی وہ ہمک سو فرین
بلندی میں تھی نردیان فلک
ز بس سخت تھی انہیں و سنگ سے
ننگا و سکی ہشت سے بیگم تھے
نکلے تھی جان اس سے گھڑا لیلی
قصا سے جو باری ہو یوہین تمام
ہزاروں گل اندام فولا دین
ازل سے نہ دیکھا تھا جو دوی خا
کیا پاک طباخ نے جب شکم
درخشندہ گوشتے مانند ماہ
پڑی میری شہ کی جو او سپر نظر
یہ چاہا کہ مانند گنج نہان

ارسطو فلاطون زمانے کا ہے
بیان یون کر و شہ سے اظہار میں
دما رنگان پہ ناوگ فتن
کہ ہوا وکی گردن ازل سے حلال
یکایک جو چھوڑا مگر کاشکار
جلے جس طرح تیر سوئے دھن
پھنسی دام میں ایک مچھلی مگر
تھا جسکے سر پر ہے بار زمین
درازی میں تھی قاف ہوا قاف
ازل سے تھی محفوظ چورنگ سے
مگر سو سب لقمہ کام تھے
شب روز نوبت تھی جنجال کی
ہمیشہ سے دشمن خاص و عام
پرے ہین کرے زیر چرخ کہن
ہوئی گریے خور سے دم میں ہلاک
نکل آئی خلخال اک برق دم
بیاض سحر گاہ نور نگاہ
نہایت ہوا شادمان دیکھ کر
رکھوں اسکو درپردہ مانند جان

اور منسلک ہونا شاہزادہ کا ششہ عقد مہر با نو مین

پیام خضر جب ہوا دل نشین
ہوا مستعد دل سے پیر صنم
جہان پہلو او تری ہوئی تھو وہن
کل و لالہ تھو سب ہا نکے عجیب
معطر گلون سے تھا ہر دم دماغ
زمانے کے وان لطف مائل تھو
نبے تھے بڑے ایسے ایسے مکان
کئی ایک مانند برج محل
کوئی خیر منزل سے تھا خوشنما
کمر بستہ تفریح خاطر تھی روز
ہوا خواہ کی طرح اٹھو پہر
شب و روز کرتا تھا آب و دان
مودب کھڑے سرو آزاد تھے
نہر نخوان تھی مرغ چمن سیکڑون
جو تھا لطف رہنے کا سرتاپا
کئی دن سے جب غم شہی سوہان
کہ کب تک بیتکے یہاں غم چہن
وزیر خسرو و درکاب کام ہو

عقیدت ہو سب لوگ لا کھین
لگی ہونے طیار و جشن جم
جمو جا کے پھر صورت یا سمن
کہ دربار شاہی سے تھا لبس زیب
او دھر قصر شاہی ایدھر چارباغ
فرح بخش خورشید منزل تھو سب
کہ تھی اندر اسن کی رونق مہان
کھڑے تھے دورو یہ سونہری محل
کوئی دلکشائی سے تھا جان فزا
صبا و دلکشائی کو حاضر تھی روز
ہلاتی تھی باد شہمالی چنور
عروسان گلشن کی پابوسیان
علامی کو موجود شمشاد تھے
سخن سو کھلے تھے دہن سیکڑون
جمایا اوسے باغ میں بسترا
ہو پھر ہم اس طرح ہم زبان
کرین فکر عقد گل و یا سمن
کہ وہ زیرک و خوش سر انجام ہو

شکر سے لذیذ اور موتا می شیر
 ادا کر کے اس شکل سے گفتگو
 غرض اوسکو سمجھانے وقت پکا
 جہان جلوہ آرا سخت پدِ صنم
 مکان پر جو ٹھہری تھی باصلاح
 جب آبِ بقا سامنے رکھ دیا
 اوسی وقت ارکانِ شاہِ زمیں
 وہ سوکھی ہوئی تھی کئی ماہ کی
 ویا جیسے اوسپر وہ پانی چھڑک
 لبِ تحت اک جو عن تھا خوشنما
 جو گرمی سے تھی ہمدِ اضطراب
 بڑھی جب نگاہوں میں تو قیصر
 ہر اک مثل محتاج امیدوار
 کوئی بہر زر کوئی بہر سپہ
 بڑھی کشمکش میں پڑی اوسکی جان
 سرشام مغرب کی پڑھ کر نماز
 خوشی سے یلاساقیا جامِ
 قرآنِ مہ و مشتری آج ہے
 جانا وزیر کا واسطے نقولینِ خلیاں کو بارگاہِ سلطانی میں

نو گرنک بے مزہ ہو پیر
 رکھی جامِ آبِ بہار و بر و
 روانہ کیا جانبِ بارگاہ
 گیا مثلِ پیکِ صبا صبح دم
 ادا اوسنے کی سب بطرزِ فلح
 لگے کہنے سب مر حبا مر حبا
 اوٹھالائے اک ماہِ خستہ تن
 جلی تثنہ کامِ آتشین چاہ کی
 اوچھلنے لگی فرش پر پیدھر
 بھرا آبِ شیرین سے سرتاپا
 لگی طیر نے جا کے مثلِ جاب
 جھکے ہر طرف سے امیر و وزیر
 رگڑتا تھا سر پاؤں پر بار بار
 و عا مانگتا تھا قدمِ حومِ کر
 کہ تھا گرواؤ کو ہجومِ جہان
 ہوا شہ سے رخصتِ بجز و نیاز
 مزہ جسمین دے نغمہ خجک و نے
 وصالِ دور شکِ پری آج ہے

ہزاروں یہاں آتے جاتے ہیں خبر
 نہ پہنچے جان و خسل انجیا کا
 وہیں سے کرو تیر تدبیر سر
 نہوا احتیاج کمان و خدنگ
 جو تھی مصلحت اوسکی دانش پسند
 اوسیدم اوٹھے سب چمنِ اسر
 نہ کھٹکی ذرا بھی دو دوام سے
 شبِ روز کرتے تھے باہم صلاح
 مہینوں سے پھرتے ہیں چنگل میں
 زبس عقل و دانش سے تھوڑا
 کہ ہر ساتھ جو پیر ویرینہ سال
 پہنچ کر یہ پیرِ حسنم ہیام
 کہ ہر چند میں مردِ گمراہ ہوں
 خدا کا کرم مہرِ بانو یہ ہے
 برسم و رہ خاندانِ شہمان
 ابھی تھوڑے عرصے میں ایگاہ
 رہا ہے خدا نے اوسے کل سہیا
 جڑاؤ اگر لاکھ ہو آرسہ
 انگوٹھی کی زینت نگینے سے ہو

عدوے دل و دشمن کا رنیر
 کسی طرح کھٹکا نہو منار کا
 نشانے کی لین اوپرا و پر خبر
 ظفر یاب ہو جنگ میں بے تفنگ
 خرابی سے غماز کے بے گزند
 بنے ہموطنِ شت میں خارِ سر
 لگو رہو جنگل میں آرام سے
 کہ دیکھیں کہیں جلد روئے فلاح
 اوٹھاتے ہیں سب حشیو کو کسٹم
 یہ سوچی پھر آخر کو باہم
 ملک سیرت و مرقع خصال
 کوی بعد تقدیم رسم سلام
 و لے خادمِ خضر فی جاہ ہوں
 علی کی مدد دستِ بازو یہ ہے
 کسی سے ہے منظور اوسکا قرن
 نشانی بھی اک ساتھ لائیکاہ
 مبارک ہے زہرہ سہیو ندماہ
 نہوا و سس پہ شیشہ تو کس کام کی
 جلا جیسے سوئی کی مینے سے ہو

کئی دن سے چپ ہے وہ غنیمت میں
لبون میں ہوا وہ گویا نبات
منسی بھی نہیں ہونٹھ پر بہرام
پستی ہے بدھی نہ بیلے کے ہار
نہ رکھتی ہے آنٹہ پیش نظر
ہوئی بیکلم ایسی زار و نزار
کبھی گل تھی افسوس بلبل جواب
غرض بیکلی سے ہو بیدل بہت
جو غلخال ملک اے غم بھول جا
خدا جانے وہ نادر روزگار
گل او سکو مچھلی گئی یا گمر
کسی من نہیں اتنا پاتی ہونگ
بہر آت ناصدقہ آب سے
اسی سے وہ گل بھرم و رو ہے
کرم شاہ نے مطلق اپنا کر
جو تھی پاس او سکے دواؤں میں
کہ بیشک ہوا فضل پروردگار
پہنچ کر در باغ پر شاہان
کہ اس باغ سے اب نکلی جائے

یہ کیا ذکر منہ سے نکالے سخن
خواصوں سے کرتی نہیں کھلکات
تکلم تبسم میں دونوں حرام
جنبیلی کر کچھو لون سے کھاتی ہوا
نہ کرتی ہوا راستہ موی سر
کہ تحریر سرخی کی ہے ناگوار
پریشانی دل سے سنبل جواب
حضور ہی جواب و سکی شکل بہت
خوشی سے ابھی مثل گل بھول جا
کہاں ہوتے قمر گرداب خوار
کہ خواص سب تھک گئے وہ خود
جو موجوں کی پیہم او مٹا کر ستم
نکالے او سے قمر گرداب سے
بزرگ گل اشرفی زر دے
وہی چاہے تو او سکو اچھا کر
یہ سنگی ہوئی شاہ وہ خود سخن
یہ غلخال ہے وجہ یا بوس مار
کیا از رہ مصلحت یوں بیان
ہوا دشت کی کچھ دنوں کھائیے

عجب کیا جو سونے سروہ سیم تن
 بیان اوسکا سنکر زنِ گلشن
 کیا پھر یہ افسروگی سے بیان
 کئی روز سے بیکلی گل کو ہے
 پریشان ہیں سب سورجی نین
 کہ اک روز بھرے یہ دو گلزار
 مرصع جواہر سے خلخال زر
 خدا جانی اوسدم تھا کیا اضطراب
 اب اوسد سے ہوتا تیرا سقد
 سمجھتی ہے خاک آبرو آب کی
 وہ خلخال کیا تھی کہ تھی روح تن
 کہیں بالہ منہ سے بہتر تھی وہ
 جڑے تھے جواہر عجب برق دم
 وہ نیلم تھا خوش رنگتِ یسکین
 رولاتے تھے خون گل کو لعلِ مین
 جواہر جو تھے اوسمیں نایاب تھر
 تھا اوزکا پیدا کوئی مشتری
 جو مطبوع تھی بالِ پریں ہوا سے
 کمال اوسکے جانی سے ہر پڑاں

بنائے مجھے پھر سالِ چین
 رہی صورتِ غنچہ کچھ دم خموش
 وہ کیفیتِ گلی بیان اب کہان
 غم تازہ شیون سے بلبل کو ہے
 اوو اسی سے بن بنکے ہیں چین
 سر شام ہوتی تھی تنہا سوار
 جو پہنے تھی پاؤں میں وہ سیمبر
 ہوئی چھوٹ کر یک بیکٹ اب
 کہ کرتی نہیں سو وریا نظر
 تہ دل سے دشمن ہے گرو اب
 جواہر تھے سب اوسکو کار کے من
 گھر سے درخشندہ گوہر تھی وہ
 تھا کوئی ڈاک اوسکا ہیرے
 کہ تھا چرخِ فیروزہ گون شرمین
 زمرہ کے سبزے تھر نشان چین
 حقیقت میں مہر جہان تاب تھے
 تخیر میں قیمت سے تھے جوہری
 سمجھتی تھی خوش جان تن ہوا سے
 کہ عالم میں تھی مثلِ خوب بشار

ہوا دیدہ کیک سوسہ نہان
 ہوا پراوڑی طائر ونگی قطار
 چوتھا شوق خاطر سیریاور کباب
 ہوا سوسے ملک صنم باو یا
 نہ لشکر نہ افسر نہ خدائے نگہ دار
 مہینوں میں آخر برائی مراد
 قریب او سکے اک باغ تھا خوشیں
 جہان اور تھے لالہ و یاسمین
 قد خوش نما تھا جو موز و تنہا
 موراوار باو صبا ہو گئی
 وہاں سے اوڑی پھر زن باوفا
 جہان چوک میں بیٹھتی تھی ہاں
 موراوس سیر بازار آباد پھر
 نسیم سحر آنے جانے لگی
 جب آیا قرین موسم نو بہار
 چوتھی اوسکی ہمد زن باغیان
 کہ بانوں کے ہاتھوں مجھی جھنڈ
 وہ سب آج تک صرف میں آگیا
 محل تک جو ہو پھر رسائی مری

کئی چرخ سے رونق کھٹکان
 کھلے دیدہ باز ہر شکار
 کجرت جتو ہی شاہ عالی جناب
 طے جس طرح جانب گل صبا
 فقط پیرزن تھی وہ چاریار
 نظر آیا شہر صنم کا سوا
 تروتازہ طیار بابرگ و بار
 بہ سرور روان بھی ہوا جاگیر
 ہوئی سرور و شہ شامسار غلام
 فضاے چمن جان فرما ہو گئی
 ہوئی داخل شہر مثل ہوا
 جمائی پھر اپنی گلون سیرکان
 نیا غیرت باغ شہاد پھر
 شمیم گل تر سونگھانے لگی
 لگا پہولنے ہر طرف لالہ زار
 کیا جا کے اوس سے پھر کن ریا
 ملا تھا بدولت ترمی مال و زر
 تماشا ہوائی کا و کھلا گیا
 شہ روز کی بے نوائی مری

دو بالائے بھلی بھلی بھی آب و تاب
جو خوبی میں تھی نا در روزگار
بولا کر اوسے پیرزن کو وہین
یہ خلخال ہے کس دلا رام کی
جو اہر ہر اک اسکا نایاب ہے
یہ سنتی ہی خوش ہو گئی پیرزاں
خوشی سے منائیں شہنشاہ عید
بس اب یوسف کاروان ہو پیر
شگون نکور مہر راہ ہے
غلاموں پہ ہے فضل بعباد
یلا بکو ساقی می پر گھال
فلک سیر ایسی ہو جو بیڈرک

مگر سرج ماہی کی بھی آفتاب
ہوا غرق حیرت ششہ نامدار
کہا دیکھ تو اسکے لعل فکین
نشانی ہے کس نازک اندام کی
مہ و خور سے ہم نور و ہشتاب
لگی کینے شہ سے کہ انوکھاں
یہ خلخال روشن ہے ماہِ سعید
سوئے مصر گرد و روان ہو پیر
مد و گار بخت شہنشاہ ہے
ثمر لاٹیکا جلد تھل مراد
کہ ہے شہر جاتان کا بھوکھیاں
دکھائے مزہ حسن آباد تک

پہونچنا شاہزادے کا ساتھ اون چارون فیتون کے
حسن آباد میں اور بھیچنا پیر مر کو واطری پیام شادی کی طرف حضرت علیہ السلام

موزن نے دی جب اذان سحر
زیان سے ہوئیں بلبلیں گلشن
اوٹھا چار سو شور مرغ سحر
صبا کی کیا خندہ گل پسند
پہچپا عکس رخ و ستارہ کا نور

سجا صبح دم کا جہان میں کجر
شکر خاویں سے ہوئیں طوطیاں
بجے کاروان میں در آئے سفر
ہوئی آنکھ شبنم کی رون سے بند
ہوئی طلعت شب بانو سے دور

ہوا اس قدر مائل اضطراب
 اوسی وقت سے تھا خیال سفر
 سمند ہوا دار تھا زیر ران
 کھڑی تھی پریرا و پیش نگاہ
 سفر کے لیے آج اچھا نہیں
 زحل سے نہ ثابت ہے یار می گوی
 نظر آؤ جسد مہیا ضیاع
 سو لے غرب مانف مہر شیر
 ٹھہ جائیے اب نہ گھبرا ئیے
 لب جوین مچھلیوں کو کیاب
 جو باہم تھا عقل خدا وادے
 اوس وقت دریا پہ بہر شکار
 خدا مہربان تھا جو اوس ماہ پر
 تثنائی میں تھی کوہ سے ہم شکوہ
 تنہا گون کا کرتی تھی دل پیوار
 کیڑا تھا و شوار اوس کل مگر
 لکھا تھا جو قسمت میں ہونا
 نکل آئی اک اوس میں خلخال نہر
 لیکن اوس کے دیتے تھے انجم کو داغ

کہ صبر سکون کر گئے پاترب
 کمر بند سے کس چکا تھا کمر
 رکابوں میں پاماتھ میں تھی عنان
 ہوئی یوں بطور زونہ انداز
 قمر برج عقرب میں ہوجا نشین
 نہ نہ ہرہ موافق ہے نہ مشتری
 چھپے چشم مہر دم سے نور قمر
 چلین شرق سو شاہ کروں سر
 یہیں آج دل اپنا بہلائیے
 چلے شام سے دس بج تک شہر
 ہوا خوش کلام پریرا وادے
 گیا اسپ گلوں پہ ہو کر سوار
 ہوا ایک مچھلی کا اوس سجا گذر
 گرانی سے جسکے دیتے تھے کوہ
 مگر سوس سب اوس سے کھاتی تھو خار
 قضا آئی تھی پھنس گئی دوڑ کر
 کیا جیسے طباخ نے پیٹ چاک
 جواہر سے تابندہ مثل قسم
 جوڑے تھے کئی گوہر شب چراغ

حقیقت میں تھی سب سودہ سرفراز
 بچھا کر سدا مہر بانو کو مار
 ہوئی اوس سے مصروف ربطا سدا
 سدا مٹھی باتون سے رکھتی تھی شا
 کسی نہ رہتی تھی باتون سے بند
 وہ رنگین کہانی سناتی تھی روز
 بندھا خوب جب آشنائی کا چھٹک
 کہ اے مہربان چارہ ساز زمین
 برستا ہے برسوں سے ابر بہار
 مرا خصل امید زیر فلک
 نورنگ و رنگ پھولوں کے بار
 کہاں تک بکین روز کھائی ہوئی
 ملاوے اگر مہربانو سے تو
 زن باغبان تھی جو برسوں کی بار
 اوسے دم گئی ساتھ لیکرومان
 کیا بے خلش اپنا مقصد حصول
 بڑی دیر تک مثل ابر بہار
 ہوئی پھر محفل سے یکایک مان
 کئی دن میں جب مثل بادِ سحر

کہ رکھتی تھی مجنون ہو جاگل نیاز
 بڑھاتی تھی چہرے کی دوفی بہار
 کہ پیدا کیا لطف شیر و شکر
 کھلاتی تھی مصری برائے مراد
 وہاں وزبان سے اوگلتی تھی قد
 زن باغبان پھول جاتی تھی روز
 بھایا پھر اس طہ زری اپنا رنگ
 شفقت انیس و عشرت لوطن
 ہرے ہو گئے سیکڑوں کشت زار
 نہ پھولا پھلا سر و سان اتلاک
 بناتی ہوں میں بیش قیمت ہزار
 و کائنات بہت ہیں حشر یدار کم
 گھٹے منکر سو دابر سے آبرو
 ہوئی گلستان جب بعد انکسار
 جہان جلوہ گر تھی جان جہان
 چنے باغ معنی کے آنکھوں پھول
 اوڑھتی رہی لطف روئے نگار
 ہوا بن گئی سوئی شاہ جوان
 بنی جا کے وہ متا صد خوش خبر

حقیقت میں وہ شہر مینو سوا
 پہنچ کر بزرگ صبا جا بجا
 بنی جب نسیم سو چار سو
 کہ ہے برج شاہی میں اک شکا
 حسین ہرہ و شہرہ نو ہوام
 سرشام دریا پمثل حباب
 چلائی ہے بھرے کو بنے نا خدا
 غلام سے موجوں کے ڈرتی نہیں
 سدا منزلوں مثل آبِ روان
 جو نکلی تھی سیر چین کے لیے
 گر پھول لالا کے شام و سحر
 تر و تازہ کیا کیا ہمیشہ بہار
 کہ دیتے تھے کلیوں پہ جی مستری
 جمائی تھی پھولوں کی جس جاو کا
 قد و قامت اوسکا تھا سر بلند
 حسین اوسکی عورت کہیں اوس گئی
 جہان پھول چین کو جاتی تھی وہ
 ہمیشہ اوسور بڑا گلشن سو تھا
 غلام اوسکے گلستان تھے سب

ارم سے جو خوشتر تھا آباد و شاہ
 لگی ڈھونڈ رہے اپنے گل کا پتا
 گلی آخر اک روز اوس گل کی نو
 درخشندہ خورشید انجم نگاہ
 پر پرو فریب ل خاص و عام
 سبک سیر رہتی ہے بالائوب
 کسی سے وہ ہوتی نہیں آشنا
 لب آب ہم بھر سرتی نہیں
 پہنچتی ہے یکدم میں برباد ہاں
 بنی مالین اوس گلبدن کے لیے
 لگی بیٹھنے چوک میں بیٹھ کر
 بناتی تھی بیٹے پنبلی کے ہار
 جواہر سمجھتے تھے سب جو ہری
 قریب اوسکے رہتا تھا اک باغبان
 کہ تھا باغ شاہی کا وہ خلیفہ
 دریاغ رضوان کی سورج مٹھی
 سر گل چین میں جھکاتی تھی وہ
 ہر اک پھول و استہ دامن سو تھا
 ہوا خواہ مدد برکے یہ جان سحر

رفا و اہم غمخوار غم دیدگان
 انیس شبِ حیر عاشق نواز
 رفیقِ ستر دیدگانِ زمیں
 عصا سے زمانِ دستگیرِ جان
 رفو ساز و مرسم نہ زخمِ دل
 سبک رو تھی جو مشکلِ مرہمِ کمال
 پر نواز سے لیکے ز او سفر
 لبِ بحرِ سنتی تھی کشورِ جان
 کوئی شہر آباد روئے زمین
 دیارِ عرب سے عجم تک گئی
 تلاشِ کوئی ملتی ہے دنیا کی شے
 پھر ہی جب بہت مشکل گرد و آ
 کہ اک شہر ہے حسنِ آباد نام
 لبِ بحرِ خوبون سے آباد ہے
 جہازوں کا ہے جا بجایہ محوم
 تیانِ فرنگ و نیپہ میں جلوہ گر
 آفتنگون سے مانند برقِ طیان
 یہودی مجوسی نصارِ اتمام
 عیانِ ساحلِ آب وریا ہو وہ

کشفی و حسانِ رنجیدگان
 ہوا خواہ جانِ جانِ چارہ سار
 شفیق گرفتارِ رنج و محن
 پر بے پرانِ قوتِ ناتوان
 تسلی دہ خاطرِ مضطرب
 پہنچتی تھی کوسونِ بزرگِ خیال
 نبی بہرِ گلگشتِ بادِ سحر
 پہنچتی تھی مانند آبِ روان
 بچاؤ ہونٹھنے سے نہ او سنگین
 صبا بن کے باغِ ارم تک گئی
 مثل ہے کہ جو بندہ یا بندہ ہے
 کسی کاروان سے ملایہ نشان
 جہانِ رشک سے سین لاکھوں لاکھ
 جوابِ ارمِ رشکِ نوشا ہے
 نجل جس سے ہے ساحلِ بحرِ روم
 جو کرتے ہیں پانی میں پیدا شر
 نہنگون پہ رہتے ہیں آتشِ نشان
 جہازوں پہ ہیں جلوہ دارِ تمام
 بنارس لبِ گنگا گویا ہو وہ

میر شام بے یار ہی ناست لب گنگ امثل بنارس جہان وہین ہو گا اوس گلبدن کا وطن لگالا سے جو اس پتے سے خبر پلا سا قیادہ سے آتشین اور رن اوسکی مستی میں مثل صبا	اور اقی سے ٹھنڈی ہو کا مزا لے شہر ہرنگ باغ بہان کہ پھولوں کا ہوتا ہے مسکن چین کروں گی اوسے صاحبِ مالِ نذر جو ہو وار وئے در و جانِ خرین لگالاؤں رشکِ چین کا پیتا
--	--

جانا پیر زن کا پیر وی پیریزا و سحر حسن باد میں اور بیت یانا
مہر بانو کا زن کلف و سن ہو اور ملنا خلخال ز زمین نگار و مشوقہ
کی شنائیر اور کو شکم با ہی میں

لی بعدیت کراک پیر زن نظر باز چون شیشہ دور بین سبک و سبک خیز چاک و ان غزال سبک گام و شتِ خطا کشایش فہ غنچہ تنگ دل ہو اسے سبک خیز برق طیان خرد مند خوش طبع و انش پسند دو اسے تپ و ق علاج درون غدا سے بگر قوت جانِ خرین شفا بخش بیمار پشم صنم	جہان گرد سیاح و وزر من خندنگ کمان سیر باز زمین تنگ سپر ہوا گرد و روان سمند قدم باز با و صبا تنگفتہ کن خاطر مضمل سحابِ فلک سیر آبِ وان بر آ زندہ حاجت مستمند طیب دوا ساز و در و جنون ولا رام ہمدرد خلوت گزین سرور غم آلودگانِ ستم
---	---

غرض دلوں کیے خوشی سے بحال
شب و روز محفل میں اہل سخن
عجب جان فزا ہے سرورِ نعم
کبھی محفلِ عیش پر ہم نہو
زمین رونق آراؤہ رنگین عذار
چمن و سمن بو گل اندام ہون
خوش آہنگ باجے بجا کرین
لب آجھو صبح تک شام سے
چلو ایسی کثرت سے ہر دم سزا
سرزم ہر دم صغیر و کبیر
زمین سے ہوا پر اور زمین گلال
چلین نگ کی ایسی سچ کاریان
تن لالہ رو ہون یہ لیل و نہار
دم صبح سے بس یہی دھن رہے
دیا ہے دل شہ پہ جس گلِ نوداخ
ابھی سے غلامانِ شاہِ زمین
یہ سمجھا کے اوٹھی وہ ماہِ تمام
کہ ہے کس صدق کی ہیکتا گھر
پری خلوت کی آشنائی سو ہے

سنا کیجی ہر وقت بیٹھے خیال
غزلخوان رہیں مثل مرغِ چمن
کہ دم میں بھولاتی ہے پرستو نگار
گل و گل سے خالی کوئی دم نہو
دکھائیں جو باغِ ارم کی بہار
طرح وار رنگین دلا رام ہون
دلاویر نغمے سنایا کرین
اوٹھے موج گل شیشہ و جام
کہ لہریز ہوئی سے جامِ حباب
ملین چہرہ گلرخان پر عبیر
کہ ہو روی چرخ سیدہ فام لال
کہ رنگ شفق ہو زمین پر حیان
پڑے قہقروں کی سرزم مار
کہ ہر ماہ ہونی سے بھاگن رہے
لگاؤنگی او سکا ارم تک سر
بنین کیوں سفر میں غریب الوطن
خبر سب سے کردی یہ مشہور عام
جو کرتی ہے دریا پہ تنہا سفر
نرالا چلن سب خدائی سو ہے

اگر انکا چہر چاہی ہو خوب ہے کششِ رنگ کی سب کو مرغوب ہے

بیانِ راک و رانی

سنو مال کوں آج اور میگوئے گ	سری راک ہندول بھرون بہاگ
جو دیک کا چہر چاہی ہو شام سے	سحر تک کئے رات آرام سے
اوشے لطف سازنگ کاون کلو	الاپین وہ جنکے منجے ہوں گلے
بجائیں مننی خوش آہنگ چنگ	جمو سیدہ سازنگ یسی کارنگ
بستت اور پنچم سے ہوں جو خبر	رہیں صورتیں اونکی پیش نظر
گویوں کا کم ہونہ در سے ہجوم	رہے گور گند حارہوں کی ہوا
کد آرا کی دہن سب سنایا کرین	فلت پور بی توڑے گایا کرین
اوشٹائیں یہ محفل میں بگت رنگ	کہ چھا جائے مد بہات سو ہا رنگ
سدا چھیڑ کر مکھڑی اساور می	گلے سے بجایا کرین بانسری
شب بد میں شیریں لب خوش نوا	سنایا کرین ماروا پور با
کوئی گوند اپہن سنایا کرے	کوئی گوجری گوری گایا کرے
کوی گائی شکیت کلیان بہاگ	کوی گائی کھماج و حورید پھما
کوی گائی ناگیسری کا نندرا	کہ محفل بنے ساری اندر سجھا
عجب اگنی اک ہر شک پری	دہنا جسکے آگے پیچھو بڑی
اس انداز سے اور ہی دوسری	کہ پہلے ہے رام او سکے اگر کلی
اسی طرح ہے تیسری خوش حال	کلی جسکے پیچھو ہے پہلی ہے مال
زیبائی کروں منہ سے کب تک	کہ ہیں بھارجو انکے بے انتہا

اکیلی تھی کشتی پہ بے نا خدا
 مگر جس عصمت کی تھی وہ گھر
 دکھا کر مجھے لطف چاہ و دقن
 لگاتی جو کاشش اور تیرنگاہ
 کئی دن لب آبِ مزار با
 نہ آئی پھر آبِ روان پر نظر
 عداوت سے دیکھیں یہ پیر فلک
 پر نراو نے شکے سارا بیان
 خیالِ غم و لر با چھوڑے
 پھلاوے پہ دنیا وال چھانین
 بری پر کوئی دل نہ صدق کرے
 عبث او سکر پیچھے پھر و گر بلاک
 بدل ایلے یہ فقیر نہ بھیس
 نہ پڑے ابھی ایسے کھڑک من
 غضب جان گدا کھیل الفت کا
 بسر کیجیے خیریت سے بہین
 ہوا کو سے مٹھی میں لانا محال
 پری سحر کی الفت ستانی ہو دل
 جو چھہ راگ چھتیس بہین راگنی

خدا جانے تھا اس میں سہارا کیا
 چورانی تھی نا آشنا سے نظر
 کئی تشہ لب جھوڑ وہ گلبدن
 نہ کرتا کہی اوٹھ کے پانی کی چاہ
 دم سرد سے آہ مجھ تر بار با
 خدا جانے تھی کس صدف کی گھر
 جھکاتا ہے گھر گھر کوہین کتبلک
 ہوئی پھر لب تر ہو یوں کلفشاں
 جنون سے نہ بہو وہ دل ٹوڑے
 کہ چھٹتا ہے انسان کو ہر کسین
 جو دیتا ہو جی آدمی پر مرے
 ہوا نکل گلشن کی چھانوگی خاک
 سنا کیجئے ہر تلانہ و یس
 تپ برق ہو عشق کی لاگ میں
 پڑا راگ لا محبت کا سے
 وفا وار ہوتی بہن پر یان کہن
 اوڑا دیجیے دل سوا سکا خیال
 بڑھاتی ہے کلفت گھٹاتی ہو دل
 خوشی سے یہ کھتی بہن لکو غنی

غمِ عشق ہے وہ محیطِ بلا
جنوں بحرِ موج ہے بیکسار
سلاطین پر ہے پھیلا ہوا
مصیبت تل و قیس و سرِ باد کی
پریزاد جو از رہ و لبِ رمی
ہوئی باادبِ شہ سے یوں گلشنِ
و باطبعِ نازک کو کس نے ملا
اگر پاؤں سوزِ درون سے خبر
دواسے ہی ممکن کہ ہو جائے کم
کہا شاہزادے نے کہ انہی غمگسار
قلق سے بہت درد ہو گا مجھے
مرے زخمِ خندان کا وہ نگہ ہر
شبِ روتہ ہوتا ہے روتا نہیں
پچھو لوں میں دانی ہیں انگور کر
مگر تو جو ہمدرد و غمخوار ہے
کہ اک دن وطن میں لب جو بار
اوسے وقت بالائے آبِ وان
سوار اوس پر تھی ایک ہرچین
سہی ہر دباغِ جوانی تھی وہ

ہزاروں گئے اسمیں ٹوبہ آشنا
عرب سے عجم تک ہو جسکا حصار
اوچھلتا نہیں اسکا ڈوبا ہوا
بجائے دلیل اسکے بیداد کی
بجائی تھی رسم و ناپوری
کہ غمگین ہے کیوں خاطرِ شمع
جو زلفت پریشان کا ہر رخ چال
کروں دفع میں پیروی سب
زبان بند رکھنے سے بڑھتا ہر غم
سناؤں اگر اپنا احوال زار
بڑھیکا اسیدم سے کھٹکا مجھے
کہ ہر دم مری عاقبت تنگ ہو
رفتار سوزن سے ہوتا نہیں
نمایاں ہیں آثارِ ناسور کے
بیان سے نہیں مجکو انکار ہے
سرشام میں کھیلتا تھا شکار
ہوئی ناگمان ایک کشتیِ عیان
صفائی سے تھا جسکے مہم
گل گلشنِ زندگانی تھی وہ

بوستان راحت

قصہ شاہزادہ نین

ملا بے نشانوں کا دم میں نشان
ویا پھر خدانے وہی اوج موج
نئے سرے آباؤ گھر ہو گئے
پڑی تھی جو خاموش شمع لگن
بدستور سابق در شاہ پر
پلاسا قیام کو صبا ہی عیش
کروں مستورے میں سیر و یار

پھر ہرے علم کے ہوئے پھر عیان
ہوئی جمع پھر موج و موج فوج
چراغوں سے برج قمر ہو گئے
زبان بن گئی پھر سر انجمن
لگی بجنے پھر نوبت آٹھون پہ
کہ آئے نظر ہر جگہ جاسی عیش
سنوں جا کے کیفیت شہر یار

مستعد ہونا پر پیرا و کا واسطے
راگ راگنی کا واسطے دل چسپی شاہزادے کے

کروں کیا بیان شاہزادہ کا حال
مہیا تھا ہر چند ساز سرور
منقہ خوش آہنگ شیرین ہن
قبائے زرافشان کلاہ بلند
شکر شیر حلوا غداؤ لطیف
خیال منم تھا جو پیش نظر
رہے شاد و بے باوہ میخوار کب
کسیکو نہ سید فتن کی ہو چاہ
پڑ آسید بے آب ہی یہ کو ان
کبھی مثل ہاروت مائل نہ ہو

گذر تا تھا جو اس پر پنج و لال
می و شیشہ و نقتل جام بلور
پری چہرہ و لبند شکر شکن
سر پر روان فیصل قمازی ہمند
طعام ہنیں میوہ ہائے لطیف
نہ ہوتا تھا مایل کسی چیز پر
خوش آو شب ماہ و یار کب
یہ ہی چاہ بابل خدا کی پناہ
بنے کس لیے یوسف کاروان
کوئی قید سے چاہ بابل نہ ہو

گرونگا غلامی تمھاری مگر
 پہلا کر مجھے ابھیوان کا جام
 اگر از روالتفات و کرم
 نئے سر سے پھر شہر آباد ہو
 کھڑے ہوں مقابل سے سر و لب
 درختوں کو لالا کے سب باغبان
 کہ ہوں قیصر روم و مغفور چین
 جسے لطفت سبزے کا چاروں طرف
 سجے جائیں جھاڑوں سو سارے
 مزہ جشنِ جسم کا جسے چار سو
 گلابی می سرخ سے ہر زمان
 پھر سرخے گل سے ناب پر
 لب جو بچے رات دن جل تریک
 مزہ و خستہ رز کا ہر سو رہے
 وہ بے درد ہو کنٹرون میں تیرا
 غرض اب کئی عیش و عشرت میں
 رہی شام سے صبح تک مہوم و دھما
 جو تھی شاہزادے کی بہت بلند
 کیا تھوڑے عرصے میں وہ اتنا

نہ رکھو نگا شاہنشاہی پر نظر
 بنے آپ خضر علیہ السلام
 جمائیں یہاں کچھ دنوں تک دم
 جواب گلستانِ شاد ہو
 لب جو بنے باغ قیصر پسند
 کریں باغ طیار ایسا یسان
 دل و جان سے اوس باغِ خوشہ چین
 کرے طعنے نمل پہ رنگِ علف
 فرح بخش بنجائیں سب کو ٹھیک
 بنیں و نقِ بزمِ جام و سبب
 دکھائے بہار گل و ارغوان
 بٹسے کرے طعنے سرخاب پر
 بنے قلقل شیشہ آواز چنگ
 روان کشتے لب جو رہے
 کہ ہو جام سے ساغر آفتاب
 دوبارہ مجھے دی خدا فیضیات
 نہ لے شمع سان کوئی روزِ کانا
 ازل سے تھا فرزانہ و ہوشمند
 کہ حاضر ہوئے اے سب خاص عام

ہزاروں ہی صدمے جگر پر دیے
 نہ خود گندم و جو سے رکھتا تھا کام
 فقط گھاس تیا تھا کھانے کو روز
 سدا بے شک شہیر مرقی رہی
 ہمیشہ ہی مثل شمع لگن
 بجائے سمور و حریر و کتان
 جو تھی ننگے پن سے مجھ تنگ عار
 کھڑے ہیں جو یہ بچتین دو بدو
 دکھایا مجھے پھر سوا وطن
 مسیحا صفت از رہ التفات
 دیا تھا مجھے جس نے رنج گران
 جہان جانہ سکنا تھا کوئی بشر
 وہاں بس گئے بازو طاؤس و زلف
 فرستادہ خضر ہیں لا کلام
 شتابی سے اوٹھ کر قدم لیجیے
 سنی سرگذشت اپنی جسد تمام
 سمجھ کر او نہیں عیسیٰ چارہ ساز
 لطافت سے واکر کے درج وہاں
 کہ ہوں گرچہ شایر ہنشد نامدار

ترستی رہی آب و نان کر سیلے
 نہ مجھ کو دکھاتا تھا روئے طعام
 ترستی تھی ایک ایک آنے کو روز
 نمک کے لیے شور کرتی رہی
 کف دست میدان میں عریان ہر
 سر لشکون سے اوڑھتھی آہ و ن
 چھپاتی تھی تیون سے جسم تار
 انہیں نے بچائی مری آبرو
 بسا یائے سر سے اوڑھتا چین
 دوبارہ شہنشاہ کو دی پھر حیات
 کیا اوس شکر کو بھی بے نشان
 بشر کیا کہ جلتے تھے پریون کے پر
 درختوں پہ ہتے ہیں خوش باغ باغ
 کہ پاس انکو ہے آجیوان کا جام
 کمر بہر تسلیم خم کیجیے
 ہوا سینو چہر او نکا دل ہو غلام
 بجا لایا آداب عجز و نیاز
 ہوا شکر منت سے یون و زلفشان
 میرا مصر و کنعان ملک ہو حصار

گئی ٹوٹ دیوار و در کی کمر
وہ دن تھا غصہ بے نچ و آفت گمان
ہوئی شہر میں بتری استقدر
بچو جو وہ باہر روان ہو گئے
گئے بھاگ شمشیر زن پہلوان
جماعت جدا ہو گئی فساد و فساد
پڑی ہار کی کار جو بے سبب
ہوئی فوج کے لوگ بیدار بہت
ہزاروں سپہ سالار شمشیر زن
دلیرو غاثر کرم و مخط
غزال ختن کر گدن شمشیر
ہوئی اوس پلنگ مانس ہلاک
نہ چھوڑا کہیں لوٹا یون کا پتا
نہ نسرن کو چھوڑا نہ شمشاد کو
شہ نو کو بھیڑے کے جانی گزند
رہا جیت کوئی مراسر پرست
اوشا کر مجھے مثل گل ہاتھ پر
ویا دو برس مجھ کو رخ عظیم
کہوں کیا جو مجھ پر مصیبت ہی

ستون بن گئے جھک کر محراب
مصیبت صعبت قیامت کا دن
کہ سب ہو گئے ڈر سے زیر و زبر
در و بست خالی مکان ہو گئے
جمافوج میں بتری کا نشان
ہوئی پھوٹ کر جاگ سو ہو پیر کن
ہوارینگ بد رنگ لشکر کا ب
پلٹنا تھا پانسے کا مشکل بہت
کہا نذر حصار ناوک منگن
سیہ فام رنگی قومی دست پا
سیہ گوش گرگ کہن گور خر
بنے مردہ در گور سب پر خاک
غلاموں کو پیسا پر تک حنا
نہ نازک بدن کو نہ فولاد کو
دکھایا تھا جنت کا قصر بلند
جدا ہو گئے بار و پا و دست
اوڑا لیکیا قصر سے بخاطر
فقط حافظ جان تھا رب کریم
شب غم کی ہر وقت شامت ہی

جو چیتو کی ہوتی ہر تیلی کمر
ملی بجا گئی کی نہ مہلت او نہیں
چھپے غار میں انوارِ دے
غضب کی تھی چاروں طرف بسکدیا
کیا آسمان پر جو شور و خروش
کیا طایران ہوا پر عمل
گر جتا تھا مانند رعدِ ہند
فلک پر پریشان ثوابت تھیں
کمال اوسکی زو زون پہ تھی شہری
یہ تھا خوف سے حالِ خیرج برین
اوٹھاتا تھا جسمِ صدامی بلند
جہان تک تھی محلون کو دیوار و
ہوئی آستان بوسِ دیوار و بام
چھتوں پر ہوا بار کوہِ گران
مکانوں میں و سدن تھی کھل
اوٹھانے جو زنجیر کا ناگمان
یہ صدمی میں سب مبتلا ہو گئے
ہر اک در پہ تھی آفتِ رستخیز
مورے نشانِ سیکڑوں نشین

بلنگون پہ سو تو تھے آٹھو پہر
ہوئی اور بھی سب سوز و گداز
تہ سنگ مرمر کے بیدم سے
گئے دشمنی بھول طاؤس مار
اور عجز و باز و شاہین کوش
گئی جانِ زاغ و زغن کی زکل
سرافیل تھے دم بخود چرخ پر
قیامت کے آثار ثابت تھیں
بدن پر تھی خورشید کو تھر تھری
لڑتی ہو جیون لڑنے میں
پہونچتا تھا برجِ حمل تک گزند
خلل آگیا سب کے آثار پر
کلس گر پڑے گنبدوں کو تمام
ہوئی جھک کر شہتیر چوب کمان
کہ تھی ہر گھڑی پر مصیبت کڑی
ہوئیں چور کھٹکے سے سب جوڑیاں
کہ چوکھٹ سے باز جدا ہو گئے
پچاتے تھے او ترنگ شور پرین
جو باقی ہیں تھوڑے وہ ہیں زمین

کمان پاؤں جو منہ لگاؤں دے
 رہوں خبیث تک شوق سے لب لب
 ازل سے جہان میں ہو تو قیر سے
 نہیں نقص اس میں کسی روسی سے
 بھاتی ہو دم میں شکست جنگ
 بہر کیف پینے میں ہے خوشگوار
 ہوا جب پر نیراد پر یہ عیان
 شتابی لمبوں سے قدم چوم کر
 کروں گز خرابی یہاں کی بیان
 کہ اک یو بد خصلت و زشت فام
 سر شام مانند دو سیاہ
 کیا اس قدر رعد سان شور و شر
 یہ ناخن سے کی اوس زرافت بیا
 نہ ہاتھی بچے اور نہ گھوڑی بچے
 پانگوں کی جان اوس سے گھر گئی
 پڑے تھے جو بے بس کٹر و نہیں
 لگا مارنے سب کو جو بے خطا
 شفا لون کے طے اوڑھی ہو شکے
 ہوئی گور کی سب سے مٹی خراب

عروس شب فتنہ نباؤں دوسر
 کروں دلوں ہمد و شش و شش و شش
 ہر اک شے سے بہتر ہر تاثیر سے
 فزون نفع میں نوش و اروس سے
 کہیں ہو میانی سے ہو خوشتر
 جو نقصان سو فائدہ میں ہزار
 کہ ہے سخت حیرت میں ایمنہ سان
 کہا اے مرے شاہ عالی گھر
 تو ہوں گے ملول اور شاہ جہاں
 جفا کار خوشنوار ہل تھا نام
 در آیا و جوان بگی روزن کی راہ
 کہ شوق ہو گئے سب مکانوں کو در
 ہوئی شیر نر در و میں مبتلا
 گئے بھاگ کر سون جو تھوڑی بچے
 تن گور پر مرنی چھا گئی
 ہوئے خود بخود مر کے مٹی کے چھیر
 غزالوں فری راہ و شت خطا
 اوٹھ کر کان و ہشت و خر گوش کے
 فشارِ لحد کے اوٹھائے عذاب

جہاتی تھی محفل میں رنگِ نعم
ترقی پکڑتے تھے سب اک رنگ
کیا اوسکو زندوں نے بدنام
جو درپردہ لے لے کر رہے نام
حقیقت میں کرتے تھے بدستیان
زمین پر ہیں یا آسمان پر ہیں ہم
نہ مسجد نہ کعبہ سے رکھتے تھے کام
اگر پاس حرمت کا رکھتے خیال
مجھ جھکے نہ شیخ و برہن کبھی
سدا منہ لگاتے صفائی سے روز
پری سے تھی وہ مجھ کو بس لپیٹ
کہ ہوشم صہبا پرستان نہ ہو
نہ چھٹیری او سے بے محابا کوئی
یہ نادان لڑکپن سے بہوش ہے
نہ لگجاو حرمت میں بٹہ کہیں
کہیں نہ گروں کو نہ دوسرے بہری
سیاہی کی سونے پیمت ہو کیوں
یہ رنگ کیوں سرخ کندن بنو
مرے درد و لگی تھی میٹھی دوا

بڑھاتی تھی عشرت گھٹاتی تھی غم
خوش آتی تھی مستون کو اواز
ہو میر بدگمان اہل اسلام
کبھی نہ اہد و پیر نہ تھی حرام
نہیں سوچتا تھا کہ ہم ہیں کمان
تہ خاک یا لامکان پر ہیں ہم
سوئے میکہ پہ پھرتے تھے سلام
ہر اک قوم کے واسطے تھی حلال
کراہت سے دھو تو نہ دامن کبھی
اوڑاتے مزے آشنائی سے روز
میں شیشے میں کھتا تھا اس ہوش
سرزمین ہمدوش مستان نہ ہو
لگائی نہ دامن میں دہیا کوئی
جوانی میں اب بر سر جوش ہے
خیال اوسکو کھوئے کھری کاہنیں
بگڑتی ہے ٹانگے سے چاندی کھری
کسوٹی پہ گھسنے کی نوبت ہو کیوں
گھوٹائی سے بد روپ اہن بنو
کہ تلخی تھی اسکی بہت خوش مزاج

بیٹے نے پائے کہاں بال و پر
 کیا دختر ز کو شاید حلال
 برابر محرم سے ہوتا اک بین
 وہ گل رنگ انگور گی جان تھی
 گل سرخ سے تھی کہیں خوب تر
 بلو تکو بنا تی تھی سرخاب وز
 روان بخش تھا اوس شہبش و کاو
 فدا طون صفت وہ گل شریکین
 فقط چاندنی کے سوا ایک بیک
 کالے نہ مثل پر ہی پر کبھی
 سدا قید شیشے کے اندر رہی
 نہ بدظن نہ بدخونہ تھی خجک جو
 نمون میں وہ پھرتی تھی آنکھوں پر
 صراحی کی گردن مڑوری کہاں
 نہ کشتی کو صر کا جھونکا دیا
 نہ شیشے کو پتھر پہ پکا کبھی
 رہی طرف شکنی سے ہر وقت
 وہ شیرین صفت خوش ہر جام تھی
 ملا تی تھی جب نہ جینو نسو لب

گئی اوڑ کے مثل کبوتر کدھر
 کہ تھا محتسب و سکا دشمن کمال
 عجب کیا جو چھینکا ہو خاشاک میں
 بلند اوسکی ہر پھول سرشان تھی
 سرا سر تھی خون کبوتر میں تر
 کھلاتی تھی ہونٹوں سے عنایت
 نہ تھی قم سے آواز قتل کی کم
 ہمیشہ رہی شرم سے خم نشین
 نکلتی نہ تھی دھوپ میں بے وجہ
 گئی اوڑ کے خم سے نہ باہر کبھی
 مصیبت نفس کی برابر سہی
 کہاں اوسنے توڑی ہین جام و بوم
 جو کم ظرف ہوتی تو دیتی ضرر
 گلابی سر بزم توڑی کہاں
 نہ کاٹا چھری سے کدو کا گلا
 نہ بوتل نہ کنٹر کو توڑا کبھی
 کہاں کر دیڑ چور جام بلور
 سدا عہد ختم سونیکو نام تھی
 چمک اور اومتی تھی بزم طرب

پہن ہو گئی یک بیک کیوں اوجھا
نہ زکس نہ ریحان نہ جوہی کو حیل
زمین پر مرا گھر تھا برجِ قمر
جلال سے چمکتا تھا آئینہ وار
کنول جھاڑ فائوس سے سب مکان
یکایک ہوا مای کیا انقلاب
ہوئی پست کو ٹھون کی تعمیر کیوں
درون پر انبار خاک زمین
چھتوں سے برتنی ہو خاک ستم
بنے ٹھانڈے گردن کو تھے چار سو
بھی تھی مصفا ئی چاندنی
ہوا ہو گئی شیرِ قالدین کدھر
نہالی نہ تو شک ہو زیبِ لعل
سہری چھپ کھٹ کے گدی تمام
کمان چھپ کے تارِ نظر ہو گئے
جگہ تھی جانِ شیشہ و جام کی
غضب ہو کہ قصر اوسکا مسکن ہوا
نہ اربابِ محفل نہ سازِ سرور
بھری تھے صبوحی ہو جام و سبو

نہ سہدی نہ سنبھل نہ سیلے کی جھا
گنو باغبان کیا لکانے کو بھول
ستاروں کی پڑتی تھی جیسے نظر
تھا نام کو بھی کسی باغبان
منور تھا مانند قمرِ محبان
درہوئین کی طرح ہیں جوئی آب و تاب
کمان ہو گئی جب کہ شیشہ کیوں
چھپو ہیں تہ گرد نقش و نگین
کھلا ہے ہر اک جا پہ بابِ الم
زمین پر تھی قصرِ مہر ہو ہو
خجل جس سے تھی جانک چاندنی
کہ آتی مین نقشِ پا بھی نظر
تہ گرد ہے چادر گل کارنگ
کناروں پہ تھا جنکے سونے کا کام
مرے سخت بیدار کیا سو گئے
خوست ہو جند بد انجام کی
بجائی ہما سایہ افکن ہوا
نہ بوتل نہ شیشہ نہ جامِ بلور
ہو کی کیوں تھی ہو کر بے آبرو

اٹھی ہوا کیسا مرا تحت تاج
 بدن زور غم سے گھٹا کس طرح
 پیرا گندہ زلف ساسل ہو کیوں
 سبکو و شش بار گران سے تھا میں
 مشیرون سے خالی ہو کیوں انجمن
 گھر فوج و لشکر کے افسر کہاں
 نہ آواز نوبت نہ بانگ جرس
 نہ ارکان دولت نہ سامان جاہ
 دیا کس نے چوب گران کا گزند
 موزن گھر مسجد وں کر کہاں
 چمڑی پھر گئی یک بیک سب کیا
 قدم باز گھوڑے سے مرو کیا ہوئے
 سمندان خوشہ رنگ چاک سوار
 قومی دست و پاشیر فر کیا ہوئے
 عجب کار خانے کا بگڑا ہے رنگ
 مرے ہاتھیوں کو بنا کر گھٹا
 کہ شوکت سے تھی مثل کوہ متین
 خوش انداز طاووس سن رہا
 کہاں پای شہباز و شاہین کے پر

مرا حال کیونکر پریشان ہوا
 بڑھے ناخن دست و پا کس طرح
 شکن سے ہرک بال میں بل ہو کیوں
 برمی ہرگز ند جہان سے تھا میں
 اندھیرا ہو گھر گل ہو شمع لگن
 نشان و علم کا جو گم ہو نشان
 نہ فریاد و رباں نہ شور و حس
 نہ ماہی مراتب نہ فوج و سپاہ
 کہ ہو طبل جنگی کی آواز بند
 اذان سے نہ مرغ سحر کا فغان
 کہ یہ وقت البد و اکبر کا تھا
 کہ ہر مثل صر صر سبک پا ہوئے
 ہو ڈر کس طرح اشتہر بیمار
 ہر ن کر گردن گور خر کیا ہوئے
 پلنگوں سے خالی پڑے ہیں لنگ
 اوڑا لیکٹی کیا فلک پر ہوا
 گران میخ و ایمان رو و زمین
 خرامان تھے چار و طرف کبک و ار
 گئے اوڑ کے ماتہ غنقا کہ ہر

اوٹھائیں جب آمینِ دم سر دے
 کہ بہرِ خدا اب کرم کی نطفہ
 پریشان ہے دل گریہ ماہِ سحر
 پڑا ہے جو یہ نو سالِ حین
 مزہ ہوا اگر تازگی پا سے پھر
 نہالِ حین پھر نثر سے ہو
 یہ سنتے ہی وہ خضر عیسیٰ خصال
 دیا جیسو پانی بدن پر چھڑک
 ہوا زندہ لیکن منتھا ہوشِ تن
 لگا سوچنے دل میں یوں بار بار
 لگے ہیں یہ طرار رہزن بڑے
 ہوا کے ایدہ آتے اور تھر تھوڑے
 محلِ تھر مرے بے ستون سر بلند
 تعجب سے کیونکر بیان آگئے
 مرے در کے دربان تھر وارِ حشم
 کئی دن کو جا کر تھر کیا سو گئے
 مکانِ تھا مرا آفتونِ سبیری
 در آئی درونِ محلِ کس طرح
 کند ہوا کس طرح ہو گئے

کما شہ نے پر حجبِ ان گرو سے
 تن مردہ پر آبِ حیوان سے کر
 چھوڑا دے اسی در و جانکاہ سحر
 تن افسردہ مانند شلخِ کین
 ہر آبِ حیوان سے ہو جائے پھر
 گلِ اشرفی جامہ زر سے ہو
 ہوا مہربانِ عاطفتِ سو کمال
 وہ بوسیدہ سہر جی اوٹھا ایک نیک
 کہ جیون چو کر ہی بھولتا ہرین
 یہ بین کون قزاق بیگانہ وار
 جو ہیں قصرِ شاہی کے اندر گھر
 جو آئے تو بس دم چورائے خموش
 نہ بیمِ رسن ہر نہ خوفِ کند
 کہاں نرو بان برین یا گئے
 منتھے و بد بے میں سکندرِ نسی کم
 یہ غفلت کہ سب بیخبر ہو گئے
 نہ تھا جن کا قبضہ نہ دخلِ بری
 ہوئیں شکلیں انکی محلِ کس طرح
 رسا مار سا کس طرح ہو گئے

گرج رہا ہے گیا وقت خواب
 اوٹھو پھر گلے سے لگاؤ مجھے
 بھری منہ میں ہے ایک کیا نیا
 اکیلا مرا جی اندھیرا ہے گھر
 کہ جب خواب میں پیچہ پائیے
 کٹھن ہاتھ چرخِ تنہا کے
 کہ توڑیں مرے ہاتھ کی پوریان
 فروں جنکی بجلی سے تھی بے تاب
 مجھے بالے پن سے تھیں طبع جان
 پڑتا ہے دل مچھلیوں کے بغیر
 گلابی مرزا فشان میری کرتیاں
 ہوئیں ہار نامہ مومن کو نصیب
 جو امر نزلے نئی شان کے
 ملا تھا ماہِ جمادی سے لے کر
 مرا طوق تھا بالہ آفتاب
 کہان کھو گئی ہاتھ کی آرسی
 مرصع تھیں میری جہانگیریاں
 پری بند و تعویذ و جو شمن تمام
 پری کی طرح گرم ہوا کا نشان

کھڑا ہے در شاہ پر آفتاب
 بہت رو چکی ہوں منساؤ مجھے
 جو کھل کر نہیں مجھے کرتی ہوتا
 پلنگوں پہ کیونکر کروں گی بسر
 پلنگوں کی صورت چبا جائیے
 تھکیں پاؤں اس گرم زقار
 مٹا یا جہان گیر یون کا نشان
 ہوئی میری پوشاک ساری خراب
 کہان کھو گئیں کان کی بالیاں
 کہ حاصل تھی برق درخشان کی سر
 جو تھیں وہ بگمان سے نہاں
 فرسے لوٹتے ہونگے گھر میں قریب
 مہیا تھے کانوں میں ہر کانے
 جھپکتی تھی بجلی کی بالوں سے آنکھ
 ستاروں سے بالا تھی جگنو کی تاب
 کہ منہ دیکھنے کو ترستا ہے جی
 طر مدار مرغوب نورِ جہان
 پچاتے تھے آسیب ہی جو دام
 ہوئے جلوہ دست بازو کہان

بوستانِ راحت

۴۴

پکڑ کر رہے غمگساری سے ہاتھ
وہ آیا پھر اک قصہ زیر نگاہ
جواہر میں سرتاپا غرق تھا
یہ رفعت سے موتا تھا او سکریاں
پڑا اوس پہ تھا اک جوان مرد
بدن گو تھا پڑ مردہ سرتاپا
عقیق میں لو لوے آبدار
سب انداز شاہی کے تھ جلوہ گر
کلاہ گداگر دھواری سے تھا
وہین کا تھا وہ شاہ دار حشم
اوس کی تھی بیگم یہ نہ رہ جین
وہ لاشا جوان تخت پر دیکھ کر
ترقی پہ سوز و فغان ہو گیا
ہو کر چشمِ روزن سے نور و ن
سرفش پر رکھ کے سر و مہم
میں روتی ہوں کبھی کبھی شمع و آ
تمہیں پر تھی زیبا جہان پروری
بس اب سو چکے رخ اید پرچہ
کبھی ایسی سونے کی عاوت تھی

قصہ شایہ زادہ فستق

چلا اور جانب رفیقوں کے ساتھ
جہاں تخت شاہی کا تھا جلوہ گاہ
بیاضِ سحر مطلعِ شرق تھا
زمین پر بھی ہے کرسیِ آسمان
شہیدِ دستِ چرخِ کمن
وہ برین تھی پر نیانی قبا
چلتے تھے بازو پہ غور شیدوار
فقط تاجِ زمین نہ تھا فرق پر
نہ رنگ بے آبداری سے تھا
سرتاجدارانِ ملکِ عجم
برزا و معشوق کہ نازنین
لگی پینو اور ماتم سے سر
غراخانہ سارا مکان ہو گیا
چلنے لگے ابرقی سیابان
یہ کرتی تھی رور و بیان الم
زرا اب تو جاگو مرے شہر یار
کہ بگا مری کون جان پروری
مری بیگم پر نظر کیجئے
نظر بند چشمِ مروت تھی

اچھی مراد و کھجور لایا گیا کون
 نہ نرسین نہ نرس نہ ناز کیدن
 جلا کر جو کوٹھے پہ رنگین کنول
 کمان سے نظر آیا پھر گھر مجھے
 فلک کاش مجھ کو نہ لانا یہاں
 کمان ایسی قسمت جو پھر پی کرے
 خواصوں کے ہاتھوں میں ہو میرا
 چراغوں سے روشن ہوں متباہان
 بڑھے شمع سے فرشِ قالین کی آب
 وہی و حوم ہو پھر درِ قصر پر
 صد کوس کی جا لے کر وں تلک
 چمن میں نے ہاٹھبان یک قلم
 سر دست لاؤں میں کیونکہ یقین
 نصیبو نکاب جاگنا ہو محال
 جلانا ہے مردے کا دھوا سجت
 مسیحا سو جاتا مراد وں دل
 جب اس طرح غم سے وہ خشک
 تلاطم و جھٹا چشم پر آب میں
 اوسیدم شہنشاہ گرد وں سیر

یہ او جڑا ہوا گھر بساے گا کون
 نہ سنبھل نہ سوسن نہ گل پرہن
 دکھائیں گے لطفِ چمن بر محل
 کیا دروین اور شش در مجھے
 جولا تا نظر میں نہ پاتا مکان
 سنون نعمت بر لب و چنگ نے
 پھرون مثل کبک درمی ساتھ تھے
 بنے رشک خورشید منزل مکان
 بنو چاندنی چادرِ مہتاب
 بنے نوبت عیش آٹھو پہر
 دہل جاتی دون دون ہو کاخ
 بھریں آگے پھر نہ ہالوں کا دم
 کہ آتا ہو پھر وقت رفتہ نہیں
 یہ باتیں ہیں سب میری خواب خیال
 کہیں سیر ہوتے ہیں سو کھجور
 سو وہ چرخ چارم پہ پستقل
 بنی شمع گریبان درِ قصر پر
 لگے دھوبنی غم کے سیلاب میں
 ہوا صورتِ ناخدا دستگیر

بلبل کے گلشن میں تھر تھر چھپے
 ہوئی غرق جسم تحسیر کمال
 دلوں کو جلاتا ہر حسرت کا داغ
 کہان چل بسے باغبان باغ کو
 عبت آ کے شہر خموشان میں ہم
 نہ کابل نہ ایران توران ہے یہ
 نہیں جن سے گھر بیٹھے جیتی تھی جان
 پھر وہ جب بہت چار سو در بدر
 فلک پایہ تھا ہر ستون مکان
 وہ متابیان خوشنما تھیں عجیب
 مگر تھا سہرا پا او جاڑا سفدر
 تمایان تھر اتار شامت تمام
 جھڑو کھر تھے سب مسکن زراغ و بوم
 محل اپنا پہچان کر وہ نگار
 شہ نو جوان دیکھ کر اوسکا حال
 کہ کیونکر ہوئی یہیری در و مند
 ورون سے عیان غم کے آثار ہیں
 ہر اک برج اسکا ہر برج محل
 شتم ہو بنا کر بگاڑا اسے

نہ کبک خرامان کے تھر تھر
 یہ رنگین حین کیون ہو پایا مال
 کیا کہنے اس شہر کا گل خراغ
 جو گلبن نشین ہوئے زراغ کے
 پھنسے رہے کونج زبدان میں ہم
 پرستان ہر ملک دیوان ہے یہ
 وہ چھوڑینگے کب جیتی جی اب یہاں
 پڑی ایک قصر بن پر نظر
 نمایان تھی کوٹھی سے سیر جہان
 کہ خورشید منزل سے تھیں تھر تھر
 کہ روتے تھے ماتم سے دیوار و در
 خرابی کا عالم تھا بالائے بام
 نحوست کی مہتابیوں پر تھی دھوم
 لگی روز بے ساختہ زار زار
 ہوا در و خاطر سے منظر کمال
 جو رفعت میں ہو سیتو نے و چند
 خس و خوار ہو کھٹ پہ انباہین
 فلک سے تھا احتمال خلل
 بیابانے بدتر او جاڑا اسے

پر نیراد کو ساتھ لے کر بہم
 پھرے جب بہت صورت گردا گرد
 ہزاروں مکان مثل ملک قریب
 عجب خوشنما صحن بازار تھا
 وکانین تھیں کان جواہر تمام
 مگر گم تھا نظروں سے مثل پری
 پریشان تھے سب یہ بونقد و سیم
 خرابی سے ماتر زخیم کہن
 زمرہ کے سبزے تھے خازنگاہ
 فقط کمر باہی نہ تھا زر و گون
 تباہی برستی تھی کچھراج پر
 جواہر تھے بے جوہری سب خراب
 عجب ہو کا عالم تھا اوسجاوہان
 نہ سودے کا چرچا تھا بازار میں
 وکانون میں تھا گو کہ آثار مصر
 ولورایگان جنس بازار تھی
 گذرنا اگر یوسف کاروان
 ورشہ سخت احد سے زیادہ تباہ
 یہ باجون کی بگٹی تھی نوبت وہان

چلے جوانان عالی ہمم
 نظر آیا ایک شہر مینو سواد
 بنے تھے سر راہ پاکیزہ رنگ
 کہ خوبی سے شک چمن رایتھا
 زرو لعل و یاقوت سے لالہ قام
 نشان فروشنده و مشتری
 سرشک تھیان تھے ویرسیم
 لمور و رہے تھے عقیق مین
 ٹپکتے تھے فیلم سے انس و سیاہ
 تپ غم سے تھا خشک جان کا تپ
 زبرد کی حالت تھی اوسگس تر
 نہ موتی نہ ہیرے مین تھی اب و تباہ
 کہ پیدا نہ تھا آدمی کا نشان
 نہ شور نہک تھا نمکسار مین
 ہر اک سودورویہ تھا بازار مصر
 کہ محتاج دست خریدار تھی
 نہ ہوتا خریدار کوئی وہان
 نہ فریاد و رس تھی نہ فریاد خواہ
 کہ تھا سرنگون کوس گردون نشان

ملا جا کے پہلے پر نزاو سے	کہ بالاتھی قامت میں شمشاد سے
او سے ساتھ لیکر گیا پھر او دہر	پڑا تھا جہان ظالم خستہ سر
نتہا گرچہ مطلق گسان زیان	سر اسر سکتا بیجان مگر گرا
مگر دیکھ کر سب او سے کھو گئے	تپ خوف سے نیچان ہو گئے
یلا ساقیار وچ پرورشہر	کہ آباد ہووے گا شہر خراب
مسیحا مروجہ من بن جاو تو	مرہ زندگانی کا دکھلاے تو

پہونچنا شہزادو کا مسکن پر نزاو میں دشت پر خطر ہو اور جلانا
میں نو چھر کا بدو کاری پر جستہ سیر سے

کیا جب عدم کو وہ شیر زیان	ہوئی بے خطر حاشا طرشتہ بان
بسا دشت سارا دو دو دام سے	لگا سونے خرگوش آ رام سے
شلنگون سے سب ہوان خطا	لگے چو کڑی بھرنے پھر جا سجا
کھلی راہ بن میں چراگاہ کی	بن آئی بز و میش و رو باہ کی
جو تھی صورت مردہ افسردہ تر	نئے سر سے پھر جی اوٹھے گور خر
ہزبر و تکی مسکن شہستان ہوئی	نئے سر سے آباد میدان ہوئی
سروست پائی جگینڈون کی حال	بے جھاڑیوں میں گوزن و شغال
پھاڑوں سے ہاتھی و غول آ گئے	گھٹا کی طرح ہر طرف چھا گئے
جہان و نور دون کی تھی راہ بند	اوٹھاتی تھے بیٹاقتی سے گزند
خوشی سے وہاں آنے جانی لگے	جرس تافلون میں سبانی لگے
ہزاروں نیکووسف آئے نظر	دل و جان یعقوب و نور بصر

پری کر سکے اوس سو کیا ہم سہری
 وہاں گر چہ ہے کثرتِ خارزار
 نہ نسیم نہ جوہی نہ نازک بدن
 نہ سوسن نہ نرگس نہ سرو سہی
 مگر اوس چمن و سے ہر گل زمین
 وہ بلقیس پیکر سلیمان پسند
 تیر گر و پنہان ہر چہرے کی آب
 خفا اوس سے شاید ہر چرخ کہن
 نہیں کان میں اوسکے جھانکے
 نہ بالے نہ پتے نہ جھکے نہ پھول
 کہ خوبی سے ہے گل سو بہتر کہیں
 کئی دن ہو ڈنڈہ کو اقبال سے
 گیا بوجھ گاؤں زمین کا اوتر
 یہ کی حضرت خضر نے یاوری
 رخ نور افشان سو ہنگامِ شام
 شہنشاہ اب مثل بادِ شمال
 بیان کر کے وصف پر نیزاجیب
 ہوا خوش شہ عالم آرا و چند
 بکڑ کر پھر اوس نیک اختر کا ہاتھ

وہ دلہند زہرہ ہے یا مشتری
 نہ غنچہ نہ گل ہے نہ بادِ بھار
 نہ سنبل نہ داؤدی و نسترن
 نہ شبنم نہ ریحان نہ سیب بھی
 نمایان ہے کیفیتِ یاسمین
 او ٹھاتی تھی دیو لعین کا گزند
 وگر نہ تھی آئینہ لا جواب
 گمن سے ہو غور شید کا پیدہ تن
 برستا ہو خوبی سے آبِ گھر
 حقیقت میں تھا انکا ہونا قبول
 کسی طرح محتاجِ زیور نہیں
 چھوڑا یا اوس سے مین و خیال سے
 سبک کر گیا سب کو وہ گور خر
 جو ہاٹھ آگئی وہ زمر و پری
 کر مگی اندھیرے میں شعلِ کام
 حلین اور کرین سیر باغِ جمال
 کہا قتل دیو لعین کا سبب
 یہ سمجھا کہ یاور ہے بختِ بلند
 چلا دیکھو کور فیتونکے ساتھ

او تمنا صورت شیر خوشخوار پھر
لگا دینے آزار حسا ندرار کو
ہزاروں شجر چڑھے والی او کھاڑ
زمین کھووتا تھا دکھاتا تھا زو
اوڑائی شہادت سے کچھ میر گرد
بدن سے لگی آنے مروے کی بو
زمین پر گراسرنگون ناگمان
تپ مرگ سے بن گیا مروہ نیل
بنا جب خدنگ اجل کا ہدف
نکل آیا گوشے سے وہ نوجوان
بولا کر پر نیا د کو رو برو
سبارک مبارک وہ پیل و مان
میں جاتا ہوں اب شایاں و مریاں
ابھی لیکے ساتھ اپنے ابا ہونین
یہ کہہ کر گیا شاہ خندان و مان
سنائی خبر پہلے یہ سر سر سی
چراغ شبستان مہ آسمان
ولارام گلستانم رنگین کلام
بدن حور کا صورت انسان کی ہر

ہوا فتنہ خفتہ بیدار پھر
نہ چھوڑا کسی کڑو دم مار کو
ہوا دامن شت دو تا او جاڑ
مچاتا تھا صور قیامت کا شور
ہوئی آخر شش آتش ظلم سرد
لیا چوس شیر اجل نے لہو
بنا سنگ مرمر کا کوہ گران
یہا دیدہ تر سے دریا ہی نیل
ہوئی کلفت سر زمین بر طرف
جمع کا سجدہ حق میں مثل کمان
کہا ای ولارام سر خندہ خو
ہوا سومی قصر حبس نم روان
کہ غیبت میں میرے وہ ہوگا وداں
خدا پر تجھے چھوڑے جاتا ہوں میں
جہان جلوہ گر تھا وہ شاہ جہان
کہ سے خانہ دیو میں یک پر سی
جہان گیر خورشید نور جہان
چمن و سمن بو پر نیا و نام
زمر و پر سی باغ رضوان کی ہر

کہ بے دود حلوا تھی وہ نازین
لب شکر افشان بہ از قند تھی
نذاقِ زبان تھی نباتِ دہن
تعجب ہو کیونکر کا بد نساد
دل تو گئی پہلو ہیبت سے جان
زبردست دشمن سے دروزین
سنبھل کر پھر القصہ ماند شیر
شکاری سے بچتا ہو کبہ شکا
دم خوابِ ہفتہ تیز دم
اوس وقت زہور کو بے خطر
دماغِ ستمگار میں ہر ملا
یہ دی زہر سے نیش عقرب کی
اوٹھی کاسہ سر میں آگ اسقدر
لگا اوٹھو مغز سر جویش سے
سو لگنے لگی آتش و یگان
یہ سوز و رونی ہوا شعلہ زن
نہی بینی زشت سوزان تنور
یہ در پر وہ کی اوسنے نشتر زنی
کئی دن سو تھا بسکہ رہی شباب

دہن میں تھی شیرینے ایک بین
رطب سے بٹھا گئی میں وہ چنگی
غدا و دل و جان تھا سبِ فتن
کہ حلوی پہ دیتو میں جی دیو زاد
کہ یہ تھا ہرن وہ تھا شیر زبان
کنارہ ہر دست کمر زین سب
گیا بر سر گرگ خونین و لیر
قضا سر پہ ہوتی ہے جھکی سوار
لگا بھرنے جب سانس ہو چھر شکم
دیا ناک میں چھوڑ مثل شرر
ہو پختے ہی کی اوسنے آفت پیا
کہ گھبرا گیا صاف وہ نابکار
تو سے کی طرح ہو گیا گرم تر
بہا چربی شمع سان گوش سے
کیا گرمی زہر نے منہ و موان
بنا آبِ گرما پسینے سے تن
ہو انار و وزخ کا ہر سو ظہور
کہ پہونچی اوسے نوبت جان لگی
یکایک جو پہونچا درونی عذاب

نہ زنجیرِ آہن نہ دار و رس
 نہ قنج نہ جہر نہ تیغ و تبر
 گیا جب سر دیویر ناگہان
 بھلا خوف کھاتا نہ کیوں دیکھ کر
 وہ شیرِ زیان یہ غزالِ ختن
 دمِ آتشین پھونکتا تھا جہان
 دھوان و ہار اوٹھتی تھی آندھیا
 جہاں کھینچ لیتا تھا نیچے کو دم
 بدلتا تھا جس وقت کروٹ کہیں
 عجب زشت پیکر تھا وہ پرستم
 نمایان تھی چہرے سے خرم و غم
 سیہ گوش بد چشم دندانِ دراز
 گوزنِ کہن سے کہیں نو کداز
 ہر اک موی تن تھا و بالِ نگاہ
 غضبِ ناخن دستِ خونریز تھے
 لہو کی طرح دھونِ نکھیں تھیں لال
 درختِ تناور تھا وہ بد شمر
 فلک سے تھا ہر دوش قد بلند
 طمع سے نہ کی جو بدی پر نظر

نہ جوشن نہ مغرِ نپاہ بدن
 چلا جانبِ روسیہ بے سپر
 نباید لرزان و سرورِ وان
 وہ دیو جفا کار تھا یہ بشر
 وہ پیل گران تن یہ نازک بدن
 تپ گرم سے سوکھ جاتی تھی جان
 پہونچتی تھی گردون تلک گرد راہ
 ٹھہرتی تھی آکر گردون شکم
 دہل کر سسکتی تھی گاؤں زمین
 کہ وقت رقم کا نیتا ہر مسلم
 اور اتا تھا گردون پہ گرد و سیل
 وہاں زبون تھا وہاں گراز
 غضبناک ماتھے پہ شاخیں تھیں چار
 کلان بدنما مثلِ خرسِ سیاہ
 کہیں ناخن شیر سے تیز تھے
 سیہ تلیونکے تھے تل خال خال
 کہ تھے دست و پا شاخ و پنخ شجر
 گران کوہِ الوند سے تھا دو چنڈ
 خدا کا تھا سایہ پر بزاو پر

خدا کے لیے جان اپنی نہ کھو ہوا ہو کے اوڑ جا ابھی تک ہو خیر اگر مارنا اوس کا منظور ہے شبِ عم کی شامت ہو اوس پر سوار پونچ جا دھوین کی طرح وقتِ شام تجھے کچھ نہ پونچے گا اوس میں ضرر جہاں چھوڑ دیکھا اوسے ناگمان یہ تدبیر خالی نہیں جائیگی ترے دستِ ہمت سے بیشک پلا آج ساتی مجھے وہ شراب کروں ناک میں دیو بلبل کا دم	ابھی ننگانی سے بیدل نہو فرغت سے کر باغِ عالم کی سیر اندھیری ہے شبِ چاندنی دور کئی دن سے سوتا ہے بے اختیار کہ ہو کام اوس وسیہ کا تمام وہ خود ہو رہا ہے چراغِ سحر حرارت سے ہو جائیگا منہ دھوان تماشا کے نرود و کھلائیگی کرے گا اوسے پائے مالِ حفا بڑھے جسکی مستی میں زورِ شباب سرخام و کھلاؤں راہِ عدم
---	--

جانا وزیر کا دلیری سے خواہاں بلبل میں اور مار ڈالنا اوس کا
نیش زنبور سے ایک پل میں

وزیرِ خرمند عالی و ماغ پسند آئی تدبیر اوسکی کمال مشاکر زمانے سے بنیا و کین کمان کیانی نہ تیر و تفنگ نہ نیرہ نہ برجھی نہ نوکِ شان نہ نشتر شکن کار و برقِ دم	یہ سنتے ہی خوش ہو گیا باغ کہ بیشک کروں گا اوسے پایمال بناؤں گا پیوندِ حناکِ مین نہ شمشیرِ تران نہ گرز و خدنگ نہ گولی نہ باروتِ آتشِ نشان نہ سامانِ جنگی نشان و علم
---	---

سفر میں محرم سے حم پنجتن
 کمر بستہ پھرتے ہیں جہر جہاد
 ابھی تک اوسٹھاتے ہیں کلیفٹ
 اگر تیغ کافر سے ہونگے شہید
 حیات خضر مفت میں پائیں گے
 تری مہربانی میں کچھ شک نہیں
 ابھی مان لیتا میں کتنا ترا
 کوئی ایسی تدبیر تیرا تو
 کہا روکے اوس ماہ پیکر نے کیا
 کہ ہر بات یہ دور امکان سے
 قومی ترہراک رو سے ہوتا ہے
 اوسے مارنا سخت دشوار ہے
 بیگانہ بکری سے گرگ لعین
 مگر مان جو زبور اک نیش دار
 پکڑ کر اوسے ہاتھ سے پکڑ
 دم دم کشی ناک میں چھوڑ
 جان گری سہم کرے گی اثر
 جو چھینک گئی موت سوج گیا
 تجھے تو اوسیدم نکل جائے گا

غزنی سے بین مبتلائے محن
 نہ فکر معیشت نہ خوفِ معاد
 گیا غم سے خالی نہیں کوئی ماہ
 ابد تک منائیں گے عقبنے عید
 ہوا باغ فردوس کی کھائیں گے
 قلق سے زبان بند اب تک نہیں
 نہوتا اگر شاق رہنا ترا
 کہ قید سنگر سے چھٹ جائے تو
 بتاؤں میں تدبیر دفع بلا
 کہیں دیو مرتا ہے انسان سے
 فقط زیر جادو سے ہوتا ہے یہ
 کہ پیک اہل خود وہ خوشخوار ہے
 ہر ن شیر کو مار سکتا نہیں
 بھرا جسم میں ہو سر سبز ہر مار
 کرے شہد میں تر مہ بال پر
 سر مدعی نیش ہو نوڑے
 پگھل جائے گا شمع سان مغیر
 قیامت کی آفت کرے گا بیا
 جو آگے پڑے گا دہل جائے گا

یہ باتیں نہاتا ہے کس سے
 کہاں ہو سکیں کہاں پہل مست
 وہ شیر زیاں تو غزال ختن
 دو تیغ دو دم تو ہے نازک میان
 جہان تک بخوار اس سے پہنچ کر
 قدم رکھ کے تو بہر خار کیوں
 خدائی کا کافر ہے وہ جیسا
 حرام بکڑی سو سے خواب خیال
 یہ دشمن ہے وہ سارے جاندار کا
 ابھی دیکھتا ہے زمانے کا رنگ
 وہ خونریز شمشیر فولاد سے
 کسی اور سے دل کو بہلائی تو
 بہر رنگ تجھ کو کرے گا وہنگ
 زبردست ہو اس قدر وہ دلیر
 جہان زور بازو دکھاتا ہو وہ
 وہ بیشک تجھ خون میں نہلائیگا
 ترا کام کر دے گا دم میں تمام
 بہت کچھ کہایوں مگر وہ دلیر
 دیا پھر جواب او سنے کہ اور شک

ٹکے گا نہ کوہ گریں کاہ سے
 یہ بیہودہ ہے سب ترابست
 خطا سے بچو کے گا وہ بد چلن
 ترے دم کو سرتا پیا ہے زیان
 گل پر نہ اپنے چھری تیسرے کر
 کف پا کو دیتا ہے آزار کیوں
 نہ بیم میر نہ خوف خدا
 وہ کرتا ہو دانتوں سے گردن جلال
 کہ پیتا ہے خون کفیر مار کا
 نہ کھا سرخ گالوں پہ ہونچکا
 سر بیگناہان کا جلاو سے
 تراب ستگر نہ بن جاو تو
 کہ میں بد قماش کی سب ابھین چوٹ
 کہ بیجہ ملا ناہنیں اس سے شیر
 پلنگوں کے چھکے چھوڑا تا ہو وہ
 بدن اپنا کیوں اس سے دھلائیگا
 وہ ہی ہر گردون کا یکہ غلام
 رہا تا تم جنگ ناند شیر
 دل نازک اپنا نہ کر غم سے چور

اسیری میں گذرے مجھے دو برس
پری کے کمان بال پر پاؤں میں
بلا کی مصیبت ہے میرے لیے
بدن تھا مرا سرخ و صاف اس قدر
صد افسوس پہنچاں تہ رنگ ہو
پری کو بیان پر ہے اوڑنا محال
کہ اگر بیان سے پلٹ جاے پھر
ہوئی تیرے آنے سے گوہنِ نال
کہ جہدم تجھے دیکھ پائے گا وہ
ابھی ہا می بے درد و حلوا ہے تو
لبو بے سے قند مکرر عیان
جواب چمن روی گلف نام ہے
کیونتر بنے باز کا کیون شکار
چھا کر کرے گا تجھے بز نشان
دکھائے مزہ فوجوانی تری
کہا پھر جوان نے کہ اے مہ لقا
نہیں خوف مرنے کا لایا ہونین
کہ دیو لعین کا مٹا کر نشان
یہ سنکر ہنس نہ بت گلزار

تڑپتی ہوں مانند مرغِ قفس
جو پھندے سے اسکر نکل جاؤں میں
جگر ایک صدمے ہزاروں دیکھے
پھسلتی تھی انجم کی جب پر نظر
سیاہی سے انکشت بد رنگ ہے
بشر میں بھلا کب سے اتنی مجال
ہوا گلشنِ دہر کی کھائے پھر
مگر ہو گا اب اور ونا ملال
جبری طرح سے پیش آئے گا وہ
حداوت سے ہرنگ خرما ہے تو
مٹھائی سے تنگ شکر ہو مان
سمن سے کمین نازک اندام ہے
نہ کھاؤ سکے پنچے سے نشتر کی مار
نہو لگی نصیب بہا ہڈیاں
رہے تا ابد زندگانی تری
نصیحت تری ہے سراپا سجا
یہاں اس راوے پہ آیا ہوں میں
کروں سو می قعرِ جہنم روان
کہ ہے موت کا ندھو پہ شاید سوار

مقامِ سما یہ بیابانِ منتھا
 بناتے اگر تراغ و بوم آشیان
 فقیرانہ صورت بنائی ہو کیوں
 پھنسی گس طرح چنگل باز میں
 جو پرکشش تاسف سے کی بار بار
 کہ ہر خیز و در یگانہ ہوں میں
 رہی غرق بحر مصیبت سدا
 جہان میں در و درج عصمت تھی
 تھی صورت کسریا ز رورو
 لب لعل تھے میرے لعل میں
 جواہر تھے کانوں کے سب برق دم
 مریع جو پہنے تھی زیور تمام
 میری شاہ کا نام ہے مینو چہر
 اوسے سے تھی ہم عقد مثل گھر
 کبھی دھوپ میں یک بیکت ملا
 ہوئی ہاے اس شت میں بھجا
 کیا ج طرح مجھ کو بے خان مان
 اسی دیو کبخت کو بھیج کر
 اوٹھالا یا سرت ہو مجھ کو بیان

سزاوار مرغ گلستانِ منتھا
 بجا تھا کہ میں شامتین سب یہاں
 پری دیو کے گھر میں آئی ہو کیوں
 نتھار بٹا کیا تجھ کو پیرواز میں
 کہا رو کے او سنے کہ انو غمگسار
 دلم خشک بے آب و انہ ہوتین
 کسی دن نہ جی بھر کے پانی ملا
 چراغِ شبستانِ دولت تھی میں
 نہ روتی تھی مانند مر جان لہو
 صفائی ہو دندان تھے درِ عدن
 تھے آبداری میں بجلی سے کم
 پر نزا دکتے تھے سب خاص و عام
 فلک ہمت و غیرت ماہ و مہر
 خرابی نہ تھی کوئی پیش نظر
 پری نے نہ دیکھا تھا سایہ میرا
 نہ سر پر ہے چادر نہ رخ پر نقاب
 کرے آسمان کو خدا لا مکان
 دیا میرے سینہ پر داغِ قہر
 سسکتی ہوں و تھی ہوں کھوتی ہوں

ستم ہو کہ اس سر زمین میں کہیں
ہزاروں فردی تشنہ کامی ہو جان
یہ جنگل نہیں کہ بلا سے ہے کم
ہزاروں ہوڑ خون ناحق بیان
یہاں سے کھٹکتے ہیں جن و پیری
ابھی خیر ہے یا نسراوڑ جالی تو
مقابل نہو اس جفاکیش سے
وہ ہر شیر خوشوار تو سے غزال
کمان سنگ خار اکمان آئندہ
وہ سنگین بدن تو گل اندام ہے
گہ سودہ سنگ مر مر ہو کیوں
یہ صورت یہ رنگت یہ منہ یہ شباب
رہی نہ دسی جب بہت نوحہ خوان
مجھ چھوڑ دی میری تقدیر پر
کہ کس اوج خوبی کی اختر ہے تو
گل باغ فروس یا حور ہے
خرابہ میں ہے ہر طرح جایی ہم
ستم کی سے جا بلبیل بوستان
ویا کسے غمقا کو خوف شکار

بجز آب شمشیر بانی نسین
گئی سو کھ کانٹے کی صورت نہان
یہاں ہر طرح کے ہیں جو رہنم
گئی مفت میں بیگنا ہوں گئی جان
بہت دور انسانکی ہے جا نبری
ہوا گلشن دہر کی کھائی تو
بڑا فرق ہو گرگ اور میش سے
وہ گرگ جفا کار تو ہے شغال
تجھے چور کر دے گا ہر آئندہ
وہ کافر ہے تو اہل اسلام ہے
چراغ سحر مہر انور ہو کیوں
عیش اینی کرتا ہے مٹی خراب
کہاں تو جوان نے کہ اسے مہربان
بیان پہلے کیفیت اپنی تو کر
قر ہے کہ مہر منور ہے تو
مہ چرخ یا شعلہ طور ہے
یہاں صورت گنج ہی کیوں مقیم
رہی بر سر قاف سیمرغان
جو کی گوشہ گیری یہاں اختیار

نہ تھا کام اور سجا جو ہتیا رکا
 وہ شیر زیاں یہ تھا بڑھا فقیر
 ہوئی دست پا تو وزیرِ حسان
 شہِ بحر و بر کے قدم چوم کر
 بیٹھا نہ غمرا کسی جانور
 جہان سور ہا تھا وہ پیلوان
 سرِ اُپا تھا ہر چند وہ رشتہ
 بد اختر سیہ فام شکلِ نرِ صل
 کہ بیٹھی تھی اک نازنین رشکِ حور
 صفائی سے تھا منہ پہ آئینہ
 خزانِ خور وہ برگِ چمن زار تھی
 زمانی میں ہر چند وہ خوش حال
 مگر بیکلی سے ہزارنگ تھا
 صعوبت سے تھی زیرِ بارِ سقد
 کھڑا تھا جو گوشہ میں یہ نوجوان
 نہ دیکھی تھی برسوں پہ شکلِ بشر
 قلق سے کہا اوسنے کہ امی نوجوان
 یہ ہر مسکن و یو آفت کا گھبرا
 پھنسانی عیثِ قونی زحمت پر جا

بدن ہو گیا چورِ نجسِ کلابہ
 مقابلِ جوان کے بھلا کیا ہو پیر
 گھڑک کر اوٹھا مثلِ برقِ جہان
 چلا مثلِ ابر سیہ تند تر
 بنا تیز گامی سے یک صبا
 پہونچ ہی گیا مثلِ شیرِ زیاں
 ہزارِ جنما پیشہ و جنگ جو
 مگر مسکن اوسکا تھا برجِ حمل
 فروغِ جہان شعلہ کو و طور
 مگر رنگِ غم سے تھا میلادِ بدن
 گل تر صفت ہدمِ حنا ر تھی
 گلستانِ خوبی کی تھی نونال
 خموشی سے منہ غنیہ تنگ تھا
 کمان کی طرح جھک گئی تھی
 کیے اور چلا کے آنسو روان
 نہ روتی وہ کیونکر بھلا پھوٹ کر
 تجھے موت لائی سے شاید بیان
 تھی اسجگہ سے تجھی کیا خبہ
 کہ ہر قتل یگنا بانِ یسان

کہ کل اک پری چہرہ کشتی نشین
 کھٹکتی ہے آتشنا سے مگر
 جو تھا قابل صدق او سکا بیان
 سمجھ کر سجا ساتھ ہشیار کا
 گیا جب نکل اور اک کو سہر
 کہ اک شخص مانند گرد و ان
 یہونچ کر ہوا جب قدم پوس یا
 کہاں تو چلا کیا تر نام ہو
 و عا دے کے بولا کہ لے شہریار
 زمانے میں جب صورت شمع طور
 بنا کر سر پر روان خوش نگار
 درو لعل زخندہ ترماہ سے
 فروغ جواہر سے میرا مکان
 بنا ہے سہراہ بازار میں
 درون پرہیز نخل کے پردہ پر
 شب تار میں گوہر شب چراغ
 مراقبہ بھی قصر فقور سے
 ہری کوٹھیاں سب ہیں ہرج
 فرح بخش سے دلکش ہیں کہیں

گئی ہے برابر ایدہر سے کہیں
 کہ ہونا خدا بھی نہیں نا و پر
 نہایت ہوا خوش شہ نوجوان
 ہوا گام زن مندرل بار کا
 تو پھر دیکھتا کیا ہو منہ پھیر کر
 شتابی سے آتا ہے بیدل دوان
 شہ ہنشہ نے پوچھا تر نام کیا
 جو سرعت سے پیک سبک گام ہو
 میں ہمار ہوں شہ کا خدیتنگار
 شہستان شہ میں ہوا تھا طو
 در شہ پہ ہونچا تھا امیدوار
 ملے تھے غلامان درگاہ سے
 نمائش میں سے جوہری کی کہاں
 جڑی ہین نگین سنگ دیوار میں
 دلاویز دلکش جواہر جڑے
 ستارون کو دیتے ہیں حسرت کا
 زمانے کی دولت تے ہمو رہے
 صفائی سے گویا ہیں موتی محل
 دلا رام سے خوش نما ہیں کہیں

کہ جس سال پیدا ہوئی تھی حضور پر
 در شہ پہ ایک ماہیے سیم گون
 شہ بجزو بر نے مجھے بے شمار
 وہ پھلی سیوا تی مجھے ہو گئی
 ابھی تک مرا گھر ہے درج گہ
 لب آب ہیں میرے دو کوٹھیاں
 سر شام ہوتا ہے ایسا ہجوم
 او سے میں فراغت سوسلیل و نہا
 میں کسوا سٹے گھر سے کرتا سفر
 ازل سے جو میں تھا نکھڑا شاہ
 کہ کچھ دن رہوں خدمت شاہین
 میں ہوں فن سے اپنے کمال آشنا
 زمانے کے خواص و طیر اک سب
 ہوا ہو جو آب روان بر روان
 نشان او کا بتلا سکون گاہین
 کما شہ نے سنتے ہی او کا بیان
 بھلا دیکھ تو غور سے آج کل
 گرا بنا رہے یا سبک رہے
 کما او سنے بان لے شہ نامدار
 عدم سے ہوا تھا جہان میں ظہور
 جو میں لے گیا تھا برسیم شگون
 کیئے تھے عطا لوگوں شہا ہوار
 کثافت کہ دورت کی سب بھو گئی
 نہ درج گہر ملک برج قمر
 جہان جمع رہتا ہے سارا جہان
 کہ رہتی ہے صبح بنارس کی ہوم
 زمانے کی میں دیکھتا تھا بہار
 سفر وہ کرے جسکے گھر ہو نہ زور
 خوش آیا یہی طرہ زہ پیش نگاہ
 کروں فرشتے آنکھیں سر راہ میں
 ملاحی کا دم بھرتے ہیں نا خدا
 مرے دم سے رہتی ہیں بار طلب
 خس و خارو گل یا جہاز گران
 مری آنکھ ہے شیشہ دور بین
 کہ ای آشنا ہے محیط جہان
 گئی سطح دریا سے کیا شے نکل
 کلونج سپہ سنگ یا خار ہے
 قرینے سے ہوتا ہے یوں آشکار

کہ جس سال پیدا ہوئی تھی حضور پر
 در شہ پہ ایک ماہیے سیم گون
 شہ بجزو بر نے مجھے بے شمار
 وہ پھلی سیوا تی مجھے ہو گئی
 ابھی تک مرا گھر ہے درج گہ
 لب آب ہیں میرے دو کوٹھیاں
 سر شام ہوتا ہے ایسا ہجوم
 او سے میں فراغت سوسلیل و نہا
 میں کسوا سٹے گھر سے کرتا سفر
 ازل سے جو میں تھا نکھڑا شاہ
 کہ کچھ دن رہوں خدمت شاہین
 میں ہوں فن سے اپنے کمال آشنا
 زمانے کے خواص و طیر اک سب
 ہوا ہو جو آب روان بر روان
 نشان او کا بتلا سکون گاہین
 کما شہ نے سنتے ہی او کا بیان
 بھلا دیکھ تو غور سے آج کل
 گرا بنا رہے یا سبک رہے
 کما او سنے بان لے شہ نامدار

الحی زمانے میں گردون دون
 نہ پوچھو کچھ اوسدم کا حال الم
 غضب قصر شاہی میں کرام تھا
 بہت گرچہ روئی سب اہل حرم
 کیا کچھ نہ تخت جگر نے خیال
 چلا گھر سے یکتا دوسروروان
 مکان سے بجز شامت شام غم
 ازل سے جو رکھتا تھا ہمت قوی
 کہ فوج غم و درد ہمراہ تھی
 سمند ہوا تھا عجب زیر ران
 فقط ساتھ تھا نور چشم وزیر
 نہ بھونچا تھا گھر سے ابھی کو بچ
 ضعیفی سے تھا گرچہ دوست پا
 پہونچ کر قریب شہ نوجوان
 قدم چوم کر موندہ سے یہ بار بار
 شہ نونے دیکھ اوسکو منت پند
 ترا کیا ہے مقصد بیان جلد کر
 کہا اوسنے رو کر کہ ملاح ہوں
 ہوا خواہ سلطان ہوں لاگو نگر

نہ دے نوجوان کو در و درون
 نمایان تھا ہر محسوس کا غم
 ہجوم الم برسر بام سخت
 گرے باسہ و چشم زیر قدم
 بڑھا اور رونے سے دونا ملال
 کھڑکھڑائی رو کے پیرو جوان
 لیا کچھ نہ ساتھ اپنے ساز شرم
 فقیری میں تھی شان شاہنشہ
 بجائے علم آہ جانکاہ تھی
 نہ تھی احتیاج رکاب و عنان
 کہ تھا وہ ازل سے انیس و شیر
 کہ اک پیرو ویرینہ آیا نظر
 و تیر آتا تھا مثل ہوا
 جھکا بہر تعظیم مثل کمان
 بلائیں لگالینے وہ جان نثار
 یہ شفقت سے پوچھا کہ ای مرچہ
 جھکا تا ہی کیون بار بار اپنا سر
 غلام شہنشاہ سیاح ہوں
 میں ہوں بندگی سے سرفراز تر

لبو نسے کھنڈ پا پہ بوسے دیئے کئی دن سے ہوں خستہ و بیقرار کہ مستی میں آسان ہو رنج سفر	اوسے دم اوٹھا رہبہ سی کر لے غم یار میں ستھئے غمگسار شتابی می نعل سے جام بھر
روانہ ہونا شہزادہ کا ساتھ سپہر وزیر کے مہربانوں کے چاہ میں اور ملت ملاح و سجاد کا اٹھنا ہی راہ میں	عجب رنگ چرخ سیہ فام ہو گھٹاتا ہے ہر ماہ میں ماہ کو ہیشہ نئے روپ بدلا کیسا
کہ نیزنگ سے شہرہ عام ہو بناتا ہے پل میں گدا شاہ کو یہ ریزن پرانا ہے بہر و پیا کوئین کسکو گھر گھر جھکائے نہیں بنایا نہ کس کس کو بے خانمان سدا اسکے گرد و شش ہو حکیم کہ کالے کا ہوتا ہے بید ہا چلن بنایا او سے دلق پوش گدا کہ ثابت قدم خود نہیں آسمان نہوتا ہو جنکو کفن تک نصیب سہراہ ہوتی ہو مٹی خراب کہ اب تک ہیں با آبرو زیر خاک چڑھاتے ہیں چھوٹو کی چادر و دام وہ سب زندہ مغفور مرحوم ہیں	کمان کمان ماہ کنعان کمان کاروان سفر پر نہ موقوف جو گھر میں ہے ستار نہ کیوں سبکو چرخ گمن پرنتا تھا جو پر نیانی قبا رہو ایک حالت یہ کیونکر بیان بہت ایسے مرتے ہیں بکس غریب بخازی کا اور قبر کا کیا حساب شہزادوں ولی ایسے گذری ہیں پیا عقیدت ہو تربت پہ ہر خاص عام نگاہوں سے کہنے کو معدوم ہیں

عداوت سے مانند شیر زیا ن
 جو بدتا ہے آگے اوسے وہ دلیر
 سرشام سے ہر طرف تاپگاہ
 پکڑنے میں یہ ڈر سے کالے زین
 شب تار ہوتی ہے جب آشکار
 سرشام سے پندرہ دن تک
 تڑپ کر گرے برق تابان اگر
 پٹرین منہ پہ پانی کے چھینو نہار
 وہل زن بجاے وہل دم بدم
 دکھانے فلک روز اسفندیار
 اوٹھانے گا صدے پہ صدے مگر
 جو ہو تم میں فرزانہ و ہوشیار
 کہ وہ زشت پسکر ہو کوہ بلا
 جو مارے اوس کوئی تلوار سے
 یہ سنتی ہی شاہ جوان نے وہاں
 جسے سحر جادو میں ہو دستگاہ
 رہی بند شیشے میں مانند مل
 کسی کو نہ جرات تھوئی اس قدر
 گئی سوکھ ملاح کی ڈر سے جان

ستا ہے صید بیابان کی جان
 چبا کر شکم اپنا کرتا ہے سیر
 مچاتا ہے اندھیرے روسیہ
 کہ بانبر سے باہر نکلتے نہیں
 مکا سے نکلتا نہیں زیر نہار
 نہیں ایک پل کھولتا ہر ایک
 کرے سر پہ ابر سیہ شور و شر
 جلا سے بدن آتش شعلہ بار
 کرے صور محشر سرفیل دم
 سر و تن پہ دے گزر رستم کی مار
 نہیں سر اوٹھانے گا وہ فتنہ گر
 دم خواب دے اوس یہ فتنہ کی مار
 بجز جادو سے سامری دخل کیا
 سر و پا پہ قبضہ کرے دھار سے
 کیا ساتھیوں سے اشارہ کہ ہاں
 کرے جا کے اوس روسیہ کو تباہ
 چراغ اوس کو مستے کا ہو جام گل
 کہ دیتا جواب شہ نامور
 کہ دریا نہ تھا وہ تھا کوہ گران

ستم ہے کہ مارین ندین بگناہ
 پڑھیں چلکے منتر جگامی ہوئے
 دیا پیر نے پھر جواب سخن
 اگر لاکھ کوشش کرے لشکر ہی
 غضب مثل شیر آہنی جنگ ہے
 وہ جلاوے خنجر خون فشان
 دم گرم سے آتش برق ہے
 زبوں ہو گا رومی نہ زندگی سو وہ
 عجب سکن اوس بوم کا ہو اوجا
 کہیں چاہ اند ہے کہیں غار میں
 کہیں بید مجنون نہ خار و خشک
 نہ دریا ہے نہ منز لون تک کو ان
 بجز باد صحر صحر نسیم شمال
 کہیں بن ہر کانٹے کا بستر شکن
 کہیں سنگ خار کا گوہ گران
 نہایت ہو اسجا مصیبت کڑی
 جہان تک تھر گرن سید گوش شیر
 فقط ایک ہی سے لاکلام
 کہ رہتی ہے جب تک شب ہوتا

او گلزار ہے زہر مار سیاہ
 وہ سوتا ہے فرسولا ٹی ہوئے
 کہ اے نیک کردار شاہِ زمین
 نہ ٹوٹے گا وہ سد اسکندری
 کہ یا جوج کی عاقبت تنگ ہے
 زماؤ کی لیتا ہے ہیبت ہوجان
 زرا بھی نہیں برق سرفرق ہے
 کہ بے ڈر ہے آلات جنگی سو وہ
 کہیں اونچے اونچے کھڑی ہیں پہاڑ
 کہیں یک صحرائے انبار میں
 کف دست میدان ہو کو سونگ
 نہ سایہ نہ سبزہ نہ آب روان
 چلے صبح دم اوس طرف کیا مچا
 بھولا دے جو مجنون کا دیوانہ پن
 تھکین دست و پا کو کین کو جہان
 کہ کرتے ہیں آہو خطا چو کڑی
 کیا سب کو اوس فیل جنگی نے زیر
 زبوں ہو گا وہ کافر زشت فام
 کیس وقت کرتا نہیں میل خواب

نہ زراغ و زغن بولتو ہین کہین
چورائی ہین جان اپنی جیو لکین
گذرے ہین کیا اید ہر کاروان
کوئی بن درندون سو خانی ہین
یمان کچھ تو کھٹکا ہو جا بذار کو
کہین خداس سو جلدی نجات
اندھیر میں بھٹکین گو گھبرائیں گے
بیان کر چکے اس طرح جب تمام
کہ ہو دیو بھیل کا اسجا وطن
بھا جو بد اندیش و بد کار ہے
اگر پامی ہاتھی کو وہ کوہ تن
بہ موفی ہے وہ اشتہ ہمار
گر جتا ہے جب عدسان لعین
لب بھر جاتا ہو جب وہ مگر
غم جانے گھڑیاں چھوٹے پڑے
چورائی ہین پانی میں جی پھلین
غضب آفت جان ہو وہ بد نما و
دکھاؤ خوشکل مہیب ایک بار
یہ سنکر کما شہ فر کہ اسے پیر و

نہ طاوس منہ کھولتو ہین کہین
پری کی طرح گم ہین انسان کیوت
کہ شور جرس ہے نہ گرد و روان
دو دوام موجود ہین سب کہین
کہ دیکھا ہین کثروم و مار کو
ابھی دن ہدم بھر میں آتی ہیرات
جدھر جائیں گے کھو کرین کھائیں گے
ویا پیر نے پھر جواب کلام
اسی سے نمایاں ہو ویرانہ پن
ہزبر ستمگار خوشخوار ہے
کر موت سنگین سو جلوہ بدن
کہ کرتا ہے شتر وں کا دل بقیار
لرزتی ہو بہشت سو گاؤ زمین
نہنگوں کو کر تا ہے زیر و بر
تہ قعر تھے ہین گھڑیوں پڑے
مگر سوس کی سوکھ جاتی ہو جان
کہ کھاتی ہین خوف اوس سو سب زوہ
یشہ کیا کہ ہاتھی کو آسے بھار
کیا چاہیے ایسے ظالم کو گرو

ہو عاجزی سے جو مور ضعیف
 چلا ساتھ مانٹ رشتہ زمان
 غضب پر خطر تھا وہ دشت تباہ
 فزون تر سیاہی میں تھارات
 جان ہر طرح کے سب اندہیر تھے
 جدھر اوڑھ کر جاتا تھا مرغِ نظر
 نظر ہو نہ آتی تھے خورشیدِ ماہ
 کہ ہو کاش گر ہاتھیوں تک گزر
 جو تھا ساتھ وہ واقف گرم ہر د
 یہ ہو کون جنگلِ جنمِ شان
 سیاہی سے کیوں ہاتھیوں کا ہن
 کہاں خضر سار ہنما پائین ہم
 بلا کا بیابان سے یہ پر خطر
 نہ چیتے نہ پاڑے نہ ہاتھی نہ شیر
 کیا یہ سر دست کس نے ستم
 شعلوں کو بھی کھا گئی کہاں
 ہر کیوں لگا ہو نسے گم ہو گئے
 یہاں کون ہتا ہے شمشیر
 عجیب طرح کی ہر خواست یہاں

ہوا مہربان پیر مرد لطیف
 ہو کر قوت پیر سے سب جوان
 جان خضر پائے تھے شکل سوراہ
 ملا اوسکا ڈانڈہ تھا ظلمات سے
 سیہ سنگ کر سیکڑوں ڈھیر تھے
 اندھیرے میں گرتا تھا لکڑا کر
 مصیبت سے کر کے تھوہر دم پہ چا
 سپیدی تو دانتوں کی آئی نظر
 سمجھوں نہ یہ پوچھا کہ اے پیر مرد
 کہاں دلوں نے طلعتِ شبِ عیان
 نہ جگنو نہ آتش نہ کالے کائن
 جو طلعت میں سیاہی چل کر جائیں ہم
 کہ دہشت سے غرقا ہو ہر جانور
 فقط جا بجا ہڈیوں کی ہن ڈھیر
 جو خضر گوش ہر مست خوابِ عدم
 جو آواز ہو ہو کی آئی نہیں
 چرخِ موجرس سب کہاں کہو گئے
 جو بھاگے سپر چھوڑ کر کرکرن
 کہ بوم بدآہنگ ہو بے زبان

خضر کی طرح جو یہ آبِ بقا
ایدہر مثل ابرسیہ بھیج کر
نہوتا بھلا کیون مصیبت میں
میں ہوں خلق میں بندہ ناتواں
جو ہو چاہ پانی کی موجود ہے
ضیفی ہوں سخت دردست ہا
کیا انکار اپنا جب یوں پیا
نقطہ آب ہی کی دعا چاہی
پہن گئے تو آخر جنین کی سدا
کہ یہ زندگی رنج و کھلائیگی
مرہ نو جوانی میں نعمت کا ہر
اکیلے جئے تو بنائیں گے کیا
جو عالم میں ہیں عاقل و ہوشیار
کبھی زندگانی پہ مرتے نہیں
مرہ آبچھوان میں ہوتا اگر
ہمیں خضر سان یہ گوار نہیں
عبث رہ نہائی کی محنت ہی
نقطہ اسکی ہلوگ ہیں خواستگار
ڈوبیں حسین جیونہ پاؤں سے ہم

کیا ہے خدا نے مجھ کو بھی عطا
کیا آبِ حمت سے کھیت ہو سکا
کہ رزاق عالم ہو پروردگار
گنہگار خلاق کون و مکان
و عامانگنا مجھے ہر سود ہے
بنو نگا تمھارا میں کیا رہنا
ہو خوش بانی سے گلشن
ہنیں بہکوا آبِ بقا چاہئے
ملیگامزہ ایسی پینے سے کیا
ملاقات یار و تکی جھٹ جائیگی
بڑا پے میں کیا لطف و ولع
خضر کی طرح خطا و ٹھائیں گے
سمجھتے ہیں نیا کونا پادار
ہوس آبچھوان کی کرتے نہیں
سکندر نہ کرتا کبھی ور گزر
کہ نہا کرین سیر و س زمین
مبارک او نہیں کو یہ خدمت ہی
کہ ہو جائیں اب بختن چار پار
ہزبرون کو سمجھیں سفالین ہو کم

چھڑکتے ہی قالب میں جان اگنی اوچھل چھاند کر یک بیک بیک مسیحا دم اوس پیر کو جان کر ہمارا بھی ہو بھروسہ حق رہنا کہا اوسنوا حول کہتے ہو کیا مثال خضر مجھ میں عظمت کیا بڑھاتے ہو کمتر کا رتبہ عبت کہان عالم افزو ز مہر منیب کہان رونما ہے جہان آئینا کہان گل سرور مشام و دماغ میں ہوں آپ ہی ضعت میں بلال یہاں بندہ حق ہی اک پیرن ریاضت میرے زار و لاء کمال کسی شے پہ کرتی نہیں نگاہ یہی ہے حلال ایک کھانا افسے یہ گاؤں شمدیدہ و خستہ تن کیا تھا پلنگ مان نے ہلاک غم قوت میری وہ زن کہ نہ سال شب و روز پی پی کے خون جگر	سرنو سے پھر زندگی پا گئی ہر ن ہو گئی جانب مر غدار کہا سب نے کہ ای پیر فرخ سیر کئی دن سے پھر قریب میں دریا گنہگار کیجیے نہ بھروسہ خدا زمین کو فلک سے نسبت کہنا بناتے ہو قطرے کو دریائے کہان فرہ کم نما و حقیقہ کہان آہن روسیہ بد نما کہان زشت بد فام دو و چراغ قمر سے ہو جگنو کی پیمائش ملک خصلت و پار ساز زمین بدن گھٹو گھٹو ہوا ہے ہلال فقط دودہ کھاتی ہے وقت پگا حرام اور ہے آب و دانہ اوسے ازل سے ہی پروردہ پیر زن پڑی تھی کئی دن سے بالاموخت نہایت تھی پڑمردہ و خستہ حال ریاضت میں کرتی تھی اپنی بسر
--	---

سناشہ نے جب یہ بیان عجیب چلا جب سے میں یار کی چاہ میں حقیقت میں تھی رحمتِ کروگار گئی تھی جد ہر کشتہ دلستان خدا کے لیے راہ میں ساقیا شرابِ مسرت کا وہ جام دے	ہوا خوش کہ نادہرین میرِ نصیب شگونِ چھوڑتے گئے راہِ مین کہ اک جان ووقالب ہو چار یار ہوئے مثل آب روان سب ان مرحمتِ خصم ہو رہ سنا کہ ہر وقت متزلزل میں آرام دے
--	--

دو چار ہوتا شایانِ ہر اوے کا پیر مرد سے صحرا می خارزار میں
اور ملاقی ہوتا پیرِ نیر اوے مشوق و منوچھیر بادشاہِ ہر سکون و یوہل
جنتِ کار میں

گنوجِ سفر میں کئی دن گذر غضبِ مثلِ زندان تھا مارِ تنگ یہ بدبو تھی اوسکے خس و خاک میں تہ خاک تھے سیکڑوں جانور بہم گرد سے ناخن شیر تھے ہوا گرچہ دہشتِ سحرانی جگر کئی دن کے بعد ایک پیرِ نینہ سال کرامت سے تھا خضرِ راہِ نجات پڑی تھی وہاں گامِ اک مردِ تن سحابِ کرم تھا وہ نیکو سیر	خطرناک جنگل اک آیانِ نظر کہ تھے زندہ درگور گرگِ پلنگ کہ پیل مان کا تھا دمِ ناک میں ہر نگر گون شیرِ نرگورِ ضر ہما کے لیے استخوانِ چہر تھے دلیرانہ آگے بڑھے سب مگر نظر آیا پیرِ مبارکِ خصال کہ پاس اوسکے تھا جامِ حیات ستمدیدہ پوسیدہ فسردہ تن کہ تھا قطرہ افشانِ سرخستہ پر
--	--

سنا میں نے جسدِ مہر کہ شاہِ جہان
 بنینِ تھم سکے مہرِ نزلِ مینِ پاؤں
 تمنا یہی ہے کہ یہ خاکِ ر
 میں ہوں تیز دستی ہو مشہورِ عام
 کسی سے طلبِ کار یا رہی نہیں
 ضرورت نہیں مجھ کو ہتھیار کی
 نہانی نہ ہرما کی مجھ کو تلاش
 اگر حکمِ دین مجھ کو شاہِ جہان
 دکھاؤں ہو اپر زمانے کی سیر
 سوا دھم سے عرب تک تمام
 جد ہر پھیرِ دون کل سے پھر جاو وہ
 ٹھہرنا ہو منظورِ حنا طرِ حسان
 جدھر ہو اوڑانے کی مدِ نظر
 رسائی سے مانند مرغِ خیال
 مجھے مانتے ہیں سب اہلِ فکر
 تماشا کروں میں یہ قدرتِ گہن
 جو طاقت مرے دستِ بازو میں
 ابھی چاموں اوڑ جاؤں مانند باد
 کرونگا میں حلِ مشکلیں راہ کی

سفر میں بنے یوسفِ کاروان
 خمی شوقِ زفتار سے ولیمینِ پاؤں
 رہے ہر کا بربشہ نامدار
 بسو لے کالیتا ہوں ارہ ہو کام
 جو کام آپڑے اوسمیں عاریت
 نہ فرمان کی حاجت نہ پیرکاری
 نزالا میرا تے تراش و خراش
 بنا کر اسید وقتِ سختِ روان
 نظر اسے آئی حنائی کی میر
 نظر آئے کیفیتِ روم و شام
 تماشا ہوائی کا دکھلاے وہ
 ٹھہر جائے مانند کوہِ گراں
 اوڑے صاف چٹکی سجاتے اوڑ
 ہو اپر بنے طائرِ تینِ بال
 اوڑاتا ہوں بے ڈور کامینِ تنگ
 نچائیں جو نزار کی پتلیاں
 وہ قدرتِ نہیں سحر و جادو میں ہے
 پورا نے بہت ایسے کرتب میں یاد
 بجاعرض ہے اس ہو خواہ کی

لگا کر کلچر پہ تیسہ نکاہ
نہ پیکان تھا او سمین نہ سو فارتھا
مرے ساتھ دریا پہ وہ گھاٹ کی
لکڑی تنگ کے گھاٹ مارا مجھے
خدا ترس ہوتی وہ ترسا اگر
وہ سمع لکن سخت بیگانہ تھی
نہ سمجھی کہ مانند سیلاب میں
مڑ پتا ہے ساحل پہ بے آب کون
ہوئی جب سے وہ بت گاہوں کو
حریر و کتان قلم و پر نیان
لے گی نہ جب تک وہ سمین غدار
وہ صبح رکھتا ہوں عزم سفر
ابھی ہو مگر قصد بہت دوستان
بنارس میں ہو کثرت گلبدن
پتا جو نہیں اوس جگہ پاؤں گا
کہ لیلی و شون کا ہے مسکن ہاں
لڑکپن سے تو ہو وفاق و اریار
مرے ساتھ مانند گرد و روان
شدہ نوجوان کا وہ روشن ضمیر

مجھے کر گئی کس طرح قتل آہ
خدا جانے کیا اسمین اسرار تھا
کہ دشمن بھی کرتا نہ ایسی بدی
کہ ساحل پہ سو کھا اوتا مجھے
نہ جاتی ترستا مجھے چھوڑ کر
کہ مطلق تینگو کی پروا نہ تھی
کسے چھوڑ آئی ہوں بیتاب میں
اوٹھاتا ہے رنج تپ و تاب کون
مجھے سنگ مرمر ہوتا ج سمور
تن ناتوان پرہین بار گران
نہ پاویگا یکدم وطن میں قرار
خدا جانے لیحاے گردون کدہ پر
کہ وہ ملک ہر جلوہ گاہ ہے تباہ
طوشتا ید او سجاد گل پیہرین
عجم ہو کے سوئے عرب جاؤں گا
عجب کیا وہین ہو وہ جان جہان
اگر رنج غربت نہو ناگوار
طریق عقیدت سے ہو ہمنان
حقیقت میں تھا جو انیس و مشیر

عیان جو شش گرمی کا سینہ سے تھا
مکانوں میں گرمی تھی حمام کی
ہوادار پر ہو کے آخر سوار
وہاں چل رہی تھی جو ٹھنڈی ہی ہوا
سر شام تک کشتے برق و دم
چمک میں تھی ہمتاب ماہ تمام
جلا بحر کی ایک سے دس ہوئی
حسین یک پر می رو فریب بشر
چمکدار اوڑھے تھی رنگین روا
یہ معلوم ہوتا تھا بالائی آب
یکایک یہ پیا ہوئی روشنی
چمکتی تھیں جو جلیان بمثال
ہوا موتیوں سے یہ ثابت مگر
سپیدی عجب چھا گئی تھی ہاں
ابھی تک مجھے شک ہو میں کہا
سید چشم با دام ہے یا ہرن
نہوئی اگر زیر چادر نہاں
مرا خون سب آب جو کر گئی
بزرگ سیاوش آشفته حال

بدن آب گرم پالینے سے سخت
رہی سخت تکلیف آرام کی
لیا جا کے دریا پہ مین نے قرار
رہا دن ڈھار تک نہایت مزہ
نمایان ہوئی برسہا آب یم
ہوئی دور تار کیلئے وقت شام
نمودار صبح بنارس ہوئی
اکیلی تھی اوس ناؤ پر جلوہ گر
فقط منہ کھلا تھا بدن تھا چھپا
عیان برج ماہی میں ہوا قباب
گئی ڈوب مہتاب کی چاندنی
کھلا صاف بالے نہ جھکے کا حال
ستارے ہیں سیارہ گرد و قمر
کہ چکر لگیں دیکھ کر پتلیاں
کہ تھیں و نو ابرو کمان یا ہلال
کو ان تھا وقت یا تھا سب چین
تو سب عضو کے وصف کر بایاں
چھری دے کے پانی لہو کر گئی
ہوئی بیگنہ میری گردن حلال

سہ نو جوان کا وہ رنگین غدار
پریشان یکا یک او سے دیکھ کر
دل صاف کیوں آج ہو پر ملال
اگر فضل بد کا ہے رنج و تعب
جو سایہ پری کا ہے تو کیا ہے فر
مجھے بھی عمل ایسے ایسے ہن یاد
دکھاؤں جو میں اپنی افسون گری
زبردہ ہے میرے انگوٹھی کا نام
اگر آدمی پر ہے دل مبتلا
کہ لاکھوں پری چہرہ و سر فرار
جو اندک بھی ظالم ہو مجھ پر ملال
چھپا نہ ہو رہتا ہے وونا مرص
طبیوں کا پھر زور چلتا نہیں
لڑکپن سے تھا بکہ وہ یار غار
مراد و محتاج و زمان نہیں
مین دل داؤہ کا کل یار ہوں
سناون میں کیا اپنا حال تباہ
پھری دشت میں تشنہ لب چارو
کہ تھا کل کا دن سب نو نسو خراہ

لڑکپن سے تھا بندہ جان نثار
لگا پوچھنے کہ لے شہ بحر و بر
مگر رہے چہرہ پریشان ہو حال
غلاطون ارسطو ہن موجود
کہ نخل خدا ہے شہنشاہ پر
پری کیا کہ تسخیر مون و یوزاد
پٹے تن پہ آسیب کے تھر تھری
نگین فرسیماں کا کرتی ہے کام
تو نزدیک شہ کے حقیقت ہو کیا
غلامی میں حاضر ہن مثل ایاز
کرون دفع میں اوسکی کوشش کمال
تپ وق کو کرتا ہے پیدا مرص
کرین لاکھ کوششیں سنبھلتا نہیں
کہا شہزادے نے کہ اے نگہ سار
طلبگار عذاب و ریمان نہیں
کنند جنون کا گرفتار ہوں
کیسکو نہو سیر دریا کی چاہ
نہ جائے مگر ساحل آب جو
ہو بند تھی گرم تھا آفتاب

گیا بھول مچھلی مگر کاشکار
 غضب کر گئیں مچھلیاں کانکی
 کھڑتی وہ پانی پہ کیوں بسبب
 مسافر کے الفت کا کیا اعتبار
 یہاں آج ہے گل کہیں اور ہے
 ہزاروں کھڑے تھے وہاں ہوشیا
 کسی نے نہ جانا کہ کیا رنگ ہے
 تپ دل سو ہے ہمد آہ کیوں
 حرارت سے بیتاب کیونکر ہوا
 کھڑا تہ لب ساحل یم ہو کیوں
 سر شام سے دور کیا سر میں ہے
 نہ ذوق غذا ہے نہ پروا ہے اب
 یہ سمجھو کہ یہ گوہر شا ہوار
 اسی سے خراش جگر ہو اسے
 طیش دل میں سوز نہانی کی ہے
 لکے کرنے یہودہ منکر علاج
 جسے خال مشکین ہو پیش نظر
 جو ہمدش سودا کا کل ہو
 وزیر شہنشاہ کا تھا اک پر

بنا آب می مائے بہتر ار
 کہ عاشق کو مشکل پڑی جانکی
 کہ نا آشنا خشک ہو تو زمین سب
 کہ ہوتا زمین اوسکا یکجا قرار
 نیا آب و دانہ زمین اور ہے
 نظر باز و ذی فہم خد متگذار
 دل اس گل کا کیوں غیو بیان ہو
 بنا مائے خستہ یہ ماہ کیوں
 لب آب سیما کیونکر ہوا
 دل آشفته و چشم پر نم ہو کیوں
 بھونر کی طرح جو یہ چکر میں ہے
 دم زلیست بھرتے مثل جاب
 کنی کھا گیا ہے لب جو بار
 غم جانکنی کا ضرر ہے اسے
 اسی سے اسے چاہ پانی کی ہے
 دوا سے کیا اور بر جسم مزاج
 کرے کیا اسے تخم ریمان اثر
 اسے کیا سر و کار سنگل ہو ہے
 جمیل حسین شکشس و قمر

کبھی کشتی مل سے بلا سے پل
کبھی بٹھ کر ساحلِ آب جو
کسی وقت پیکر مئی صاف رنگ
کسی وقت بحر سے پہ ہو کر سوار
تنگو نکلی آواز سے ہر نفس
وہوان و ہمار رہتا تھا بالائی
تنگو نکا ہوتا تھا دمِ ناک میں
الک چھوڑ کر پاٹ وریا کا گوہ
کسی دن وہ خورشیدِ رشکِ قمر
قضا کار یک کشتی خوشنما
شتابی سے بالائی آبِ روان
قطر یک پر ہی اوس پہ تھی جلوہ گر
چمن و بہمن بو گل بوستان
سہ چشم پرست جادو نگاہ
بہند اختر اوج حسن جمال
جو اہر سے کان جو اہر تھوکان
جھلک اپنی دکھلا کے وہ لستان
وہ جان باز غمِ دیدہ و دلفگار
وہین ساحلِ آب سے دستِ پیا

دکھاتا تھا کیفیتِ موجِ گل
بڑھاتا تھا تو قیاسِ جام و سبو
ترنگون سے کرتا تھا سیرِ فرنگ
مگر سوس کا کھیلتا تھا شکار
مچاتا تھا گھڑیاں شورِ جرس
حرارت سے ہوتی تھی مچلی کباب
سمکتے تھے چھپ چھپ کے خاشانہ
پکڑتی تھی دانتون سے دامنِ کوہ
سہ شام ساحل پہ تھا جلوہ گر
نظر آئی پانی پہ بے ناصرا
غضب تند جاتی تھی بے باوبان
تھا دوسرا اور کوئی بشر
سہی سر و شمشاد باغِ جہان
کمند گرہ دار زلفِ سیاہ
جبین ماہ کی ہفتہ ابرو ہلال
دو بال تھی بجلی سے بالے کی شان
روان ہو گئی مثل آبِ روان
شہیدِ خم تیغِ ابروی یار
رہا چشمِ غمبار سے آشنا

کہ یہ بوستان کی ہے رنگین زمین لکھا ہے حسنِ فوجی کیا دلپذیر اوٹھائیگا ہر وقت لطفِ ضیا مہر و چین کا مزہ پائے گا مجھے ہو گئی زہر وریا کی سیر لب آب دی او سنو خود آ کر چاہ	نہ اوتگتے بھلا کیوں گلِ یاسین اسی بحر میں قصہ بے نظیر کریگا جو سیر اسکی سرتابیا کبھی بیکلی سے نہ گھبراے گا تڑپتا ہوں ساقی میں تیرے نیر کبھی دختِ زیرِ نکر تا نگاہ
--	---

عاشق ہونا شاہزادہ فتن کا اوپر جمالِ جہان آرا سے
 مہربانو کے کہ محض نا آشنا ی روزگار تھی تنہا اوپر
 کشتی کے سوار جاتی تھی

شہنشاہِ جسم جاہ گیتی ستان مہِ عالمِ افروزِ انجسمِ سپاہ جہاندار و ریادلِ داد و اگر عزیزِ جہان رشکِ بدرِ منیر رہا مہربانِ اوس پہ پیرِ فلک بنا عشقِ ابرو کمان سے ہلال لب بھر جاتا تھا بہرِ شکار ستاروں کو دیتا تھا لاکھوں منِ غ بناتا تھا دریا کو باغِ روان بڑھاتا تھا دریا میں آبِ گہر	فتن میں تھا اک شاہِ گردونِ شاہ شہِ آسمانِ قدرِ خورشیدِ جاہ گرامی گہرِ حاکمِ بحر و بر پسر ایک رکھتا تھا یوسفِ نظیر لڑکین سے عمدِ جوانی تلک قمر کو نہ کس طرح ہوتا زوال کہ اکثر ہر شام وہ گلزار جلا کر کبھی کشتیوں پر چراغ بنا کر گلوں کی کبھی ڈالیاں کبھی آشنائی سے دود پیر
--	---

او سے بھی تہ دل سے منظوم کر
 جو مدھالتی نام یک دلربا
 منوہر سر اندیپ کا اک امیر
 کمال اونکا قصہ تھا خاطر پسند
 میں لکھتا ہوں اب تنوہی پانچویں
 کیا حق فر گھر پیٹھے بے فکر و رنج
 عجائب ہو گلر نہ یہ بوستان
 جہان جس جگہ پر نگہ جاگی
 ہر اک شعر اسکا ہو رنگین چین
 بنفشہ کہن سر و سنبل کہن
 کہن جا ہی جو ہی کہن نستان
 کہن نازبو کیتکی موگرا
 کہن اشرفی چاندنی ارغوان
 کسی جامدن بان و نخل حنا
 سو ورسن کسی جا ہی بلیا کہن
 کہن عشق پیمان کسی جا گلاب
 کہن لطف اور رنگ ہو آشکار
 رتن منجری ہے کہن جلوہ گر
 کسی جا ہے شمشاد نازک بدن

جہان سخن کا ہوا نامو ر
 مہار س میں مشہور تھی مہ لقا
 ہوا تھا محبت میں او سکو اسیر
 ہوا نظم وہ بھی بہ طرز بلند
 کہ اور دن سے قصہ یہ ہو نشین
 نظامی صفت صاحب پنج گنج
 بجا ہو کہن گر لے بوستان
 بہار گلستان نظر آگی
 کسی جا ہزار کسی جاسمن
 صنوبر کہن طسہ گل کہن
 کہن لالہ و سوری و نارون
 کہن یاسمن سیوتی موتیا
 کہن جعفری مالتی زعفران
 کہن سوسن و تر گس خوشنما
 نیواڑی کسی جا پہ چنپا کہن
 کہن نخل انگور جان شراب
 کسی جا ہے سورج کھی کی بہار
 کسی جا ہے داؤ دیے تازہ تر
 کسی جا ہے شب بو بھار چین

رہیں رونقِ افسرِ فرباغِ جهان
 بینِ بزمِ دولتِ کوروشِ چراغ
 یہ ہیں جیسے فرزندِ عالی گھر
 سرِ سرورانِ زیبِ شریعتین
 سکھڑ منشیِ حاکمِ دادگر
 امیرِ جهانِ داورِ دینِ پناہ
 جوانِ سختِ عالی ہممِ نامدار
 عزیزِ افنگے ہیں ایکِ عالی شان
 گرامی گھرِ انتخابِ ز من
 گھرِ سنجِ ذی فہمِ شیرینِ کلام
 ہوا اذ نکا بھی مجھ سے ایسا ہی
 پس حمد و نعتِ شفیعِ الورا
 جو مارا می شوقِ فی دلینِ جوش
 جمالِ لوحِ خاطر پہ رنگِ سخن
 کیا خارِ خارِ المِ مجھ کو بھول
 کیا حقِ فی مقبولِ مسیرِ سخن
 غنیمت کی تھی مشنویِ دلکشا
 ہوئی وہ بھی مطبوعِ اہلِ تمیز
 ملی اوس سے جو دلکو فرحتِ کمال

ستارِ نہ آسیبِ باوِ خندان
 عدو کو ملے داغِ پرہیزِ داغ
 ازل سے زمانِ زمینِ بینِ نامور
 مکانِ شریعت کے مسند نشین
 فلاطونِ طبیعتِ ارسطو سیر
 تسلی وہ خاطرِ دادِ خواہ
 وصیِ علی حسانِ والا تبار
 خرو و ربر اور برابرِ حسان
 محیطِ کرمِ آبرو کے سخن
 خدا ترسِ عابدِ علیحانِ ہوام
 کہ خوشدلِ ہرگز نہ بے لگا جی
 رقمِ کر کوئی قصہ و دلکشا
 کیا جامِ معنیِ طبیعتِ فی نوش
 نمایان ہوئے لالہ و نسترن
 کھلے گلشنِ دلینِ معنی کو بھول
 کہ مطبوعِ عالمِ ہوئی نلکرن
 لڑی اوس سے جو میری طبعِ رسا
 کہ ہر ذکرِ شاہد سے ہر دلِ عزیز
 پسند آیا پر ام و زہرہ کا حال

صاحبانِ عالیشانِ رونقِ افروز کا کوری اتفاق گل افشانی اوپر صفحہ قرطاس کو ہوا واستان

بیان کیا کروں اپنا حالِ خیرین غریزون کو صدیوں سے دل چوتھا تھا شعر کہنے کا کوئی مسل بہت دن سے گم تھی کلیدِ سخن جموشی جو مانسہ شمعِ لگن خیال آیا مجھ کو یہ ناحیاں چھ لکھوں جوشِ خاطر سے وہ داستان ابھی دل سے کرتا تھا ہاں یاہیں صدادی کہ اسی راہی جھگوتِ ای خوآنین والہ خطاب و سخن سیسہ نفس صندل دروسہ چراغِ سبزِ بزم و انشوری دعا سے مرے یا غفور الرحیم خداوندِ کل ایزد و و احبال مہ و مہربانِ زیبِ عالمِ زمین چمکتا ہے اخترِ اقبال کا	بہت اندون تھا میں اندو لگن غم آلودہ و سخت رنجور تھا گیا تھا ستم سے کلیسا دہل بندِ خانم سے رہتا تھا قفلِ دہن شبِ غم میں تھی باعثِ سوزن کروں سوزول اپنا اظہارِ پھر کہ ہو دور جس سے غم رفتگان کہ اگر سخن نے مہرا ہا وہیں تری راہی پر صدا و امی نیک اہی زکی و رضی و سمئے علی طیب و و اخش در و جگر مہ اوجِ اقبال و نیکِ آخری بڑھے خلق میں اونکا زبہِ عظیم ہمیشہ رہو حافظِ جان و مال حوادث سے محفوظ و ائمِ زمین اوشائیں مژہ ہر مہ و سال کا
--	---

کہان تیری حمد اور خدا ہے جہان	کہان میرا کلک بریدہ زبان
مگر اپنی توفیق کر تو عطا	کہ پیہم لگے نعت خیر الورا
پلا سا قیاب کوثر مجھے	کہ ہے ذوق نعت پیہر مجھے
رہے جسمین مطبوع اہل زمین	بڑھے خلق میں آبروی سخن

نعت سرور کائنات مفتح موجودات صلی اللہ علیہ وسلم

پس حمد ہے نعت احمد ضرور	کہ جسکا ہو پیشتر حلق نور
وہی باعث ارض و افلاک ہے	بجائشان میں او سکو لولاک ہے
عطا کی حسد افزا و سے سروری	اوسی پر ہوئی ختم پیغمبری
رسول خدا سرور ملک دین	امام اللہ آبروئے زمین
احد کا ہو احمد سے جلوہ عیان	فقط میم موہوم ہے در میان
امین خدا و امام رسل	کرے ہم سب ہی اوس کو کیا عقل
حبیب خدا سرور کائنات	شفیع امم خضر راہ نجات
حقیقت میں مقبول معبود ہے	شاہکی قرآن میں موجود ہے
شاہ محمد کا پایاں نہیں	ساتا ہے کورہ میں دریا کہیں
نہیں وزن اعمال کا جھکوڑ	کہ ہیں میرے پلہ پہ خیر البشر
یقین ہو کہ رحمت سے روز جزا	گنہ میرے خالق سے بخشا نیگا
پلا مجھ کو ساقی شہاب کہن	نیاجس سے پیدا ہوئے سخن
وہ کیفیتیں ہوں سخن سے عیان	مزه جس سے پائیں سب اہل زبان

سبب تالیف اس فسانہ دلاویز کا کہ حسب ایما سے



بسم الله الرحمن الرحيم

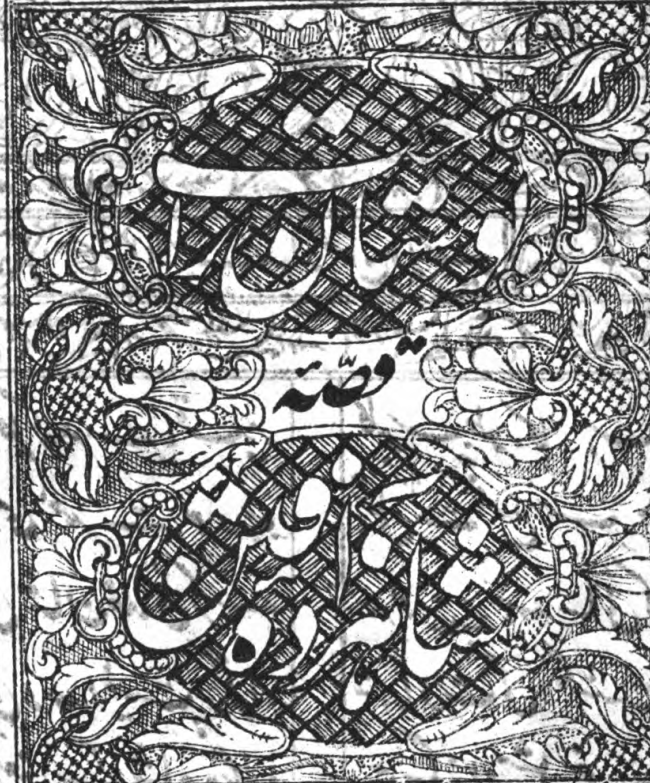


بناوے قلم کو مرے یا قدیر
 سراپا تری حمد سے نور ہو
 رقم تیری شانِ خدائی کرے
 ہر تیری وحدانیت پر گواہ
 قلم و مین معنی کے شام و بکاہ
 مضامین نگین کرو گل کھلا کر
 مسموم خزان سے نہ دیو کھنڈواں
 بجھے ملک معنی کی دے داوری
 عطا کر سخن مین مرے فیض عام

کلیم سر طور کا ہسم صفیر
 تجلی سے شمع سر طور ہو
 سر لوح پر جبہ سائی کرے
 شہادت کی انگشت ہو یا آہ
 رہو سکیزن مثل خورشید و ماہ
 کہ ہر شاخ گل شرم ہو سر جھکا کر
 نیچے باغ معنی کا رنگین نہال
 کہ روشن ہو نام زبان آوری
 رہے حشر تک نہ راحت کا نام

بنام خداوندی که در فضل خلافت و آسمان

وادی نظیر استان در هر شهر حسین بکر سوسوز و کارکنان و کارکنان و کارکنان



شاهبندی شاهان ایران و شاهان ایران و شاهان ایران و شاهان ایران و شاهان ایران

مطبع نامی مشرقی نوشتی طبع در مقبول

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کے کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپخانہ سے مل سکتی ہے جسکو معائنہ و ملاحظہ سے شایقان اصلی حالات کتب کو معلوم فرما سکتی ہیں قیمت بھی نذران ہر اس کتاب کو پیش کیج کے تین منہ سادہ میں بعض کتب قصص و مشنویات وغیرہ وچ کر کے تین تا کہ تیس فن کی یہ کتاب ہر اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر و انوکھو گا ہی کا ذریعہ حاصل

قصص و مشنویات غیرہ اردو

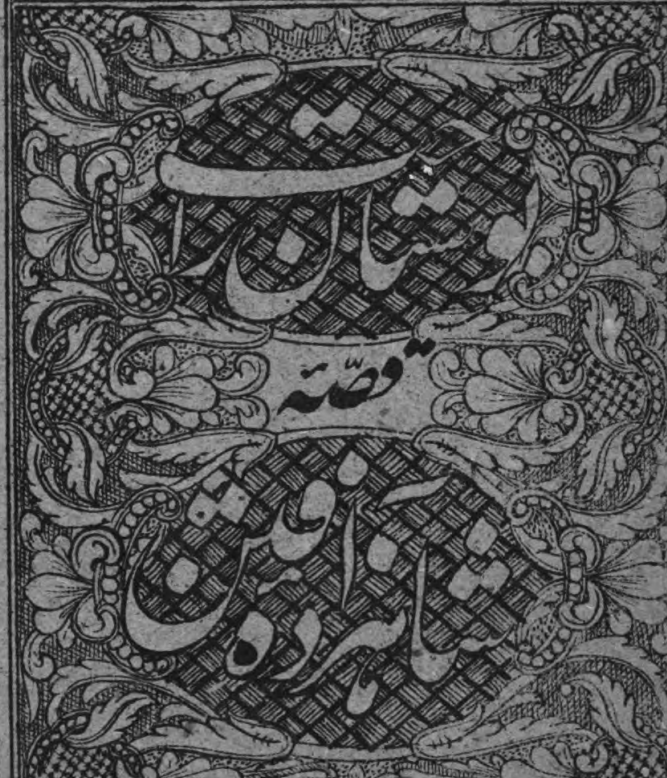
الف لیلمہ منظوم۔ چار جلد تصنیف مختلف	چشمہ شیریں۔ فرماؤ شیریں کا قصہ
۱۔ جلد۔ نظم و گفتار مرزا نصر علی	مختصر ہمت۔ تصنیف شمس جی گوپال
سیر و ہلوی ہنگو ز نامی۔	ناقب تخلص۔
۲۔ جلد۔ نتیجہ طبع شاعر خوش فکر	ایسا و نگین۔ مختصر حکایات منصفہ
منشی طوطا رام شایان۔	سعادت یار خان نگین و ہلوی۔
۳۔ جلد۔	مجموعہ چوتھے نامہ و بلی نامہ۔
۴۔ جلد۔ از منشی شادی لال	وافیو ثنی نامہ۔
شاگرد مرزا سیم و ہلوی۔	جوگن نامہ۔ مصنفہ بیان باطن الکرابی
مجموعہ قصص شہورایہ قصہ مولف مختلف	قصہ مقتول جفا۔ معروف بابہم
۱۔ قصہ سو واکرچہ۔ ۲۔ قصہ ماسی گیر۔ ۳۔	تاریخی فسانہ غم یوسفہ عاقبت محمد زکریا
قصہ جیمہ۔ ۴۔ قصہ منصورہ قصہ شاہی	بد ماوت بھاگیا محشی باطل معانی
قصہ سوداگرچہ فقط	از ملک محمد جاسی۔
قصہ ماسی گیر فقط۔	ایضا۔ بھاگیا سے اردو میں
قصہ جیمہ فقط	شعر شہر نظم فرمایا مولوی قاسم علی
قصہ منصورہ فقط	بدایونی نے۔

Boston Rahut



بنام خداوندگار و فضل خلافت و آسمان

و ادب و نظیر استان هر شهر و حسن و کرم و سوز و گداز و نام و کلام و ادب و کلام و کلام



خاندانی و پادشاهی و امیران و خدای و طاعت و شعرا و سخن و قوم و مشی و حکومت و احصاء و کلام

مطبع نامی و مشی و نو و شوی و طبع و من و مقبول و جهان

Baṣṭān-ī-Rāḥat



Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Abdul Kishore.

